

لا إله إلا الله لا شريك له لا فرق في إله إلا بالوجه

درین ایام بیست و پنج سال از کمال و کمال از نسخ و مضامین و نیاز معنی و ابان سرا با اعجاز موسوم به سیمین



باب ہشتم نام عاجز محمد عبدالرحمن بن محمد رشید خان غامققدور تریست یافت خدمت بزرگمرد محمد مصطفیٰ خان بہرہ

مطالعہ اسلامیہ آفیس ایسکا بورڈ کے زیر
نظر آوا کا بیو فحائلہ مطبوعہ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہوا الحمد للہ مقررین نظم و قرآن کا
 نظارہ آکے پران کرتی ہیں رنڈویان کا
 ہو مطلع مطلع خوشید محشر اپنے دیوان کا
 سواد و دیدہ لیلی سے لکھون شعر دیوان کا
 نظر آتا ہی مضمونیں اک عالم پرستان کا
 ملا ہی چاہتا ہی خاک میں شہر صفایان کا
 اٹھا پردہ ملک پہ دہ نشین باغ ضویان کا

کیا آغا ربم اللہ سے میں نے اپنے دیوان کا
 سر دیوان لکھا جو صفا اس شک سلیمان کا
 لکھون دیوین مضمون اس خسار تابان کا
 بناؤں جال محبوب کی طرح فہر دستان کا
 ہوا ہی جلوہ معنی سے یہ نگ اپنے دیوان کا
 پھیل جاتا ہی ہر جا پہر چاہیرے دیوان کا
 کبھی بھولے جب سے فلک و شمشیر نے جہان کا

کیا قتل ایک کو توجہ سے مرے لاکھوں
 تمھارے لعل لب کو دیکھ کر بس کیا ہی شرمایا
 جو آئی زلف گرد رخ نظر آنے لگا ہمو
 مرے مانند اسکو بھی اگر مضطرب بنا ہی
 ضعیف ناتوان ایسا ہو ہوں جس گھر میں ہے
 جو شب کو میرے ماتم کے لیے منہ کھول کر آیا
 کنوئین میں قید رکھا مجھ کو اس قصیر پر رہوں
 نظرائی ہر اک جاچاندنی پھیلی ہوئی مجھ کو
 میں دیوانہ تشنہ لب ہوں چاہے ایک دم بھریں
 پس مرون سراغ ساکنانِ خاک پایا ہی
 لبِ جان بخش کی سرخی کا عالم دیکھ کر ای جا
 مقابل میرے ہر وہ کے جو ماہ چار وہ نکلا
 نہیں ہو جو آئی زلف یہ سوئے فتن او کی

تری تلوار کرتی کام ہو کیا برق خندان کا
 جگر ہو پانی پانی بہ چلاصلِ بخشان کا
 قریب چشمہ خورشید عالم سنبستان کا
 تماشا دیکھو اگر چاندنی میں ماہ تابان کا
 تمھارے مجھ کو منزلِ شکے ہر ذریعہ بیان کا
 ہوا روشن چراغ آرزو شہرِ خموشان کا
 لیا بوسہ جو بھولے سے کبھی جاہِ نرندان کا
 حد میں آج آیا دھیانِ جاوہرِ ماہ تابان کا
 شکا دے کھینچ کر دریا کو ہر ذریعہ بیان کا
 کھدی جب قبر دروازہ طاہرِ خموشان کا
 ہوا جاتا ہی ٹکڑے ٹکڑے دلِ لعلِ بخشان کا
 گھٹا غیر تے میں ہر شب کو چہرہ ماہ تابان کا
 کریگی دل کو میرے قید تھی جاہِ نرندان کا

غزالِ چشم کی تیری اگر بگڑی نظر دیکھے
 ہو دنیا اور کوئے یار میں سری قامت
 دل چپکاکا اللہ سے اپنے شوقِ جان بازی
 ترے قد و فرق کو دیکھ کر کیا بھبتی سوچھی ہو
 شبِ فتنے قوتِ جوتے میں میں اکثر چوکا ہو چکا
 جگہ اوسِ عطالت کے اگر کوچے میں ٹھاتی
 گئے قید میں یوسف لگی کنزِ لیلچا یوں
 جوشِ لبِ صفتِ جان بخشی کی پانی نہیں آسنے
 نگاہِ شوق بس لکیر چلی ہو پھر وہیں محب کو
 وہ اذناسی صفت ہو یہی کوئی عطالت کی
 نہیں ہو جو آئے ہیں ذقن تک بال لہر کر
 سنور کر اس طرح کا کل بنا کر باغِ مست جاؤ
 فلک بھی اک حبابِ آسا نظر آتا ہو نکھوت میں

لہو ہو پانی پانی بہ چلے شیرِ نستان کا
 ملے دوزخ اگر ہو شوق پھر گلزارِ رضوان کا
 ازل ہی سے نشانہ بن گیا ہو تیرے مژگان کا
 نہالِ حسن میں اک پھل لگا سینے ان کا
 ہوا ہو شیرِ قالمین پسپاں شیرِ نستان کا
 ارادہ مر کے بھی کرتے نہ ہم گلزارِ رضوان کا
 ستارہ آج کل چمکا ہوا ہو دیکھو نندان کا
 تو کیا کیا خون نہیں پانی ہو لعلِ خندان کا
 نشانہ جاتے ہی ہو گا جہانِ دلِ شیرِ گان کا
 جہان تک وصف ہو عطرے گلزارِ رضوان کا
 یہ کالے پانی پیئے آئے ہیں چادرِ نندان کا
 نہیں تو چھوٹ جائیگا بھی دلِ سنبستان کا
 یہ دریا بڑھ گیا ہو دیکھو میری چشمِ گریان کا

وہ گریان ہوں کہ زور و کر کے دریا بھر دیا میں نے	خیال آیا ہو جب فرقت میں مجھ کو چشم جانان کا
نہیں ہو سبز خط کا ٹنور داؤ کی آنکھوں کے	چری ہو آہو دن کی گویا خطر خسا جانان کا
تمھاری کا کل پر خم کے خم کو دیکھ کر امی جان	دھوان بنکر ابھی اور جائیگا دل سنبستان کا

پر یزاد ان معنی پر احد اپنی حکومت ہو

اگمان ہر صفحہ دیوان پہ ہو تخت سلیمان کا

مرا دل طور سینا ہی تجلی گاہ یزدان کا	جہان میں نام ہو موسیٰ فقط اس گھر کے مہمان کا
جنون میں سطح پھیلا ہی ہاتھ اب محبت جان کا	کہیں اے عقل رکھ لے تو ہی پردہ اس گریبان کا
ایکے گرد اس کبخت کی دن رات گردش ہو	یہ دل ہو یا آئی یا کہ مرکز چرخ گردان کا
جنون میں یہ اثر دکھلا عشق رے تابان نے	بنا خورشید محشر ہو ہر اک ذرہ بیابان کا
کیا ہی چاک اس خورشید رُو کی مہر میں اسکو	شعاع آفتاب شر ہو تار اب گریبان کا
سراسر جو حیرت اپنے قاتل کا ہوں حیرت ہو	اگمان ہر زخم ہائے تن پہ ہو چشم خیران کا
دکھایا بعد مردن لطف عشق رے تابان نے	لحم میں داغ ہائے دل سے ہو عالم چراغان کا
نقاب وے انور جب اٹھاتے ہو چہرے	نظر آجانا ہی عالم ہر باغ رضوان کا

کیا ہو تنگ جب مشتے تو پھر دست و مشتے	کیا ہو تنگ میں نے حالِ امان و گریبان کا
مچا اندھیر ہی غوغا ہوا مار کا اوی دل	نکر ہرگز ارادہ کوچہ کیسو سے سچان کا
رہو آباؤں کے کونہ سمجھو میرے بے حاصل	بڑھاتی ہو گدا کی بھی دعا کچھ ترس سلطان کا

نظر آتا نہیں دلِ پناستے او احد ہکو	
پر ابید صہب جا ہو آج اونکی فوج مرگان کا	

ملاں اتنا رہا باقی تو مجھ سے ہمارا ہجران کا	شبِ غم نے قیامت تک مے تم میں ڈھان کا
نہیں پردہ ہوئی ہو زلفِ شگونِ بے جانان کا	شبِ معراج نے آکر کے کعبے کا ہو منہ ڈھان کا
مست آکے پھر جاتی ہو پاسِ خاطر غم سے	ابھی صبحِ وطن منہ تکتی ہو شامِ غریبان کا
شبِ فرقت میں اپنے دل کا بس اللہ حافظ ہی	مزاج اب بقراری پوچھتی ہو دردِ پنهان کا
خیالِ مجمعِ اجاب پر منہ ڈھا تک لیتا ہوں	ہو اک افسانہ ماتم بیانِ خواب پریشان کا
شریکِ بکیسی و حسرتِ اندوہ و حرمان ہی	مزاجِ امی صبحِ غم کیا پوچھیگی شامِ غریبان کا
خیالِ زلفِ کور و نق ہوئی گھر چھوڑ دینیسے	شبِ غم نے لگایا حاشیہ شامِ غریبان کا
تک پاشیکا زخمِ نو پر مے جب قصد کرتے ہو	خوشی منہ چومتی ہو ہنس کے اپنے زخمِ خندان کا

دل محشی خیال کیسے جانان میں رہتا ہو
 اودا ہی چہرہ عاشق پہ چھا جاتی ہو پہلے سے
 محد میں بھی ہزاروں صدہ فرقہ اٹھائینگے
 کر دی ہر خانہ زنجیر کی منزل ہو زندانین
 چمن میں کان جو کھولے ہوئے ہر گل پریشان ہو
 ولادیتا ہی یاد لذت شمشیر حب مجکو
 جگہ یوں خانہ اولمیں ہمارے یاس نے کی ہو
 وہ بلبل ہوں قفس میں گرچہ مدت ہو گئی مجکو
 نہاں سخن تنہا میں یہاں لاکھوں خموشی میں
 نمود سبزہ خط سے قریب لب ہوا ثابت
 حید میں خفگان خاک اب کیا خاک سوئینگے
 بیاقت شعر فہمی کی ہر انا میں نہیں ہوتی
 اسید وصل با ر قطع ہو جائے کہیں دے

دیا ہی ساتھ یہ اچھا پریشان نے پریشان کا
 خدا کا لاکرے منہ اور بھی اس شام ہجران کا
 پنچھوڑ گیا پس مردن بھی سچھا عشق جانان کا
 پھر او سپر ہی غضب ہونا تصور زلف پہچان کا
 صبا شاید کہ قصہ کہتی ہو زلف پریشان کا
 خوشی سے چوم لیتا ہوں منہ اپنے زخم خندان کا
 کہ اب باقی نہیں ہو نام تک بھی دلین ارمان کا
 مری آنکھوں میں اب تک ہو کھنچا نقشہ گلستان کا
 لب کھلا اتواں حسرت کبھی گورِ غریبان کا
 مقدر میں خضر ہی کے تھا چشمہ آبِ حیران کا
 اجل کہتی ہو افسانہ کسی زلف پریشان کا
 سخندان جو ہیں وہ مطلب سمجھتے ہیں سخندان کا
 نہیں اٹھتا دل حسرت زدہ سے تازا ارمان کا

مری سرکشگی وشت میں طرفہ رنگ لائی ہو	گملا بجکے پھرتا ہو غبار اپنے سیان کا
بہا تک گلرخ کے عشق میں گل ہننے کھائے ہیں	کہ عالم زخمی ہے دل پہ ہو گھماے خندان کا
میسر ہو لب ہون گے رخ پر خط کی آمد ہو	نشان بتائیں گے اب خضر مجھ کو آبِ جیوان کا

احد کچھ اور بھی اب نالہ موزوں قم کیجے	
ابھی توجہ صدمہ باقی ہو کلب گوہر افشان کا	

لکھا ہو اس قدر مضمون قدرت ہا ہے یزدان کا	طلسمِ خامہ کن خاتمہ ہی میرے دیوان کا
لکھو دیوان میں گر کچھ قصہ طولِ لعل جانان کا	ازل مطلع ہو دیوان کا ابد مقطع ہو دیوان کا
رہیگا عشق اس کو گریو نہیں تیرے گریبان کا	گلا کٹوائے گا اک دن ہلالِ عید قربان کا
جنون میں جا بے وشت نے کیا وسعت یہ پانی ہے	فضائے عالم امکان بھی اک گوشہ ہو دامن کا
مری گو جان لی پر بچکسی بدنام ہونے سے	بہانہ بگلیا اچھا قضا کو روزِ ہجران کا
تجلی سے رخ انور کی کیون حیرت نہو مجھ کو	چرخِ طور پر روانہ ہی شمعِ روئے جانان کا
دل مضطرب واجب دیکھے بے چین رہتا ہے	مزاج اچھا نہیں رہتا ہے اب اس دشمنِ جان کا
غم تازہ یہاں جب دیکھے مہمان رہتا ہے	مرا دل بگیا ہے اک مکانِ داغِ عزیزان کا

یہ سمجھے تھا کہ کدن چاک ہوگا دستِ حشیشے
 نہ کہ جسے سے تعلق کچھ نہ نسبت دیر سے مجھ کو
 ترے آنیے گلشن میں یہ کیفیت ہوئی پیدا
 نہ کیونکر مصحف خسارِ جان سے محبت ہو
 جو کچھ کہتا ہوں اونسے تو وہ کیا کیا نہیں کہتے
 پتا جا کر کے کوئے یار میں یوں پوچھنا مقاصد
 زمانہ زندگی کا اپنی پھر کر گر کہیں آتا
 نہیں یہ سبزہ خط گردِ شکے دستِ قدرت نے
 جو جاتے ہو تو ہنس پڑتے ہیں غنچے کھلکھا کر کے
 دلِ داغ میں نہان ہزاروں آرزوئیں ہیں
 گئے تھے دیکے دھوکا ہجر میں پھر کر جو پھر آتے
 پس مرون بھی اپنے دل میں باقی ہو غلش کچھ کچھ
 پڑے جس پر نظری بھلا کیونکر وہ بچ جائے

خدا نے بائے پردہ رکھ لیا میرے گریبان کا
 مے مذہب سے مذہب ہی جدا کبر و مسلمان کا
 بہار باغِ جنت ہی ہر اک تختِ گلستان کا
 مسلمان بن ادھ ہوں میں اور حافظ ہوں قرآن کا
 خراج ہی نہ تابع کرے انسان کو بھی انسان کا
 بتاؤ نامِ یارِ رضوان ہی کسے در کے دربان کا
 تو اوس سے پوچھتے احوال کچھ عمر گریزان کا
 لکھا ہو حاشیہ دیکھو خطِ یرکان میں قرآن کا
 چمن میں دیکھ کر عالم تمھارے رے خندان کا
 کھلایگا کبھی گل کوئی غنچہ اس گلستان کا
 تمھارے سامنے کرتے گد عمر گریزان کا
 تعلق نشترِ غم سے ہی باقی کیا رگِ جان کا
 قصائے ناگمانی نام ہو اس تیر مرگان کا

چلی تھی روٹھ کر مجھے یہ ہمراہ قضا جس دم	تو کس حسرت سے منہ نکلتا تھا میں عمر گریزان کا
مضامین میرے دیوان میں ہیں کچھ عشق کے ایسے	ہر اک شعر اپنا گویا باغِ بسم ہی گلستان کا
زمین شعر نے رتبہ فلک کا ادا کر دیا	ہر اک نقطہ میرے ج شرف ہی اپنے دیوان کا

احد یہ شاعرانِ حال دُھنی میں کمانِ باتیں	
نوشاؤ دو اوین نام کیونکر اپنے دیوان کا	

جلوہ افکن زلفِ شگونی سے رخِ زیبا ہوا	آفتابِ شر نکلا نور کا ترہ کا ہوا
حیرت افزا جہان وہ نور کا بنگا ہوا	دیکھ کر انسان کیا بیرون کو بھی سکتا ہوا
جلوہ بخسے کیا گھر بچو دی نے آنکھ میں	جب اُٹھا پردہ او دھر تو پھر ادھر پردا ہوا
پڑ گئے لاکھوں چھوٹے دست و پائے یار میں	شعلہ رنگِ خناس سے یہ اثر پیدا ہوا
روئے جب یادِ دُرِ دندان میں تو پھر خاک پر	لوٹ کر اشکون کا قطرہ گوہر کیا ہوا
اس قدر افتادگی میں محو حیرت ہو گیا	نقشِ پائے یار پر اپنا مجھے دھوکا ہوا
پیسے کا قصد رکھتا ہی مے ہر دم	آسیاے چرخ کا گویا کہ میں انا ہوا
جان کے جانی کی کچھ پروا نہیں پر غم یہی	داسنِ قاتل پر میرے خون کا دھبہ ہوا

ہاتھ پڑنیسے وہ اپنے جسم پر جھجکین نہ کیوں	آتش رنگِ جنا سے شعلہ ہی بھڑکا ہوا
سیر دریا کے لیے جب تین گیا بے یار کے	حلقہ اگر دابِ عنسہم ہر حلقہ اور یا ہوا
لکھ دیا تھا حالِ وحشت تینے بھولیسے جو کچھ	نامہ بر بھی لیکے خط راہی سو صحرا ہوا
خون اتنا بچلا تو نہیں کانٹے ٹہرتے جیسے	دامن گل کی طرح سے دامن صحرا ہوا
جب بھری تارِ نظرمین صورتِ زیبایار	پتلیونین تیلیون کا بھی تماشا کیا ہوا
کسے ہاتھ اپنا ملا یا ہاتھ سے اوس شوخ کے	طارِ رنگِ خاک آج ہی بھڑکا ہوا
سبزہ خط کی تجھ سے ہو عشقِ ذوق	رہنمایہ خضر خط اس چاہا تک اپنا ہوا
بے نشان کرتی ہو مج کو اپنی ہی گمشدگی	گم ہوا وہ جس نگین پر نام بھی کندا ہوا
کشتہ رتیر نگاؤں زامد فون ہو گیا	ابتدول او کاوشِ مژگان اٹھٹا ہوا
جامِ مے کے شوقین بیٹھے ہے پہرون بگر	بخل ساقی میرے حق میں نہ بیٹھا ہوا
اوس میرے ج متور پر تو رخ سے ترے	چاندنی پر چاندنی کا بزم میں صو کا ہوا
خط کا اوتکے چہرہ تابان پہ ہوا بے نمونہ	یا ورقِ پر شمس کے مضمون ہی کچھ لکھا ہوا
دشتِ غربت میں نہ ہو نہیں بے سرو سامان احد	

جس شجر کے سایہ میں بیٹھا وہ بے پناہ ہوا

ہر رگ گل میں اثر خونِ تنہا کا ہوا

آئینے میں بالِ ناحق آپکے پیدا ہوا

اب حلب میں دیکھ لو تارا بھی پیدا ہوا

حلقہ گردِ ابِ عنبر ہر حلقہ دریا ہوا

آج کل ہتا ہی کچھ پہلو میں دل جلتا ہوا

جب وہ مثلِ برق آیا خواب میں بہشتا ہوا

نالہ پُر دردِ غم کا دل پہ جب بلوا ہوا

دیکھ کر افسردہ جس بیمار کو عیسا ہوا

سرد مہر سے تھاری دل مرا ٹھنڈا ہوا

مثلِ شبنم عمر بھر اس باغ میں رونا ہوا

ساغری کی خواہش رگہ کی اچھا ہوا

نامہ برِ عنقا ہوا اور خطِ برِ عنقا ہوا

باغ میں دستِ خنائی کا ترے چہرہ ہوا

چھونے سے زلیخا کے دل سے ناخوش ہو گئے

بال کو بھر کے رخ پر بولا وہ آئینہ زو

ہو نہ وحشی لعل کے سو پیر ہتا ہوں بہن

جانے کس شمع سے پھر لگی ہو اسکو تو

خزینِ صبر و تحمل پر اک آفت آگئی

انتظامِ ہستی موہوم میں آیا فساد

کس توقع پر علاج ایسے مریضِ غم کا ہو

ای بتو اب مجھ میں ہو وہ گرمی الفت کمان

دیکھ کر کیا منہ عدم سے ابر تر کا آئے تھے

چشمِ مستِ یار نے بدستِ مجھ کو کر دیا

لکھ دیا تھا جو دہن کا اور کر کا حال کچھ

جان اپنی سبز و خطیر کیسے جانیگی	تھایا شاید خطِ تقدیر میں لکھا ہوا
بام پر اگر نقابِ رُخ اٹھایا اوسنے جب	آفتابِ روزِ شہر جلوہ گر گویا ہوا
رتبہ اکمل کو پونچا جو ہوا گوشہ نشین	گوہرِ کیتا صدف میں قطرہ دریا ہوا
یا وغیرہ کی ہو کیا اب کچھ خبر اپنی نہیں	اس قدر میں اُپری محوِ رخِ زیبا ہوا
دہر میں جس کا مقدر نام ہوا ای ہمدرد	عمر بھر دیکھو نہ ستے وہ کبھی سیدھا ہوا
اس قدر سیرِ طرے بدگمانی ہو اسے	خواب میں بھی آتا ہے وہ شوخ توڑتا ہوا

کوچہ جانا نہیں جا کر گر پرے جو سر کے بھل

کبے میں گویا احد سجدہ ادا اپنا ہوا

رونے میں جسمِ تصوّر سبز و خط کا ہوا	زخمِ دل پر مرہمِ رنگار کا چھا ہوا
لاکھ سہارا کیا لیکن نہ وہ اچھا ہوا	منفعلِ تیرے مرضِ غم سے کیا عیسا ہوا
بٹیکر پہلو میں اپنے ایک دم وہ اٹھ گئے	دشمنِ جان درو دل اپنے لیے پیدا ہوا
بحرِ عالم سب جناب آسا نظر آنے لگے	جوشِ پراشکو کا میرے جگمگ ہی دیا ہوا
ہی بیانِ گوہر و ندانِ جانان میرے	گوشہ عزت میں جو میٹھا در کیتا ہوا

ہوں مجنونِ صحریتِ جانِ آئے خوابین
 گردِ شمعِ چشمِ فسوں کے اثر سے دیکھنا
 سے بید ہونے تک نہ چھی نگاہوں کی ہی
 منہ سے لیکے تنے او تو کھویا اسے
 آتی آوازِ انامیلی بھی تھی ہر عضو سے
 رکھتا ہو چینِ دستِ تک تعلقِ دل کا بھی
 ہر دہانِ خمِ بیل سے یہ آتی ہو صدا
 نامِ باقی ہو جو جسم بالکل کچھ نہیں
 چھیر دیتا ہونین نوکِ خاں سے اکثر اسے
 نور سے اپنے بنا کر احمد مختار کو
 مر گیا عاشقِ تمہارا ہو گیا قصہ تمام
 یہ مریضِ غم سے اپنے وہ بگڑ کر کہتے ہیں
 ہو کے عاشقِ ایک لعلِ سیہ کا جانِ بن

دل ہمارا جلوہ گاہِ جلوہ لیسلا ہوا
 دل بھی اپنا بنے آہو بادِ پیپا ہوا
 پار سینے کے اوتر کر تیر یہ سیدھا ہوا
 درد سے آنکھوں کے دل اپنا یہ تھا پالا ہوا
 سرِ پاکِ قیس جب محرجِ زیبا ہوا
 غیر کے پہلو میں بیٹھے دریاں پیدا ہوا
 زخمی تیغِ نگم جو ہو گیا اچھا ہوا
 گم کر کی جستجو میں صورتِ عنقا ہوا
 جوشِ پر جسدِ مرا خونِ رگِ سودا ہوا
 آپ ہی مجنونِ بنا اور آپ ہی لیلیا ہوا
 آرزوے وصل کا بھی آج منہ کالا ہوا
 تم پر سے بیمار اور عالم میں مین بسوا ہوا
 کوچہ و بازار میں کیا کیا نہ مین بسوا ہوا

کہ نہیں سکتا ہوں اونسے گوزبان کہنے کو ہر	گوئگے کے دل کا یہ اپنا مدعا گویا ہوا
نغمہ سنج گکشن معنی ہوں میں بھی بلبلو	کچھ سناؤنگا اگر اس باغ میں رہنا ہوا

ضعف اپنی یہ حالت ہو گئی ہوا واحد

نالہ بھی آتا ہی لب تک سوجھک اڑتا ہوا

آتشِ دل کا اثر یہ دیکھلو سپید ہوا	ایک ہی نالے سے اپنے آسمان نیلا ہوا
سبزہ خط کے نکلنے کا ہوا عالم میں شور	طوطی اپنے یار کا بھی بولتا سپید ہوا
جس پر یہ پڑتا ہی وہ شہ بھی چمکتی ہو صفا	سایہ مہتاب گویا یار کا سایا ہوا
ناز کی ایسی ہو اس سے بھی نکل آیا عرق	جسمِ جاتان پر اگر شبنم کا بھی گرتا ہوا
جام خالی دیکے ساقی تو جو ترسانے لگا	کاسہِ حق میں میرے پھیک کا کاسا ہوا
کنشتہ چشم سیاہ یار تھا جو ہمدرد	بعدِ مردن جو غبار اپنا تھا وہ سُرا ہوا
صول کی شبِ شمع کی حاجت تھی اصلاً	اوس پری کے آتی ہو گھروں کا سارا ہوا
دل پہ جب اوشمعو نقشہ ترا آیا وتر	پہلو فانسِ خیالی کی طرح اپنا ہوا
آتے ہی صورت تیری سہیں نق آگئی	اپنا پہلوا و پری بلور کا شیشا ہوا

<p>سو کھل کر بجان جان بھی ہلال آسا ہوا گرتے ہی دیکھو زمین پر صاف انگار ہوا</p>	<p>تھی ہوا الفت ابرو خمد سے تیری مجھے اشک کا قطرہ ہمارے دیدار سے آج</p>
<p>مہر کی حالت ہی اپنی اور احباب ضعیف نام کو اٹھنا ہوا اپنا جب کبھی اٹھنا ہوا</p>	
<p>کچھ اٹھ کر بیٹھ جاتا ہی بگولا بھی مری گل کا ستارہ دیکھتے تھے حکیم کا پھر اب چاہا بابل کا خدا ہی تا خدا ہوا اب ہماری کشتی دل کا تڑپ کر چم لیتا ہوں میں اکثر ہاتھ قاتل کا پسند آیا ہو بس او کو تا شام غم بسل کا نہ دیکھا ہاے وقت قتل بھی منہ ہنسنے قاتل کا کیا بیہوشی نے پردہ اٹھا جب پردہ محل کا ہمارے تو اب کے سلسلہ توڑوں سلاسل کا کھلا لون سے نہ ہرگز بن سکا کا مے گل کا</p>	<p>اثر باقی ہی بعد مرگ ضعف جسم زائل کا فرشتہ تو کون بھی ہو گا عشق اوس نہ ہرہ شامل کا پتا ملتا نہیں ہو دیکھتے ہیں لاکھ ساحل کا وہ بسل ہوں کہ الفت بڑھ گئی ہو قتل ہو نیسے یہی عزت ہو جہین کوئی تڑپے کوئی پھر کھلے مری آنکھ نہ پٹی باندھی اوسنے خوف کدے سے نظر آئی نہ پھر مجنون کو لیلیٰ بد نصیبی سے نکل جاؤں سو سحر ایہی جہین ہو زندا نے اثر باقی رہا بعد مقابل بے پریشانی</p>

لبِ ساحلِ نہیں ہی تو کم ظرفی کا باعث ہی
 اتنی پانوں بھی میرے مثالِ نختِ سوجائیں
 یہ شوقِ دیدلی ہی کہ بس اوڑ کر لیٹ جائے
 نہ اس کے چھپا لیتا ہی سُنہ کو اپنے دامن سے
 خطِ تقدیر میں عشقِ خطِ رخسار لکھا تھا
 یونہی فریاد کرتے ہیں اسیرِ کاکلِ بیجان
 و عائنِ دیتے ہیں دل سے سمجھ لو دلیں تم بھی کچھ
 نہ کہے کو گئے ہم دیر سے اچھا ہوا ادا دل
 شہادت تھی نہ قیمت میں لکھی تو اس کے باعث سے
 لگایا اپنے سینے سے اوٹھا کر اوسکو قاتل نے
 ہمیں وہ قتل کر کے اب کفِ افسوس ملتا ہی
 پہنچ جاتا ہوں کوئے یار میں گرچہ ہوں دُراوس
 دلِ اپنا کوچہ لگا کل سے پھر کر جسے آیا ہی

قصورِ فیضِ دریا کیا قصورِ اس میں ہی ساحل کا
 خفا ہوتے ہیں دربان دیکھ کر ہلنا سلاسل کا
 غبارِ قبرِ مجنون دیکھ لے کر جنسِ لہوِ محل کا
 گذر ہوتا ہی میری قبر پر جس وقت قاتل کا
 سمجھ لینا ہوا کیا سہل مطلبِ خطِ مشکل کا
 یہی زندانِ ہر دم غلِ ہی پانوں کے سلاسل کا
 حسابِ دوستانِ در دل فقط ہی فیصلہ دل کا
 فقط اک در دوسری تھا یہ طو کرنا منازل کا
 جھکا فی لاکھ گرون پر نہ اوٹھا ہاتھ قاتل کا
 تڑپ کر جا پڑا قدمِ نیچے جب سراو کے بسمل کا
 فریبِ رحم تو دیکھو ہمارے ساتھ قاتل کا
 ہی پائے شوقِ آسان طو کرنا منازل کا
 کچھ ایسا خستہ ہی جیسے تھکا ہو کوئی منزل کا

وہ دریا کے کنارے سیر کو ہر روز جاتے ہیں	ستارہ آج کل چمکا ہوا ہی بخت ساحل کا
دکھائے خنجر ابرو سے بڑان کو اگر قاتل	نظر آجائے محفل میں تماشا رقصِ بسل کا
دل محزون تلاشِ ہروان خاک جانے دے	پتا کیونکر ملے ہو فاصلہ اون سے منازل کا

دھڑکتا ہو کبھی دم بھر کبھی دم بھر ٹھہرتا ہو	
عجائبِ ال از دوزخِ احد سیٹھ میں ہو دل کا	

سوئے گر ہو ایسا خنجر ابرو سے قاتل کا	نظر آئے فلک پر بھی تماشا رقصِ بسل کا
اٹکھجائے ابھی ارمان قاتل تیرے بسل کا	پڑے گریہ تھرپورا تو ہو پورا احوصہ دل کا
ارادہ ہو یہی زندا نہیں بس اب حضرتِ دل کا	چلو صحرا کو توڑ و سلسلہ بالکل سلاسل کا
خدا کا شکر کر اب تک کمالِ حسنِ ہر دورہ	کمال اک شب فقط رہتا ہی مہمانِ ماہِ کامل کا
ہنسی معشوق کی ہوتی ہو وجہ گریہ عاشق	چمن میں خندہ گل سے ہو بس نالہ عنادل کا
اتنی دیکھے مقتل میں کس دن پائین بھتی ہی	میں تشنہ لب ہوں اک تہے آبِ تیغِ قاتل کا
تسے در کی گدائی کے لیے بس ایسے خوبان	فلک بھی لیکے پھرتا ہی یہاں ماہِ کامل کا
شب تاریک کیسو میں دکھا کر مانگ کتے ہیں	اسی رستے میں لٹ جاتا ہو دیکھو قافلہ دل کا

کسی گل کا ہون یہاں محبت صورتِ بلبل
 نہ پوچھو ہی گرو کیون رشتہ نگریں اشکون کی
 گزرتے ہیں سوالِ دل پر وہ تو یہ باعث ہو
 غبار اپنا بگولان کے اکثر قص کرتا ہو
 کھلنے لگے ناخن تدبیر سے بند قباک دن
 حسینانِ جہان کرتے ہیں کسبِ نوبت اوس
 بہار گل چین میں تھی تو بلبل نالہ کرتی تھی
 سوا میرے کرم ہی غیر پر اوس بحرِ خوبی کا
 اثر باقی پس مروں ابھی تک ہو خسرابی کا
 بوقتِ شعر گوئی ہجر جاتان میں جو نالان تھا
 سیرِ رو آسمان تھارات بھراے ندائے کے
 سلیمان بھی جو آئے تو نہ دمسازِ تکلم ہو
 زخ جانکو کیوں ان ماتی شکوئے ثبتِ دن

سربالین مے لگی ہو پر اسے عاقل کا
 نہ سمجھو سہل کھلنا عقدِ ہائے کا مشکل کا
 ابھی کچھ امتحانِ الفت میں کہتے ہیں مے دل کا
 پس مروں خیال آتا ہو جب قص اوسکی محفل کا
 انھیں ہاتھوں سے حل ہوتا ہو عقد کا مشکل کا
 چراغِ طور ہو اک گل چراغِ آب جسکی محفل کا
 خزانہ میں برگِ افتادہ سے ہو عالمِ جلاجل کا
 پڑا کیا بخت پر مے بھی سایہ بخت ساحل کا
 بگڑ جاتا ہو بن بنکر کے پتلا بھی مری گل کا
 مے دیوانہ میں ہو اوراق سے عالمِ جلاجل کا
 ستارے دیکھ کر حیران تھے جلوہ تیری محفل کا
 فلک پر ہو دماغِ انزو زون تیرے مے کے سائل کا
 منہ و خورشید کا نقشہ تو ہی نقشہ جلاجل کا

بتانِ سنگدل سے ہونہ صورتِ آتشِ ناکوئی گلے کو گھونگرِ فرقت میں اپنی جانِ ی میں نے	یہی نالہ ہی برسوں سے شکستِ شیشہ دل کا نہ منت کش ہوا صد شکر دستِ متبعِ قاتل کا
<div data-bbox="511 558 1025 682">دمِ فکرِ سخنِ مضمونِ عالی پائون پڑتے ہیں</div> <div data-bbox="511 707 1025 832">تصور ہی احدِ انروزِ دن کس غمِ رشیدِ منزل کا</div>	
<p>صدادیتا ہو بعد از قتل یہ سراو کے بسل کا وہ مجنون ہوں کہ ہی ملکِ تصور جسکے قبضے میں اوسیکے ہجر میں نرات ہی اپنی یہ جانسوزی بہت خوش ہو کے مجھے بالِ دل اپنے گوندھاتے ہیں کوئی محرابِ کعبہ میں ہی کا فر گویا جا بیٹھا رسائی دل کو اب کیونکر نہ زلفِ یار تک ہوگی خدا کے سامنے محبوب ہوگا قتلِ ناحق سے وہ تم سے طالعِ برگشتہ کی صورت پھرے ایدل خیال اوس سنگدل کا دل سے دم بھر بھی نہیں جلتا</p>	<p>ازل سے ناز پروردہ ہوں ست متبعِ قاتل کا مری آنکھوں میں جلوہ ہی مری لیلیٰ کے محل کا چراغِ طور بھی پروانہ ہی جس شمعِ محفل کا ستارہ آج کل چمکا ہوا ہی کیا انامل کا یہ عالم زیرِ ابرو ہی ترے رخسار کے تل کا مقدر سے کریموں کے بڑھیا ہی حوصلہ دل کا قیامت میں مرا ہی ہاتھ اور دامن ہی قاتل کا گمان جس ہاتھ پر ہوتا تھا گردن میں حائل کا رہا کرتا ہی سینے پر مرے اک بوجھِ آبِ سل کا</p>

جگہ نقطے کی قرآن میں نہیں ہی مجھ کو حیرت ہی
 ترپن کی نرمی دم بھر بھی ملت مجھ کو قاتل نے
 یہ مجھ کو پسلی ہی جو ممکن ہو تو لائق ہی
 تو وہ رشکِ سلیمان ہو کہ اب بھی قاف سے اوڑھ کر
 اندھیری ات میں روشن ہیں گو شمع کا فوری
 دم آیا ہی لبوں پر ہی تنابوس لب کی
 شبِ قہقہہ میں ہر دھنستے ہیں روتے ہیں بلکتے ہیں
 بہت فریاد اور مجنون کے قہقہے سنے ہونگے
 پس مرن بھی سحر پار میں یوں میں تڑپتا ہوں
 کیا قتل نے جاننا نہ نہیں میری آبرور کھلی
 اثر باقی جنوں کا ہو وہی اللہ سے اب تک
 نہ آیا ترع کے بھی وقت وہ میری عیادت کو
 ہوئے مقتل سے راہی پھیہ کر منہ بچ کے مارے

تھامے مصحفِ رخسار پر نقطہ ہی کیون تل
 نہ نکلا ہاے بعد از قتل بھی کچھ حوصلہ دل کا
 بنے مار نگاہِ قیس سے پر وہ بھی محل کا
 تماشا دیکھنے آتی ہیں پر بیان تیری محفل کا
 یہ عالم آج کل کیسوں میں ہو اونکے انامل کا
 سوالِ آخری ہو نہ ذکر تو اپنے سائل کا
 نتیجہ اور کیا ہوتا ہماری سعی باطل کا
 کبھی بہرِ خدا سن لیجیے قصہ مے دل کا
 نمایان سنگِ مرقد پر بھی ہو عالمِ دلائل کا
 حقیقت میں بہت ہو دمِ غنیمت تیغِ قاتل کا
 کھلونے والے بھی مجنون بناتے ہیں مری گل کا
 تصور مرنے مرنے بھی رہا جس شوخِ غافل کا
 نہ دیکھا جب گیا اونے ترپنا بس مے دل کا

شکبے سے تعلق کچھ نہ نسبت دیر سے ہو	بھلا کیا منکشف ہو حال ہم پر حق و باطل کا
جووان غیر ونگے پہلو میں ہا کرتے ہیں وہ اکثر	تو یان مزارات صدمہ رہتا ہی وجہ مفاصل کا
نہو نگے مست بے گل ہمارا آئی بھی گلشن میں	گیا جوش جنون کے ساتھ سارا اولوہ دل کا

بہت کھینچ کھینچ کے مے لے لیکے کر کے چلتی ہو	
احد قتل میں دیکھو آج غمزدہ تیغ قاتل کا	

تصور رات دن رہتا ہی اک فردوس منزل کا	گذر باغ ارم میں آج کل ہی حضرت دل کا
جب افسکا و صیان کرتا ہوں خیال لفت آتا ہی	مرے پائے تصور میں بھی ہو عالم سلاسل کا
نہیں پہلو میں ہیں وہ تو تصور ازل کا رہتا ہی	مری بیجا صلی میں بھی ہو اک مضمون حاصل کا
نہ پوچھو پھر میں حالت مری کیا ہو چکی کیا ہی	کیا دق نے بھی قوسین پر صمد سل سے ہول کا
جلاوے برق گر کر اوسکو وہ برگشتہ طالع ہوں	مرے خرمین پر لے کر نام و ہقان لکے حاصل کا
جہا نہیں جتنے ہیں دیوانے تیرے ہیں پر ہی بکر	سٹا جسٹن نے تیرے نشان انسان قاتل کا
بتو چھوڑو ستم کو عدل سے اپ پیش آؤ تم	خدا کے گھر میں سنتے ہیں بڑا تیر ہی عادل کا
وہ ظالم آشنا بے ظلم ہو ایسا بگڑتا ہی	کوئی بھولے سے بھی گزرا لے سلطان عادل کا

بہت ڈھونڈھانہ پایا مثل تیرے تو ہوا ثابت
 جو عاقل ہیں اونھیں راحت کی فکر صلا نہیں ہوتی
 نہیں یہ چین ہجر یا رستہ ہم بھر بھی دنیا میں
 خیال نفع کیونکر ہو میں دیر گشتہ طالع ہوں
 نہ پوچھو فرقت بانا نہیں کیا کیا تہن گزین
 بہت ڈھونڈھانہ پایا آج تک ہنسنے نہ مانے میں
 چرلے کیون بید ہو کے دل کو میرے پہلو سے
 وہ آئینے میں منہ کو دیکھ کر کہتے ہیں لوگوں سے
 کتاب عشق کے اک لفظ کا مطلب نہیں سمجھا
 کسی کروٹ کسی پہلو نہیں یہ چین اب دل کو
 ترا نقشہ بنا کر صانع قدرت نے فرمایا
 شب فرقت میں ایذا میں بہت کچھ جواوٹھائی ہیں
 یہی وراثت ہجر یا زمین ہوا دعا تجھے

جہاں میں متمتع بس نام ہو تیرے مقابل کا
 خیال عیش رکھنا ہر گھڑی ہو کام جاہل کا
 قیامت میں بھی دیکھیں حال کیا ہو مجھے غافل کا
 سراسر سریر نقصان ہو اگر لون نام حاصل کا
 کبھی حق نے کیا دق اور کبھی صدمہ رہا دل کا
 ہمیشہ نام ہی سنتے رہے انسان عاقل کا
 نہیں دزد سنا کو کچھ خطر سلطان عادل کا
 ڈانٹے میں نہیں ہو دوسرا میرے مقابل کا
 دل نادان ہو تو شاگرد کس استاد جاہل کا
 ستا ہوا نہایت عشق اب اوس شوخ غافل کا
 بناوٹ کا ناز اب میں دوسرا تیرے مقابل کا
 تو پھر اب ناک میں ہو دم ہائے حضرت دل کا
 اتنی بھول جاؤں نام تک اوس شوخ غافل کا

<p>بھلا فرمائیے تو آپ یہ ہو کام حاصل کا عز و راتنا نکر یہ کام ہو انسان جاہل کا زبان سے نام لیتا ہو نہیں جب اس شوخ غافل کا کیا آباد ہونے سیکڑوں خانہ سلاسل کا</p>	<p>لیے دو چار بوسے مختلف اونکے تو یہ بولے یہ حسن چند روزہ پر تو اپنے ای پری پیکر جگر ہوتا ہی ٹکڑے اور کلیجہ منہ کو آتا ہی اک اپنے گھر کو بس ویران کر کے اسی جنوں آخر</p>
<p>احد الفت نہ مجھ کو اس سے ہو یہ غیر ممکن ہو دلِ مست کا ہو تابع اور میں تابع ہوں اس دل کا</p>	
<p>تر پنا مرغ بسمل کی طرح اک کھیل ہو دل کا صریر کلک کا غز پر ہو اک نالہ عناد دل کا پس مودن نیگی روح مجنون پر وہ محل کا نمک کے ساتھ ہوتا ہی مزا کچھ اور فضل کا ہوا بمیغ رجب پھر رگیا کس کام کا چھلکا مئی گل رنگ میں بھی ہو مزار ہر بلاہل کا گل رخسار پر نکلا یہ دانہ کس طرح تل کا</p>	<p>جگر پر زخم کھا کر خنجر ابرو سے قاتل کا رقم کرتا ہوں مضمون میں کسی گل کے فضائل کا یونہی اولیلی پر وہ نشین گرفتار الفت ہو محبت میں رخِ طالع کی عشقِ خال لازم ہو شبابِ حسنِ بخت ہو گیا اب وقتِ پیری ہو نہو جب تو بلیں اپنے تو پھر ساقی ہوش نہیں نسبت ہو قطرے گلین کچھ اور تمہیں حیران ہو</p>

یہ شوقِ دید مجنون کو ہر دم آیا ہوا نکھون میں
کمالِ اتنا تصور میں تو ہو لیلیٰ کے ای مجنون
ابھی علِ ٹھن کے مثلِ خاک بس ہو سر دم بھرن
طوائفِ کعبہ رخ ہو چکا بس اب یہ باقی ہو
یہی غوغا مچا ہو کوچہ کا کل میں برسوں سے
ابھی جسکے حویریں اور آئینِ قاف سے پر بیان
وہ بحرِ حسنِ دریا کے کنارے جا کے جب بیٹھا
جو عالی مرتبہ ہیں اون کو یہ پست اور کرتا ہی
تو وہ ہو غیرتِ زہرہ کہ جسکی چاہ میں پڑا کر
نیکمرِ حسنِ دور روزہ پر غور ای ساقیِ مہوش
بہار آئی ہو دیوانوں کی حالت اور ہی کچھ ہی
لڑکپن سے تری تقریر میں شیریں بیانی ہو
بس اکہم میں کروں گا سرو میں نارِ جہنم کو

اوٹھائے کہ رو لیلیٰ سے کوئی اب پردہ محل کا
جدھر دیکھے او دھر آئے نظر بس جلوہ محل کا
جہنم تک پہنچ جائے اگر شعلہ مرے دل کا
بجائے سنگِ اسود بوسہ لونِ حسائے تل کا
او دھر سے بچکے بس جانے پناؤے قافلہ دل کا
تماشا کرو کھاؤن تم کو اپنے جذبہ دل کا
بزرگِ موجِ منہ ہر پھیلیوں نے چوما سائل کا
فرشتوں کو دکھایا عشق نے منہ چاہِ بابل کا
ملائک دیکھتے ہیں عرش سے منہ چاہِ بابل کا
چھلک جاتا ہو بھرتے ہی پیالہ ماہِ کامل کا
سرورِ مست ہو زندان میں ہر مالہ سلاسل کا
مقابل میں ترے ہوتا ہی کشتا و انتِ قابل کا
بڑھا اشکو نے رونے میں اگر دریا مرے دل کا

<p>نہیں آسیب یہ پابند ہرگز نقشِ عامل کا سمجھتا نقشِ قسمت کو ہوتین بس نقشِ عامل کا جو چھیرا ہی تو کچھ سن لیجیے قصہ مرے دل کا</p>	<p>کہا حالت کو میری دیکھ کر سب عالموں نے یہ حصولِ مدعا کی عالموں سے کیا تمنا ہو نہ منہ کو پھیرے ہلائیے مجھ کو نہ باتوں میں</p>
<p>احدیہ تملاتی کو نہ تھی بجلی جو ہو کشر اور ایا ڈھنگ اسے بھی میری بیٹابی دل کا</p>	
<p>ازل سے ہوں میں کشتہ خنجر بیداد قاتل کا بتا ہی آج ماتم خانہ ہر حلقہ سلاسل کا گزر رہی خانہ دل میں یہ کس خورشید سترل کا مرا ہوں شیفہ ہو کر کے جو میں چشم قاتل کا ہوا جاتا ہی خون پہلو میں قاتلِ حسرتِ دل کا ہلا دیتا ہی پائے عرش کو نالہ مرے دل کا پڑی تلوار ترچھی سیدھا گو تھا ہاتھ قاتل کا ہنا کر مارتے تھے ہین سب پستلامی گل کا</p>	<p>نہیں کچھ آج سے ہی مجھے عالم مرغِ بسل کا چھٹا دیوانہ شاید پھر کوئی اب قید ہستی سے مرے پہلو میں آتا ہی نظر اک نور کا عالم ہماری روحِ جنت میں پھرنگی ہو کے بس آہو گلے پر پھیر خنجر شوق سے بہر خدا اب تو ٹلی جوشِ جنون میں وہ مجھے اندری طاقت شہادت تھی نہ قسمت میں لکھی تو اسکے باعث سے وہ مجھ کو یوں کہ بعد مرگ بھی لڑ کو نکو کاوش ہو</p>

صدے نالہ برپا ہو روان آنکھوں نے آنسو ہیں
 خیال آتا ہو رہ رہ کر کے اپنی سخت جانی سے
 خدا جانے کدھر رہا ہی ہوے یاران صحبت بھی
 بچھاؤں فرش خواہش اور جلاؤں انگلی شمعین
 نہ وہ شکلیں نظر آتی کہیں ہیں اور نہ وہ باتیں
 کچھ اثبات دہن میں گفتگو یہ کر نہیں سکتے
 نہیں کچھ بولتے منہ سے فقط رنجاتے ہیں ہنسر
 نئے آرام اوجانِ حزن تن سے نکل کر تو
 ہمیشہ جستجوے یار میں پھرتے رہے لیکن
 جو چلتا ہوں کہیں تو گرد آؤنگے گھر کے پھر تا ہوں
 ذرا سا چین پہلو میں تلاش یار لینے دے
 اوسیدم ہوش میں فرماؤ اور مجنون بھی آجاتے
 سیاہی تل سے چشمِ حور کے ای جانِ بناؤ نہیں

محنت آج شاید دم ہی اپنے حسرتِ دل کا
 نہ دکھ جائے کہیں نازک بہت ہی ہاتھ قاتل کا
 نشان ملتا نہیں ہوا بکین محفل کی محفل کا
 جہاں خواب میں دل میں نیا سامان ہو محفل کا
 فقط اک نقشہ آنکھوں میں کھینچا ہو اہل محفل کا
 بہت کچھ منطقیوں کو سوجھو دعویٰ دلائل کا
 جو کہتا ہوں کہیں رو کر کے اونٹے مدعا دل کا
 ابھی نچو بہت باقی ہو طر کرنا منازل کا
 نہ دیکھا خواب میں بھی منہ کبھی مطلب کی منزل کا
 مسافر صورت پر گارہوں میں ایک منزل کا
 ابھی یہ دل یہاں رہا ہوا آیا ہی منزل کا
 جو سن لیتے کہیں قصہ ہماری وحشتِ دل کا
 ورقِ پرشس کے مضمون لکھوں خاک کے تل کا

صدِ پازیب کی اونکی جو یاد آتی ہو زندانِ مین	ہلا کر پاؤں کو سن لیتا ہوں نالہ سلاسل کا
احداحوال کچھ کھلتا نہیں بتیابی دل کا	ہوے ہو آج کل کس بق منس کے چاہنے والے
<p>دہانِ زخم سے اتیک بیان ہو تیرے سہل کا سنا کرتے تھے پہلو میں بہت کچھ شور ہم دل کا لگا کر تیرے سینے پر پھر ترچھی چتون سے بھر گیا او سین چڑاؤ سکو پلو نگاؤ میکش ہوں نہیں اسیدِ آزادی فقط زیرِ قفسِ ایوان مرے نالوں کو جس شکر کے فرماتے ہیں لوگوں سے صد از بخیر کو بیدار رکھا وحشتِ دل نے ہر اک کی لاش پر کتا ہی کسے مار ڈالا ہی نہیں کچھ مڑکی حاجت بس ابھی بدست ہو جائے پڑے گر ہاتھ کوئی مجھ پہ شوقِ شہادت ہی</p>	<p>اوٹھا وٹھا جگہاں تک اوٹھ سیکنا ز قاتل کا جو دیکھا چیر کر توصات تو وہ تھا فقط گل کا تماشا دیکھا او ابرو کمان اب رقصِ سہل کا جو بنوایں گا خُم ساقی کہیں مجھ زندگی گل کا پھر کنا عمر بھر لکھا ہوا ہو طائرِ دل کا اثر ہونے لگا ہوا کسی کچھ بتیابی دل کا مرے دم سے فقط زندا نہیں ہوا سلاسل کا تجاہل دیکھے ہم بے ملون کے ساتھ قاتل کا لگائے منہ سے گرغالی کوئی سا عمری گل کا دہانِ زخم سے منہ چوم لون شمشیرِ قاتل کا</p>

ہمارے خط کو لیکر اوسط رف جب راہی تو ہوتا ق	پتا ہی نامہ بر یہ یاد رکھت کو سے قاتل کا
کبوتر کے کہین پر پرے پرے اوڑھتے ہونگے	تماشا بھی نظر آئیگا وان کچھ رقصِ بسل کا
پاک فتنہ مثلِ فتنہ محشر وہاں ہوگا	دکھائی دیگا ہر جا حال بس بتیابیِ دل کا
کہینِ بوزن سے وہ بھی جلوہ فرما دیکھنا ہونگے	مقابلِ مین نہیں کچھ جس کے رتبہ ماہِ کامل کا

عوضِ دل کے احد درِ محبت مول لیتے ہیں

کہینِ دنیا میں ایسا بھی سنا ہو کامِ عاقل کا

ہماری آتشِ دل نے تین پڑمروہ جان پھونکا	تماشا ہی کہین نے اس مکان کچھ دو مکان پھونکا
جگر کو دلو جاکو تن کو سب کو ایکساں پھونکا	ہماری آہِ سوزان نے اح کیا کیا مکان پھونکا
شکایتِ شعلہ دلسے ہو دردِ دل کی یہ اپنی	جلن کیا تھی جو تونے میرے رہنے کا مکان پھونکا
گلِ بلبل میں جھگڑا ہی تھا کیا جسکو صبا تونے	ذریسی بات کو لیکر یہاں پھونکا وہاں پھونکا
صد اکا نو نہیں آتی ہو شکستِ نگِ ہر گل سے	کہ آخر نالہِ بلبل نے دیکھو بوستان پھونکا
جلا کر دل خیالِ شعلہ رخساریوں بولا	نصیبِ دشمنان اس گھر کو کسے مہربان پھونکا
مکانِ یاس و حسرت تھا دلِ ماتم زدہ اپنا	اسے بھی آج تونے جل کے آہِ سوزِ نہان پھونکا

نہیں بھونکا دھواں پکیر کے حقہ سے زلف اوسنے
 بزمِ گلِ حسن میں کھلکھلا کر ہنس بڑے غنچے
 قفس میں نالہ بیل طہر سوز و ماتم ہو
 ہمارے شعلہ دہین یہ ہو اللہ ری سوزش
 ستم تازہ یہ صیا و دن کا دیکھو ساتھ بیل کے
 ہمارے خرمن ہستی سے بتلا کیا عداوت تھی
 نہیں لائی اورا کر کے صبا یہ نکست گیسو
 شبِ فرقت ہماری آہ سوزان نے یہ جھٹکی
 ہوئے ظاہر شرارے دفعۃً اللہ ری سوزش
 تپ فرقت آدول سے سوزِ شعلہ جان سے
 نہ بھونکا خرمن منہ کو نہ قصر آسمان کو گر
 شرارت اونکی ہی دزدِ خانگی وید کے قابل
 دل اپنا پر وہ نا قوس میں جا کر چھلایا

چراغِ نرور سے لیکر رخِ شب پر دھواں بھونکا
 خدا جانے صبا نے کانہیں کیا لکے یاں بھونکا
 بُرا صیاد کا فوصل گل میں آشیان بھونکا
 نہ اک لہلہ ہی کو اسنے تابغز استخوان بھونکا
 پس مردن بھی رکھ کر آشیانیں آشیان بھونکا
 جو تو نے جل کے اسکو آج او برق طپان بھونکا
 مسیحا نے تن بچا نہیں گویا آکے جان بھونکا
 زمین سے لیکے اسنے تاجِ لاکھان بھونکا
 جو حقہ پیکے ٹھنڈی سانس بھی لیکر دھواں بھونکا
 جو ان سب بچے تو تو نے اوسوز نہان بھونکا
 تو تو نے کیا تن پر درد کو ای سوز جان بھونکا
 کہ دیکھو شعلہ بزمِ خناسے جسم و جان بھونکا
 تو سوزِ نالہ نا قوس نے وزیرِ بیتان بھونکا

کیا ہے چین دم بھر تو اقامت بھی رہا دم بھر	تپ فرقی ہے دم لے لے کے جسم ناتوان بھونکا
دل و غم پرہین کیا کیا گریبان ان شعلہ و یونکی	جرس بھونکا کسینے اور کسینے کا روان بھونکا
بھلا ظاہر کریں لوگوں میں کیا اب ازلت کو	جگر کی آگ نے تو دفتر ملک بیان بھونکا
یہی معنی احد سوزِ محبت کے ہیں کیا شاید	کہ آخر دل کو جان کو تن کو سب کو ایکسان بھونکا

زمینِ شریقی بھی بھونکنے ہی کے احد قابل

لے بھی آج فیضِ حضرت آتش بیان بھونکا

حیف ہوشمن دین بھی رت جان بکلا	تھا جو مؤمن وہی غارت گریبان بکلا
حیرت افزا ہے جانِ قالبِ انسان بکلا	جنمِ خاکی میں دل آئینہ حیران بکلا
بچکے تربیت جو کچھ تو سن جان بکلا	قبر سے خاک اور اتمامِ عمری ارمان بکلا
بل جو کھا کر سُورِخ کیسویں بچان بکلا	حُسن کے گنج کا یہ مار نگہبان بکلا
پھنستے ہی لفت میں بس دلوں چھپا تو نے	وزد اس بات کے پرہین تو ایجان بکلا
گاہے ماقوس میں چلا یا جس میں گاہے	پردہ عیسر میں عاشق ترانہ لان بکلا
گال کو آنکھوں سے مل کر مرے ہوئے ہنسکر	دید کا شوق کچھ ای دیدہ گریبان بکلا

بجئے گیسو کے ہر دل سے خدا خیر کرے

مزدہ ہو زلیست کو ایمرگ تو نصرت ہو جا

دیکھ کر جلوہ رخ کو تے ای نیرِ حُسن

کشتی عمر کو اشکون نے ڈبویا آخر

کس قدر درد دل اپنا بھی ہو آرام پسند

قصہ برہمی زلفِ درازِ جانان

ہر صد کوچہ کا کل مین ہی مکی میرے

دامنِ یاسے لپٹی نہ کبھی خاک مری

شوقِ آزادی اسیر و نکویہ اللہ سے ہو

ترے کشتوں کی یہ اللہ ہی کثرتِ قاتل

شوقِ طے کا دلا کر مجھے برباد کیا

شعلہ داغِ جگر آہ جگر سے نہ بجھا

بجئے نامہ کی طرح سے دلِ محشی شب کو

گھر سے ہمراہ پریشان کے پریشان نکلا

گھر سے اپنے مرا عیسیٰ پئے درمان نکلا

صورتِ آئینہ خورشید بھی حیران نکلا

دیدہ تر سے مے نوح کا طوفان نکلا

اپنے پہلو سے نہ باہر کبھی ایجان نکلا

جب خیال آیا تو اک خواب پریشان نکلا

زلفِ جانان کی طرح مین بھی پریشان نکلا

بعدِ مردن بھی نہ اپنا کبھی ارمان نکلا

مرغِ جان بھی قفسِ تن سے پریشان نکلا

جس جگہ دیکھا وہین گنجِ شہیدان نکلا

اسمین ارمان تیرا کیا اومے ارمان نکلا

اس ہوا میں بھی چراغِ غمِ تو دامن نکلا

کوچہ کا کل سچان سے پریشان نکلا

دوش پر پروئے کے ہو تخت سلیمان نکلا	سبز خط یہ نہیں عارض جانائے قریب
	میرے تلوونے ملی آنکھ غزالون نے احد الفت چشم میں جب سوے بیابان نکلا
غیر کے مائے زرد ہو منہ آفتاب کا یا مخرج آبی میں ہو گمان آفتاب کا چکر میں دیکھ کر ہو داغ آفتاب کا عسیٰ بھی بھلیس ہوا آفتاب کا دریا بہا جو اولٹا پیالہ حباب کا جب ٹوٹتا ہو کوئی پیالہ حباب کا دوران سر ہو کیجے علاج آفتاب کا مضمون باندھ لیتا ہو نہیں تیج و تاب کا دریا سے دیکھو ٹوٹ کے ملنا حباب کا قاصد لکھو چن حال میں کچھ اضطراب کا	اللہ سے فروغ رخ برق تاب کا ساغر میں نکس ہو یہ رخ شعلہ تاب کا یہ حُسن جلوہ گر ہو مرے ماہ تاب کا رفت پسند کون نہیں ہو زمانے میں رونے کی وقت آنکھیں جب اولیں تو رویا تو وہ رحم دل ہوں یا بہاتا ہوں روکے میں عسیٰ سے کمد و بیٹھے ہو کیوں آسمان پر زلزلہ دو ما کا آپکی آتما ہی جب خیال بے دل شکستگی نہیں ہوتا وصال بار ڈہری کپڑے وقت نہ خطا گر پڑے کہیں

<p>عالم ہو اسکے مضنونین بھی بیچ و باب کا ناحق کو خطا میں حال لکھا اضطراب کا میں منتظر ہی بیٹھا ہوں خط کے جواب کا خالی نہ ساقی ہو کہ میں ساغر شراب کا بجلی نے کچھ اوڑا یا ہی دھنگا اضطراب کا چوری کیا چمن سے کنورا گلاب کا بلبل کے منہ پر دیتے ہیں چھٹا گلاب کا پھونکنے کا ایک آہ میں دفتر حساب کا آنکھوں میں نشہ رہتا ہی ہر دم شراب کا جھگڑا ہے نہ تاکہ حساب و کتاب کا دامن پہ ہو گا حشر میں جہاں شراب کا کیا کھو کر کے پوچھینگے دفتر حساب کا</p>	<p>سر چڑھ کے بل جزلت و تابا کا تمہاری بل گر پڑتا ہو وہ ہاتھ سے قاصد کے لیتے ہی قاصد کو موت کو چہ جاناں میں آگئی پیاناہ زیت کا نہو لبریز جب تلک بیتابی سے نہیں مری نسبت کسی کو ہی سرپ کر کے بلبلین کہتی صبا سے میں دیکھو فریب رحم کہ صیاد وقت غش لکھ لیں جو چاہیں کتاب اعمال حشر میں جبکہ کہ چشم مست کو ساتیکے دیکھا ہی اک آہ کر کے نامہ اعمال پھونکدین چھپ چھپ کے سیکیشی یصفائی بھی زائدو کچھ جمع خرچ میرے تعلق نہیں ہا</p>
	<p>اوس شک نہ کو نامہ لکھون تب میں اِ واحد</p>

خط لکھنے کو ملے جو ورق آفتاب کا

روشن ہو عکس رخسے پیالہ شراب کا	یہ فیض ماہِ تناب پہ ہی آفتاب کا
اللہ سے فیض جسلو، نورِ نوحِ صنم	رتبہ ملا ہی ذرے کو بھی آفتاب کا
میکش و دہون کہ غم میں بھی چاہوں تو ساقیا	دورِ فلک میں دور ہو جامِ شراب کا
گردون پہ جسکو لوگ سمجھتے ہلال ہیں	یہ تو ہی نقشہ اوکے شکستہ رکاب کا
لہڑا کے زلف چہرے پہ وہ اپنے کہتے ہیں	دیکھا بوقتِ شام غروبِ آفتاب کا
مُکش و دہون کہ عالمِ مستی میں بار بار	توڑا لڑا کے جام سے شیشہ شراب کا
سوتا آئی ہو مجھے کسی گلو کے عشق میں	ہو گرِ دقبر کے مرے تختہ گلاب کا
گردون پہ ہر ہینے میں ہو کر کے جلوہ گر	ہی یاد وہ ہلال کیسے رکاب کا
زاہد تو اس کے کوچے میں مڑی لے بسے ساتھ	جنت میں کیا حرام ہی پینا شراب کا
اللہ سے اسیری بیل کا انتظام	صیادِ عطر مل کے چلا ہی گلاب کا
بنکر ہلال ماہِ فلک پر نکلتا ہی	نقشہ اور ایا ہی جو تیری رکاب کا
کیا جانیے کہ دھوم یہ آمد کی کس کی ہی	چھڑکا وہو رہا ہی چمن میں گلاب کا

یہ فخر یہ عنس روریہ شہرت یہ مرتبہ	تھا نقل جام جم مرے جام شراب کا
اوس بحر حسن کا جو خیال آیات کو	آنکھوں میں چھا گیا مرے عالم خواب کا
چرخ گمن جباب کے مانند ہو گیا	دریا بہ رہ گیا مری چشم پر آب کا
آنکھیں جدھر پھریں تری عالم اودھر ہو	تابع زمانہ چشم کے ہو انقلاب کا
درد کی ٹھوکرین مجھے کھلوائے جاتا ہو	بار بار ہوا اس دل خانہ خراب کا
آئی صدایہ قبر سندر سے بعد مرگ	دیکھا جو کچھ ان آنکھوں نے عالم تھا خواب کا
اوس کی نگاہ کے پھرتے ہی ہم گئے تو کیا	گشتہ زمانہ آنکھوں کے ہو انقلاب کا
پوچھو نہ کچھ حقیقت ہستی بے ثبات	آیا جو کچھ خیال میں عالم تھا خواب کا
قاصد وہ پہلے خط کو چورہ لیں تو اوس کے بعد	ق کہنا کہ مانگا خط بھی ہو خط کے جواب کا
لکھ دیں جو خط تو کہنا زبانی کہا ہی کچھ	گر کیجیے تو کام ہو بیشک ثواب کا
مڑتا ہی ایک دم کو جو چلیے تو خوب ہی	مدت سے اشتیاق ہو اوس کو خواب کا
دوران سرود و زلف سے مجھے نصیب	آئے خیال مج کو جو بھولے سے خواب کا

دنیا میں زندگی کی توقع ہو کیا احد

اس بحر میں قرار ہودم بھر حباب کا

اک برج میں قرآن ہی سہ و آفتاب کا	اسکے قرین نہیں ہی یہ ساغر شراب کا
بہر پناہ مستہ یہ ہودا من سحاب کا	اوبرق لعلوں پہ جو گر نیکاشوق ہو
اک حاشیہ بنا ہوت را کی کتاب کا	خط کا نمویہ صفت رخ کے نہیں ہو گرد
پڑھتے سبق ہیں روز خدا کی کتاب کا	کرتے نہیں ہیں مصحف رخ کا تھارے ذکر
شعلہ یہ بھر کا شمع رخ لل جواب کا	پردانہ وار بزم میں سب تیری جھلکے
مضمون ملانے اوس دہن لل جواب کا	معدوم جستجو میں ہوے اسکی ہم ولے
عالم ہوا نکلے یہ دہن لاجواب کا	تنگی سے منہ کی بات بھی دگر نکلتی ہو
بھر بھر کے محکودیتا جاساغر شراب کا	جب تک کہ دم ہو اس تن جاگسین سا قیا
منہ پر چھپا کے ڈال لے اہن سحاب کا	سوزش کو میری آہ کی دیکھے جو برق بھی
مرقد پہ آکے پردہ اوٹھایا حجاب کا	بعد فنا خیال جو آیا اوٹھیں مرا ق
بہر خدا اوٹھو نہیں یہ وقت خواب کا	ٹھکرے کے قبر کو مری حسرت سے یہ کہا
اگر جائیں بال شوق اگر ہو خضاب کا	کا لا ہو منہ جو پیر پین نیست پسند ہوں

چھوٹی نر زب زینت دنیا جواب تک	پیری نے اور روگ لگایا خناب کا
دیکھا جو بھڑستی مین تو سراوٹھاتے ہی	سوج فنانے تو رو دیا سر حباب کا
پھر نیسے امدن جی ادھین شوق ہو ہی	آباد ہو گا گھر کسی خانہ خراب کا
ساقی کی چشم میگون کی تاثیر دیکھیے	فانی کے ہاتھ مین ہی پالہ شراب کا
ای جو شطیح اپنی اگر زندگی ہے	پیری مین یاد آئیگا عالم شباب کا
گردش بزم آسایہ بے سبب نہیں	چکر بنا ہوں تو سن عمر شباب کا
کچھ چاہیے نصرت پر مغان ضرور	ہو محتسب کے ہاتھ مین کاغذ حساب کا
مین حال بحر ہستے موہوم کیا کہوں	دم بھر بنا ہوں دم مین طلسم حباب کا
ہمیلہ اپنی نیکی کے مین نے بدی بھی کی	رکھانین کھیر احساب و کتاب کا
منہ دیکھتا بھیج کو اوس برق و شکار و	کیون آسمان پہ ہونہ دماغ آفتاب کا
رحمت جواو سکی ہوگی تو زاہد ضرور ہی	قصر بہشت گھر کسی خانہ خراب کا
گیسو مین جلوہ رخ پر نور یہ نہیں	عالم ہی پیش چشم شب ماہتاب کا

اپنے خیال میں ہوا اک افسانہ خواب کا

کوئے جانا نہیں ہوا خلد میں مرن اپنا	حال کھلتا نہیں ہمہرپس مردن اپنا
گل ہوئے یہ چراغ تہ دامن اپنا	شعلہ داغ آئی رہے روشن اپنا
فیصلہ کرتے ہیں کیا شیخ و برہمن اپنا	عشق خال رخ جانا نہیں مگر ہیں کھین
داغ دل ہوگا چراغ سرد مرن اپنا	مجتواری کی مرقد سے نہیں ڈرنا ہر
تم اوٹھاؤ تو بھلا پردہ روزن اپنا	یہ سمجھو کہ نہیں دیکھنے والا کوئی
انہیں سنتے ہیں نہ مالہ و شیون اپنا	پہلے تو سنکے وہ دل تھام لیا کرتے تھے
آتش دل سے جلا تو بھی نشین اپنا	فصل گل تو گئی کس سوج میں بل تو ہی
ہم سنائیں گے تمہیں نالہ و شیون اپنا	بلبل و گلشن ایجاد میں فرصت جو ملے
بیل دل نے بنایا ہو نشین اپنا	کوچہ یار میں سنتے ہیں سمجھ کر گلشن
دل سنبھالے ہوئے رہتے ہیں زن اپنا	آپ نالے تو مجھے کرنا کہتے ہیں مگر
شیخ سمجھے ہیں مجھے اپنا برہمن اپنا	عشق خال رخ جانا نہیں ناشاد کھو
جب دکھاتے ہو مجھ کو رخ روشن اپنا	سچ تو یہ ہے کہ مزار نیست کا بلجاتا ہی

<p>دھڑکھڑستے مین کچھ مجھے ہوئی تھی مین ہی خانہ بولمیں مے نام بھی ظلمت کا نہیں گالیاں دیکے مناتے ہیں تو یہ کہتے ہیں طالبِ بد کی آنکھوں میں جب آجاتی ہو جان اب تو ہوا نام خدا و زو جواتی بھی قریب زندگی ہی میں تعلق کی تھیں باتیں ساری خون دل دیا ہوں اتنا کہ ابھی فرشتہ میں گر نچوڑوں تو سمندر ابھی لہریں مارے تا دمِ زلیست بکھیرے تھے عزیز و نیکے فقط</p>	<p>لیگیا چھین کے دل وہ بت پر فن اپنا شمعِ شانِ سینے میں ہر داغ ہو روشن اپنا کیون خفا ہوتے ہوتا کہ یہ لڑکپن اپنا تب دکھا دیتے ہیں اگر رخِ روشن اپنا اب تو تم چھوڑ دو اسی جان لڑکپن اپنا دیکھنے بھی کوئی آیا پس مردن اپنا سُرخ ہو جائے نچوڑوں میں دامن اپنا دامنِ ابر کرم اب تو ہی دامن اپنا پھر نظر آیا نہ کوئی پس مردن اپنا</p>
<p>وصل میں ہجر کی باتوں پر جو رہا ہوں احد میری آنکھوں سے لگا دیتے ہیں دامن اپنا</p>	
<p>ای پری منظور گر صورت دکھانا بھی تھا گر نہیں تاثیر کچھ آہ و فغان میں ہی مرے</p>	<p>دام گیسو میں مے دلو پھنسا نا بھی تھا ای خیالِ بارِ ایسا تو رولانا بھی تھا</p>

<p>جوسٹے ہین آپ ہی اوکو مٹانا بھی تھا پھر تو لازم یہ مرانقش بتانا بھی تھا ق آگے دیکھا تو یہاں میرا ٹھکانا بھی تھا نکو لازم اسطرح غفلت میں آنا بھی تھا ایسی بات کو زبان پر اپنے لانا بھی تھا کوئی بولا آپ کو اتنا سنا بھی تھا کیا مجھے الفت میں اوکو آزمانا بھی تھا پونچے اوس جاجس حکم پر اوکو آنا بھی تھا روئے اور بولے کہ ایسا دل لگانا بھی تھا ہکو بیشک اسطرح سے آزمانا بھی تھا</p>	<p>خاک عاشق نہیں لازم یہ خوش قرارین بت نہیں بنتا مری کچھ اور نہ کچھ تو ایذا مر گیا میں تو کہا دیکھو احد کیسا ہو آج سب پھرے فسر دہا ج کر کے یاد سے کہا سکے یہ گھبرائے اور بولے کہ کچھ تو خیر ہو کوئی بولا مر گیا اب پوچھتے ہو خیر کیا چپے کچھ دیر تک تھک بولے کیا کہتے ہو تم اتنا فرما کر کیا مرقد کی جانب عزم پھر پھر تو میری خاک اٹھاؤ تھکر کے لپٹی پاؤں سے آہ اک حسرت کھینچی اور لوگوں سے کہا</p>	
	<p>جان ہی فرقت میں تم نے تو احد اچھا کیا اوکو کچھ منظور بلوانا اور آنا بھی تھا</p>	
<p>یا کشمکش میں سرج ہو اپنے بدن میں کیا</p>	<p>شانہ وہاں ہی زلف شکن در شکن میں کیا</p>	

پیغامِ وصل شکے پھری روح تن میں کیا
 اب اہمہ بھی ٹھوٹھے سے پاتا نہیں پتا
 اللہ سے سوزِ شعلہ دلِ غِ فراقِ یار
 ملنا جو ہو تو مل لے کہ باقی ہو زندگی
 لاکھوں کو تو نے قتل کیا اک نگاہ میں
 دل چُپک ہا ہو جان بھی گھبر رہی ہو آج
 کرتی ہو شور بیلِ نالان جو ای صبا
 ہو فکرِ مدحتِ درِ دندانِ یار کی
 تشبیہ دیکے سرمہ و نبالہ دار سے
 گل کھل ہے ہین نعمتہ سرا عنایب ہو
 مدِ نظر ہو مجھ کو جو تسخیرِ چشمِ یار
 گردش سے سا کٹان جہاں کو مفر نہیں
 موبانِ سرخ یار نے ڈالا ہو زلفِ مین

رونق دوبارہ ہو گئی اس انجمن میں کیا
 معدوم ہو گیا ہوں تماشہ ہن میں کیا
 بعد فنا بھی آگ لگی ہو کفن میں کیا
 ای جانِ روح آئیگی پھر صرت میں کیا
 اب گفتگو رہی ہو تے بانکپن میں کیا
 سوزِ جگر نے آگ لگا ئی بدن میں کیا
 اوس گلگی آج آئی سوارِ چمن میں کیا
 غوطہ لگا رہا ہوں محیطِ سخن میں کیا
 ان شاعروں نے شاخ لگا ئی ہن میں کیا
 اوترا ہو کاروانِ بہاری چمن میں کیا
 مصروف ہوئے شکارِ غزالِ ختن میں کیا
 طبقے ملے زمین کے چرخ کُن میں کیا
 لالہ کا گل کھلا ہی سوا وِ ختن میں کیا

<p>بچہ بچھگئے ہیں بانگے کیا کیا چراغِ گل چلتی ہو آج بادِ مخالف چمن میں کیا ای سو زول کفن تو نہ جلتا مزار میں دینی تھی آگ تجھ کو اسی پیرہن میں کیا</p>	
<p>دیکھو توفیقِ حضرت آتش سے ای احد روشن چراغِ فکر ہو بزمِ سخن میں کیا</p>	
<p>روئے گلگون دیکھ کر مجھ کو چمن یاد آگیا جوشِ حُشّت میں نہ کیوں ہوں مثلِ عنایب کیون نہ روئیں ہنستے تگمہ دیکھ کر ہم ای گلو عالمِ حیرت میں ہم پامال از خود ہو گئے کیون نہ روئے ای پری وہاں بارانِ کبیر جامہِ زیبی کی حقیقت مل گئی رُخسائیں جانکے دینے پر آمادہ ہوئے پروانہ وار سرِ پافت آگئی دل چچ میں بیٹنے لگا فصلِ گلین تیرے دیوانے بوہنِ عریان پھر گیسو مشکین سے صحرائے ختن یاد آگیا باغِ عالم میں وہ گلِ شکبہ چمن یاد آگیا آج گلشن میں بہیں وہ گلبدن یاد آگیا جب ترا ای فتنہ محشر چلن یاد آگیا تیرے دیوانے کو غربت میں وطن یاد آگیا ہو گئے سب موجبِ ہم کو کفن یاد آگیا جسکھڑی مجھ کو وہ شمعِ سخن یاد آگیا جب تے گیسو کا حُشّت میں شکن یاد آگیا ہوشِ حیا یا خزانہ میں پیرہن یاد آگیا</p>	

<p>چاہر حیرت میں بُن بویا او کی چاہنے مجھے وادے غریبے جسم بے سوسلاں کیا اس قدر شوق شہادت کا تصور جم گیا بات کرتے کرتے لوگوں سے ہوئے خاشوعی</p>	<p>ای پری جس دم ترا چاہِ دقن یاد آگیا اپنی بربادی کا تب رنج و محن یاد آگیا خواب میں بھی ہم کو تو ای تب غزل یاد آگیا جس گھر میں ہم کو وہ طفل کم سخن یاد آگیا</p>
<p>آب شیریں پر دلایا فاتحہ سننے وہین بے ستون پرای احد جب کو کہن یاد آگیا</p>	
<p>بہل کے ہو نصیب میں گلزار دیکھنا مائل جمع ہوتے ہیں تری زلفِ دراز کے یارب شبِ فراق میں ہی صبحِ بکدعا شیشے سے بڑھکے جائیو نازک اسے بُتو جائے نہ جس تک پہنک کا خیال وہم ہوئے شبِ صالین یارب نصیب پھر سودا بڑھا جو گیسو مشکین یار کا</p>	<p>چھوٹے نہ شوق جلوہ دیدار دیکھنا ہوتے ہیں خود بلا میں گرفتار دیکھنا کب ہو نصیب زلفِ درخ یار دیکھنا ٹوٹے کہیں نہ خاطر می خوار دیکھنا ہوئے نصیب وہ ہمیں دربار دیکھنا ناز و ادا و عشرہ دلدار دیکھنا پھر مجھ کو سوے تبت و تار دیکھنا</p>

<p>روتا ہوں تیرے گونہ دندان کی پاپن کیا کیا نیرنج و صدے اوٹھائینگے جیتے جی سودائی کسے نقش قدم کے ہوئے ہو تم گردش خم فلک کی ہی ہو تو ایک دن جوشِ جو نہیں جائینگے صحرا کی سمت ہم کل کو رہینگے خوش ہی ایسا کائن خلق</p>	<p>نظر ہو اشک گہ یار دیکھنا قالب میں ہی جو روح گرفتار دیکھنا جی میں ہو کس کا وزن یار دیکھنا میخانہ ہی ہے گانہ میخو ار دیکھنا چھوٹے گا ہم سے کوچ و بازار دیکھنا غم کھاتے ہیں جو آج پئے یار دیکھنا</p>
<p>جائینگے جب گذر رہ دنیا سے ای احد خواب و خیال ہو گا در یار دیکھنا</p>	
<p>ظلمتِ شب نہیں شام بلا سے پیدا نالہ کرتا ہوں تو غفلت مجھے آجاتی ہی منہ چھپا لینے پہ بھی ناز سے تاکید ہی عشق کیسویں نہ سمجھو کہ پریشان ہو شیشہ رو لکے ہوں سو ٹکڑے مگر شرط یہی</p>	<p>سو بلا سر پہ ہوئی زلف و تاس پیدا میری خاموشی بھی میری صدمہ سے پیدا دلبری لاکھ ہو انداز حیا سے پیدا سو بلا ہو گی ابھی ایک بلا سے پیدا ٹوٹنے کی نہ صدا ہو مے صدا سے پیدا</p>

ہوتے ہیں زندہ جاوید قتل اسکے مگر	آبِ شہ شیر بھی ہو آبِ بقا سے پیدا
روشنی ہو درو دیوار پر پھیلی ہر سو	چاندنی گھر میں ہوا کہ ماہِ بقا سے پیدا
صورتِ نقشِ قدم اوٹھ نہیں سکتا میں بھی	سیری پامالی ہو نقشِ کفِ پا سے پیدا
ابو بیشک دلِ گم گشتہ ہی پرے میں ہو	نالہ درد ہی کچھ بانگِ در اسے پیدا
شورِ موروں کا کہیں اور کہیں کو کو کی صدا	صحیح گلشن میں ہو کیا لطف گھٹا سے پیدا
کوچہ بجانا نہیں خال اوکے پہنچ جائے کہیں	اس لیے میل کیا مکے صبا سے پیدا
الفتِ زلفِ تین صبح نہیں جینے کی شکل	شبِ بلا خیز ہوئی شامِ بلا سے پیدا
نالہ کرتا ہوں ابھر کر کے تو کتا ہو وہ شوخ	شکوہ جو رہنودیکھو صدا سے پیدا
دیکھتے ہیں کبھی آنکھیں بھی جڑتے ہیں کبھی	کچھ لگاؤ تو ہو آنکھوں کی حیا سے پیدا
گالِ ابھرے ہوئے ہیں اور گدرا یا بدن	گرمیِ حسن سے ہیں بچہ ہما سے پیدا
شریتِ وصل سے الفت ہوئی مونی مجھ کو	دردِ دل میں ہو کچھ اور دوا سے پیدا
دل تو پہلو سے گیا ہی تھا مگر پاتا کون	آپ کی چوری ہوئی دزدِ حنا سے پیدا
اپنا ہی داغ جگر آہِ جگر سے روشن	کیا تا شاہی کہ ہی شمع ہو اسے پیدا

پھر کوئی قافلہ راہی ہو سونگ عدم

شور ماقم ہوا حد بانگ در اسے پیدا

شوئے حور ہی گر رنگ حنا سے پیدا

گم ہوئے اپنے سے جب ہیکو ہوئی اپنی خیر

بیٹھ کر پہلو میں تم حال نہ پوچھو اپنا

نکمت نہ لفت جدھر دیکھو اوڑھی پھرتی ہو

گر کبھی نالہ پر درد کو سن لے میرے

گالیاں دیتے ہیں تو دیکھ کے ہنس دیتے ہیں

سکے نالو کو مرے لوگوں نے فرمانے لگے

آئے وہ میری عیادت کو جو ہم زو قریب

حوصلہ تم کو ہوا اور جفا کرنے کا

روح فرما دیہی فاتحہ منظور ہمیں

میکشو فصل بیماری وہ بلی آتی ہو

فتنہ حشر ہو نقش کف پاسے پیدا

بے نشانی ہوئی یان اپنے پتا سے پیدا

درو دل اپنا ہی یان اپنی صدا سے پیدا

خوب یا رانہ کیا اسنے سب سے پیدا

لاکھ چاہیں نہ پھر بانگ در اسے پیدا

صلح کی باتیں ہیں کچھ آج جفا سے پیدا

حسرتیں لاکھوں ہیں اب کی صدا سے پیدا

ملک الموت ہوئے پتے قضا سے پیدا

یہ نتیجہ ہوا احسنر کو وفا سے پیدا

ای جنون کو پہ ہوں شیریں بتا سے پیدا

ابر ہی جانب میحنا ہوا سے پیدا

فصل گلین ہوا سیرانِ قفس کے بلین	راہ کچھ دن کے لیے کچھ صبا سے پیدا
اوس کماندے کمد و کرچا ناہی تو آئے	مر کے ہوتا ہی کوئی تیر قضا سے پیدا
دیکھیں چلے مین کھنچ کھنچ کے قدم رکتے ہیں	باتکین آج ہی کیا تیغ ادا سے پیدا
شور و نالہ یہ زمانے مین ہو میرے دے	گر مین چپ ہوں تو نہواں ادا سے پیدا
ہیں لائیں تی می ل میں سمجھ کر ہوجھا	کچھ جفا ہونہ ادا پھر بھی جفا سے پیدا
کس وعدہ ہی کچھ اب ال میں کلا ہی ضرور	بات کچھ ہو گر وہ بند قبا سے پیدا

شعر گوئی کی طرت ہی نہواں تو احد	
خاک مضمون کرین طبع رسا سے پیدا	

گنبدِ قبر مرا برجِ قسطنطنیہ جاتا	وہ بہ اوجِ شرف گر سرِ دفن جاتا
وہ چھوڑا کر نہ اگر ہاتھ سے دہن جاتا	کام جو کچھ مجھے منظور تھا سب بن جاتا
مصرعِ آہ دکھاتا جو کبھی موزونی	آسمانِ طالعِ انوارِ صفائیں جاتا
عکس پر تاج و تیرا ای فلکِ حسنِ جمال	ذرہ خورشیدِ ضیا رشکِ قمر بن جاتا
لطف تھا خنجرِ مرگ کا کی چمک ہو قاتل	میرا لاشہ بھی تر پست اسے دفن جاتا

آتشِ گل سے اگر جل بھی نشمن جاتا	آگِ الفت کی سوا جتنی دلِ بل میں
شعلہ شمع ہراک تارِ کفن بن جاتا	قبر میں آتا اگر آتشِ فرقت کا خیال
جھاڑ تارا راہِ محبت میں جو دامن جاتا	ای تو ازل کے نہ پڑتا یہ غبارِ عصیان
باغِ جنت کو نہ میں چھوڑ کر کفن جاتا	آپ آتے جو کبھی فاتحِ خوانی کی لیے
تیغے کوچے سے نہ بلبلِ سرِ گلشن جاتا	دیکھتا ہوا جو کہین عارضِ گلگون کو تے
خود چلے جاتے اگر میں پسِ وزن جاتا	اونکو درپردہ یہ نفرت ہی مری صورت کے
قبر تک فاتحِ پٹھنے کو بھی دشمن جاتا	میں فادوست تھا ایسا کہ شبِ آوینہ
ایجنوں ہاتھ سے کیوں ہی ہن تن جاتا	جوشِ وحشت میں جو ہوتی مجھے پڑے لہا
اتنا کہنے سے بھی کیا وہ بتِ پُرفن جاتا	وہ جو کہتا ہے کہ میں بھول گیا وعدہِ اصل
اپنے ہمراہ مجھے لے کے براہمن جاتا	نیز وہ مقبولِ اتیان ہوں کہ صنمِ خانو میں
کون پھر قبر پر میری پڑی شیون جاتا	میں وہ میکیش تھا اگر رعد نہ تو پیدا

ای احد لوگ سمجھتے کہ یہی ہی فردوس

گو پر میری جو وہ غیرتِ گلشن جاتا

برے نام ہوا یار اوٹھنا بیٹھنا چلنا
 ہر اک انداز پر محو تماشایک عالم ہی
 ہوا آخر یہی حاصل نتیجہ عشق کامل کا
 رقیبوں کی نگاہوں میں ہمارا ایک مدد سے
 زمانے میں ہر اک کو زخمی تیغ ادا پایا
 نہ تھا معلوم پہلے سے ہمیں عشق شکر میں
 توقع زندگی کی اب نہیں کچھ پائی جاتی ہے
 پیرو عاشقوں کی تیرے اب یہ طرفہ حالت ہے
 خدا کی واسطے تاخیر مت کر اب بھی آنے میں
 اتنی خیر کچھو بار سا اب بار گیسو سے
 تپ ہجران نے آخرواق کیا اب اس قدر ہمو
 جلنے لگے آتش حسرت بزم و کوئے دلبرین
 ہر اک انداز سے اک ڈار گویا دلچ پڑتے ہیں

ہوا آخر کو اب دشوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا
 غضب کا ہو تھا ریا ریا اوٹھنا بیٹھنا چلنا
 تپ غم نے کیا دشوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا
 کھٹکتا ہو مشال خارا اوٹھنا بیٹھنا چلنا
 یہ کس سے تنہی کیا ریا اوٹھنا بیٹھنا چلنا
 کہ ہوگا بعد کو دشوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا
 ترے بیمار کو ہی بار اوٹھنا بیٹھنا چلنا
 سمجھتے ہیں بس اک آزار اوٹھنا بیٹھنا چلنا
 مریض غم کو ہی دشوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا
 گذرنا ہی اونچین اکبار اوٹھنا بیٹھنا چلنا
 رہا باقی پیٹھسار اوٹھنا بیٹھنا چلنا
 جو دیکھینگے کہیں انیہار اوٹھنا بیٹھنا چلنا
 ہمارے حق میں ہی تلوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

<p>ہٹے ہیں کوئے قاتل میں اب ہم ڈھکے جائینگے بہت شہاد اور سروں پر رشک کھائینگے سر بالین میں غم کے یہ فرمانے ہیں آکر</p>	<p>سمجھتے ہیں سے ہیں بیکار و ٹھنڈا بیٹھنا چلا نگاہ میں کہیں ایسا اور ٹھنڈا بیٹھنا چلا ہوا آخر یہ کیوں دشوار و ٹھنڈا بیٹھنا چلا</p>
<p>طریق عشق میں اکثر شمع جبر لٹتی ہو احساسِ اہ میں ہشیار و ٹھنڈا بیٹھنا چلا</p>	
<p>عمر بھر عشقِ تیرا کا دل مر سکن رہا کم نصیبی اسکو کہتے ہیں کہ بعد مر گئی اک پری سیکر کی فرقت میں دم آخر تک خون دانے کا ثابت لکے سر پر کیجیے گفتگو میں ات بھروا میں تک آیا نہ ہاتھ جبکہ ایسا نہ جنوں حضرت کا دل میں گھر ہوا جور کا کیا ذکر ہوا ان بس ارادہ ظلم کا ہوگی تاریکی نہ ایسا نہ ہماری قبر میں</p>	<p>شعلہ آتش نشان گویا تیرا سن رہا پھر گئے اگر کہ وہ جب وقفہ دفن رہا خانہ تن میں ہجوم غم ہا ہشیوں رہا شمع کی الفت میں اپنا آپ دشمن رہا دُور سے وصل میں بھی بہت پرفن رہا دستِ خشکے گریباں چاک تیرا سن رہا یہ بھی ایسا نہ شمع کے لیے آہن رہا داغِ دل بعد مٹیوں ہی اگر روشن رہا</p>

لے لیا دلوں کو مئے کیا دیکے وعدہ وصل کا روکے شبنم کہتی ہو کھلائیے گا گل سب کا سب عالم ہستی میں کیا بے لوث کافی زندگی	تیز چالاکی میں ہم سے وہ بیتِ پُرفن رہا اگر شگفتہ پھول تیرا آج او گلشن رہا نے خیالِ دس کے اندیشہ دشمن رہا
بعد مرون تھا خیال اک غیرت گل کا احمد رشک باغِ خلد اپنا گوشہٴ مدفن ہا	
پہلہ تیرا دہر میں کوئی جوان نہ تھا پہانتے تھے چین سے گزری گی عمر بھر کی تو گان ملک عدم کی جو جستجو جاری تھا اشک چشم سے جو ہر پار میں در پر وہ چمکی خط کی ہو رخسار پر سوزش نہیں رہی مجھے کب ہجر پار میں جن شہرِ حرمِ ملکِ مین سی میں بھی جبک شایب تھا نہ تھی پیر کی کچھ خبر	یوسف کا تیرے حسن پہ گراں نہ تھا ہم کو خیالِ ہجر کبھی ہر بان نہ تھا دیکھا تو نالہٴ جبرِ حسن کا روان نہ تھا اک بحرِ خون تھا چشمہٴ آبِ روان نہ تھا یوسف کے بندہ کرنے کو کیا کاروان نہ تھا کس دن یزاعِ دل مرا آتش نشان نہ تھا چرچا تھا اے حسن کا دیکھو کہاں نہ تھا تھے تیر کی طرح سے خیال کہاں نہ تھا

اللہ سے سوزِ سوزِ تہاں ہجرِ یارِ مین

بتیاب تھا جگر بھی شبِ ہجرِ یارِ مین

غیرِ نوکاؤ کی بزمِ مین جیتک تھا گذر

آیا نہ راستی پہ دلِ یارِ عمرِ ہجر

تھا وعدہ وصال نہ آئے تو کیا مین

آہا نظرو ہی تھا ہر اک شہِ مین بیگان

باو خزان کے آتی ہی معلوم یہ ہوا

کوئے صنم سے خاک بھی برباد تو نے کی

آفتانِ تری جبین کی شبِ وصل دکھ کر

دیکھا تو بس ہاں کے جاتی ہی باغ سے

وہ کون مرغ تھا جو تھا مستِ بوئی گل

بل بے شبِ فراقِ تری جانگدازِ بیاں

ق ہوا انقلابِ ہر بھی قابلِ لحاظ کے

پھونکا بس اس طرح سے کہ مطلق دھول تھا

ماند برقِ پلوئینِ دل ہی طپان تھا

جھگڑا ہمارے اونکے کبھی درمیان تھا

کس دن کجی پہ ہم سے رخِ آسمان تھا

اک دم قرار رات بھرِ بیاں جان تھا

جب پر وہ خودی بھی یہاں درمیان تھا

بلبل کا اس چمنِ مین کبھی آشیان تھا

لازم ہمارے ساتھ یہ ای آسمان تھا

تارے بھی اتنے ٹوٹے کہ حبِ بیاں تھا

مرغانِ نغمہ سنج کا بھی آشیان تھا

پڑھتا گلستا نہیں سبقِ بوستان تھا

شاملِ جگر کے دل ہی فقط اک طپان تھا

چرچا سوائے عیش کے کوئی جہان تھا

وہ باغ جسکی صاف دیواریں بلور کی	وہ صحن فرش فونکے جزا اور گمان تھا
وہ نہر آبِ حیاتِ جوان کا جسپر گمانِ معصات	وہ حوضِ عطر کے سوا حسینِ عیان تھا
اور وہ روش کہ فرشِ مرد ہو جسکی گرد	چکر وہ جسکے مثل پہ آسمان تھا
اور وہ کیاریاں کہ بھریں سب گلستان	وہ نالیان کہ جلوہ حق بھی نہان تھا
اشجار وہ کہ جس پہ تصدق بہار ہو	وہ پھول جنکو گریزا اپنے گمان تھا
نگر کس کہیں تھی چشمِ تنہا کو داکے	سبیل سے پیچ گیسو پچان نہان تھا
سوسن پہ تھا گمانِ تکلم کا بار بار	داؤدی پر بھی جلوہ حق کچھ نہان تھا
شبکو کے پھول سے تھی پیابھینی بھینی بو	عباسی کو بھی صدرِ بادِ خزان تھا
لالہ بھی داغِ حسرتِ لدا رکھائے تھا	سیلے میں دھنک تھی کہ جکایان تھا
نسرین و نسترین میں بھی عالمِ نیا تھا ایک	تھی وہ ہمن میں بوجو کسکو گمان تھا
خوشبوِ جنیبی کی تھی فرخناکِ روح کی	صدرِ برگ سے بھی سیکڑوں جلوہ نہان تھا
تھا رقصِ مور کا کہیں بیل کا شور تھا	کو کو کی تھی صد اکہین جسکا بیان تھا
خندان کسی جگہ پہ تھا لکڑی بھی وہاں	وہ چال تھی تدریج کی جسکا بیان تھا

<p> آتی نسیم صبح بھی تھی سیر کو وہاں اور اک مکان بھی اس میں نہایت بنا تھا خوب محفل میں اس کی بہتا تھا پر یونہی کا بس جہم جام و سبوت سے ایک طرف مشغلہ تھا وہاں مطرب وہ دیکھ کر جسے زاہد بھی رنہ ہو گناہیچے میں لوگوں کی ہوتی تھی گت بڑی گھنگرو کی بس صد اقامت پیا تھی وہاں طبلے کی تھا پائین کی تھی جو گمک پیا سازگی کی صد تھی جڑوں ٹوٹکی بس بلند تھے ولولے شباب کے اُٹھے ہوئے تھے دل سایہ پری ہما کار ہا کرتا تھا وہاں تھوڑے دنوں کے بعد زمانہ یہ لایا رنگ </p>	<p> اصلا گمان آمد با حسن زان تھا ایسا جہان میں ڈھونڈھیے تو پھر مکان تھا اندر کے جز اکھاڑیکے اور کچھ گمان تھا اور اک طرف تھا قہص کہ جس کا بیان تھا کسکی زبان پہ دیکھ لے بس الامان تھا بے دلو تھا نہ بیٹھا کوئی اُن جہان تھا انداز وہ بتانے کا جس کا بیان تھا صبر ملک کو کھوتی تھی اس میں گمان تھا لوگوں کو اک سرور تھا جس کا بیان تھا حالت میں اپنی کوئی بھی بیرون تھا سامان عیش ایسا کسی جا عیان تھا جز چنچدا اور کوئی جو دیکھا وہاں تھا </p>
--	--

سمجھے نمود بود کو جب سے ہیں لہ واحد

<p>حسرت سے کہ رابطہ جسم و جان تھا</p>	
<p>الفت کو میری خاک میں لیکر ملا دیا اللہ سے ظلمِ شانِ خدا کچھ نہ پوچھیے زلفِ تو کا کو آپ کی ناحق ہو مجھے بل دنیا میں کوئی کرنا نہ پھر اس سے ہمہری</p>	<p>حرفِ غلط کی طرح سے تو نے مٹا دیا بیٹھے جو غیر آگے تو ہکوا و ٹھا دیا دل مانگ کر کے مانگ نے ہنسے لیا دیا تیری نگہ نے خوب جوابِ قضا دیا</p>
<p>بتخانہ بتان کی احد سیر کیجیے کعبے کی راہ کو تو بتوں نے بھلا دیا</p>	
<p>جو تیرا گزر سوے گلشن نہوگا بجھی بعدِ مردن اگر تشِ دل جنوں تجکا الوفت ہو گرنے یوں ہی شبِ تیرا و تارِ فرقت میں ایدل نہ پائینگے قابو میں اوی شوخِ تجسکو مراے لیا راہ چلتے ہوئے دل</p>	<p>تو بیل کا بھی شور و شیون نہوگا چراغِ کھدا پنا روشن نہوگا گریبانِ تلک چاک و امن نہوگا غضب ہی کہ وہ ماہِ روشن نہوگا کبھی ہاتھ میں تیرا دامن نہوگا زمانے میں تسابھی رہزن نہوگا</p>

<p>گریبان جو ہوگا تو دامن ہوگا شب وصل و اگرچہ روزن ہوگا کہ واقف تری رہ سے رہزن ہوگا</p>	<p>یون و حشت نہ ہو گئے محشر کے دن تنائے دل لیچے گی وہاں تو ایسا ہی عیار محشر خرام</p>
<p>احد ہند میں خاک برباد ہوگی مینے مین اپنا جو دفن ہوگا</p>	
<p>شب تاریک کٹی صبح کا تارا نکلا دیکھو وہ چرخ چارم پیچا نکلا دل با یوس سے ارمان کیا کیا نکلا قدربہ جستہ دلدار دو بالا نکلا چشم خونبار سے پھر اشک کا دیا نکلا مطلب دل نہ کبھی اوس سے ہمارا نکلا</p>	<p>تو نے گیسو کو ہٹا یا رخ زیبا نکلا یا راتا ہی نظر بام پر کتے ہن مریض مطلب دل ہو حاصل وہ ہے ہنسے خوشی سرو و شمشاد صنوبر کوئی ہمسر نہوا پھر ہوا چاہتا ہی نوح کا طوفان برپا مثل تقدیر ہمیشہ وہ رہا برگشتہ</p>
<p>عشق باز میں احد آپ جو کامل بنکے اپنے فن میں بت عیار بھی کیٹا نکلا</p>	

<p>نہ ثابت جسم پر دستِ جنون نے پیرہن چھوڑا صدا برائے قصرِ فریدون سے یہ آتی ہو بلانازل ہوا کرتی ہو مجھ رکنِ موت میں نہ آیا رحم ای صیاد کچھ افسوس کی جاہی رہا وحشت کا اپنی قبر میں بھی سلسلہ باقی</p>	<p>بہار آئی چلے دیوانے صحرا کو وطن چھوڑا کسے آباد قوت نے گردشِ چرخِ کمن چھوڑا نہ مرنے پر بھی دل نے عشقِ نعلین پر شکن چھوڑا ستایا اس قدر آخر کو بلبل نے چمن چھوڑا جنون نے بعدِ مردن بھی نہ اک تار کفن چھوڑا</p>
<p>احد کھا کر قسمِ اللہ کی اقرار کرتے ہیں ترے کوچے کا آفتاب بُتِ نازک بدن چھوڑا</p>	
<p>وہ اگر قمارِ بلا سے زلفِ پہچان کیا ہوا کیا سبب ہی پاس نا آئین کا کچھ فرمائیے ہو گیا اک دم کے دم میں گنجِ حراغِ زندگی ذکر ہو دور و روز کا مرنے کا کہتے ہیں لوگ کیا ہمیں آپ آزماتے ہیں طریقِ عشقِ مین جب نشانِ پایا نہ اپنے عاشقِ بنجور کا</p>	<p>دیکھتا تھا رات بھر خواب پریشان کیا ہوا کیوں گھٹا دی اپنے الفتِ مریجان کیا ہوا جل کے عاشقِ تیرا مثلِ شمعِ سنوان کیا ہوا اب نہیں معلوم کچھ پیار بھرا ان کیا ہوا حکمو لینا ہی تو لیلو یہ دلِ جان کیا ہوا ہنسکے فرمانے لگے سیما بھرا ان کیا ہوا</p>

جوشِ ششمنے زنگھار بھی پوشاک کا	دستِ وحشت ہونے پر تپتا ہوا دامن کیا ہوا
لوگ جب کہنے لگے وہ مر گیا بیاد عشق	بوائے صحت ہو چلی تھی جانے ہاں کیا ہوا
قید ہستی سے چھٹی حبِ جوح گھبرا کر کہا	اب تپا ملتا نہیں قالب کا زندان کیا ہوا
پوچھتی ہویا غمین اگر خزان سے با صبح	نالہ بیل تھے حسین وہ گلستان کیا ہوا

ہو یقین محشر میں احمد کے کرم سے ایواحد	
آگے پوچھگی شفاعت غرقِ عھیاں کیا ہوا	

یونہی منت میں اُقع کسید کا نہیں ہوتا	جب تک کہ تری نال کا پھندا نہیں ہوتا
اس عشق نے رسوائی جہانج ب کیا ہوا	کس جاتے دیوانے کا چرچا نہیں ہوتا
فراتے ہیں لوگوں سے سزا دین اس کے	عشاق پہ جو ظلم ہو سچا نہیں ہوتا
بیمار غم ہجر کے بڑھتے ہیں مرض اور	پرسان جو مرار شک میسا نہیں ہوتا
چادرِ مری لاش پر تم اور ٹھکے آؤ	مقتولِ نظر کے لیے پروا نہیں ہوتا
مشاقِ تجلی ہیں ہر اک صورتِ ہویا	کیون بامِ پراں شوخ کا جلوہ نہیں ہوتا

تم جیسے احد عشق میں اس بکے پھسے ہو	
------------------------------------	--

اسطح کسی پر کوئی شیدا نہیں ہوتا	
<p>جان کو فداے جلوہ جانا نہ کر دیا اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا آباد ہم نے مجنون کا ویرانہ کر دیا عالم کو اپنے حسن کا پروانہ کر دیا اوس عکس رونے کی پوری خانہ کر دیا جی دیکھ صرف ہمت مروانہ کر دیا دیوانہ کر دیا کبھی منہ زانہ کر دیا اک جام دیکے ساتی نے مستانہ کر دیا</p>	<p>کہنا تر بھی او دل دیوانہ کر دیا ناحق کو زلف یار کی بٹنے گئی صبا از روز و نشت بخدین اپنا قیام ہی جلوہ دکھا کے دیکھے اوس شمع رونے آج کس کام کا یہ شیشہ دل اپنا تھا اگر تربان سسر کو کر دیا تیغ نگاہ پر قران ترے خیال کے ایجان جانچ موت خانہ دہانیں جب اپنا گذر ہوا</p>
<p>دلین ہو تو کو دیتے ہی دیتے جگہ احد کعبے کو ہنسنے دیکھے بت خانہ کر دیا</p>	
<p>مری آغاز الفت کا یہی انجام ہوتا تھا تماشا ہی مجھی کو مورد الزام ہوتا تھا</p>	<p>تمھارے عشق میں رسولے خاص و عام ہوتا تھا مری حالت کو بونے دیکھ کر کیوں دل لگایا تھا</p>

وہ کہتے ہیں تمہارا کیا گیا سولے الفت میں	مجھے اس ہی دین سولے خاص و عام ہونا تھا
پیامِ وصل کے بے پیامِ مرگ ہو آیا	غنیمت ہو اور دھڑ سے بھی تو کچھ پیغام ہونا تھا
سر بالینِ مریضِ غم کے یہ فرماتے ہیں آکر	مجھے بدنام ہونا تھا تجھے خوش نام ہونا تھا
نہ جاتی فرقت جاتا نہیں جان تو اور کیا ہوتا	مریضِ عشق کو خستہ سر بھلا آرام ہونا تھا
مے نالوں کو سن شکر کے فرماتے ہیں لوگوں سے	لگا وید کا آسنہ کو بُرا انجام ہونا تھا
مالِ عشق کو پہلے نہ سمجھے تھے مگر آخر	مجھے برباد الفت میں مبت خود کام ہونا تھا

انہ کی آرزوے دلِ احدا ک روز بھی اپنی

ثقیلاً اوس بت کی انست میں مجھے ہنسا ہونا تھا

کہان تھی خبر یہ کرم کیجیے گا	مجھے آپ شقِ ستم کیجیے گا
تمہاری جفاؤں سے واقف نہ تھے ہم	یہ سمجھے تھے ہم پر کرم کیجیے گا
جفا سقدر لیکے دل کو ہمارے	نہ سمجھے تھے ہم اِصنم کیجیے گا
خدا کے لیے باز آؤ جفا سے	غریبوں پہ کبتک ستم کیجیے گا
ضرور اونسے یہ پوچھنا جا کے قاصد	کبھی آپ خط بھی رقم کیجیے گا

مین وہ عاشقِ دل گرفتہ ہوں ایجان	مرے بعد میرا بھی غم کیجیے گا
وصیت یہ یارو ہی نام اوس صنم کا	دم مرگ پر دھکر کے دم کیجیے گا
غم یار مین ای احد خیر تو ہی	کہان تک بھلا چشمِ غم کیجیے گا

رویت باے موحده

گوشِ گل مین کر رہی ہو شکوے عذیب	ہو نسیم صبح مین بھی کیا ہواے عذیب
باغ مین شکو جو محکودیکھ پائے عذیب	شمع کا فوری وہین او گل جلائے عذیب
جلوہ رخ کو ترے گردیکھ پائے عذیب	آتشِ الفت گلشن کو جلائے عذیب
تو وہ گل ہی گرتے پھر دیکھ پائے عذیب	کو بکوب باغِ بہا نین خاک اور اے عذیب
زنگ گل جب چہرہ گل سے اوڑے تو یہ کہا	لوحِ دل سے نقشِ الفت کو مٹائے عذیب
پھونکنا اگر خانہ صبا کا منظور ہو	آتشِ دل سے ابھی آتش لگائے عذیب
ایک دم کوٹھے پر بیٹھے تھے آکے وہ	پیتے ہیں دھوکے گل بھی آج باے عذیب
ہو دم رخصت یہی بادِ بہاری کی صدا	دل نہ دو دکنے لیے گل سے لگائے عذیب
کچھ نہیں سنتے ہیں گل گوراتِ جزو کے بھی	اکتسی ہو شبنم چمن مین باجراے عذیب

اُنے کو ٹھے پرتے گر بیٹھ کر تو ہوا بھی
 گوش گل کھولے ہوئے سنتے ہیں کچھ دروازے
 آتش گل بھونک دیگی آتش بیاہ تک ترا
 واہری تاثیر عشق گل کہ اک نالے میں آج
 جل کمان سکتا ہو اوس خورشید کے روبرو
 باغ میں ہم تم چسلیں اور اپنی ہی یہ آرزو
 دام میں صیاد تیرے بھس گئی بیل اگر
 عارض گل رنگ کی تیرے اگر دیکھے بہار
 باغ میں چلیے گل و بیل کا سنیے تذکرہ
 تو وہ گل ہو تیری الفت میں اگر نالہ کرے
 تو وہ گل ہو رشتہ تیرا نفس میں گو بڑھ کر
 تو وہ گل ہو عشق تیرا اگر کہیں پیدا کرے

سر پہ چشم گلستان خاک ٹپے عذیب
 ہونسیم صبح کہتی ماجر اے عذیب
 تو ہونا دان گل سے کچھ گزرتو لگاے عذیب
 ہوش صیادوں کے گلشن میں اوڑاے عذیب
 لالہ گلشن میں چسپاں گل جلاے عذیب
 تم ہو گل کی جا پہ اور ہم ہوں بجائے عذیب
 باغ میں نالے کرین گے ہم بجائے عذیب
 اپنے جلتے میں چہرہ نکلتے ملے عذیب
 ہو جفاے گل زیادہ یا وفاے عذیب
 ہوش ابھی بچو لوں گے گلشن میں اوڑاے عذیب
 ہار چو لون کاتے خاطر بنائے عذیب
 آشیان آنکھوں میں گل کے پھر بنائے عذیب

انقلاب طبع بھی لازم ہو الفت میں احد

پوچھتے ہیں گل صبا سے اجڑے عنایب

<p>گل نیا تالونے گلشن میں کھلائے عنایب ہو شکست رنگ گل سے یہ صدائے عنایب آہ آتش بار سے تپش لگائے عنایب قید ہستی سے جو اپنے کو چھڑائے عنایب خواب غفلت سے کو سر کو اٹھائے عنایب خاک پا کو تیری انگھون میں لگائے عنایب کدو بے پر کی زیون ہرم اوڑھائے عنایب رنگ اپنا دیدہ گل میں جمائے عنایب گوش گل تک کب پہنچتی ہو صدائے عنایب ہو زہر گل مشقت غنچہ میں ہائے عنایب ہر چراغ گل میں گلرغون جلائے عنایب کچھ گلاب اب چاہیے ہر دوائے عنایب</p>	<p>کاش اوس غنچہ دہن کو دیکھ سٹائے عنایب آمدِ فصلِ خزان سے شور ماتم ہو پاپا پھونکنا گر خانہ صبا کو منظور ہو عشق میں گل کے ہیں جتنی رخ و غم جاتے ہیں فصل گل اب ہو چکی ہو آمدِ فصلِ خزان تو وہ گل ہو گر چین میں جسدہ فنا ہو بھی فصل گل تو دور ہو پر کر رہی ہو چھتے تو جو جائے باغ میں دم عشق کا تیرے بھرے خانہ صبا دین یہ آہ و زاری ہو عث قیمت بیل اگر صبا کو منظور ہو تو وہ گل ہی ہر گلشتِ چین گر شکو جائے عش عش آتے ہیں عشق گل میں اسکو دین</p>
---	---

تالے کا نہ کور کیا تا شیر ہونے کی نہیں	عشق میں گل کے اگر خون میں نہائے عذیب
خصت فصل بہاری ہوگی اک دن باغے	کچھ سمجھ کر جہین گل سے دل لگائے عذیب
دیکھے ہوتا ہو کب صیاد اسپر مہربان	عرش تک جانے لگے ہیں نالائے عذیب
باغبان کا ذکر کیا ہو آج صیاد و نکتے بھی	ہوش کھوتے ہیں چمن میں نالائے عذیب
تو وہ گل ہو کر کہیں بھولیسے تجکو دیکھلے	فصل گل تک ہوش میں ہرگز نہ آئے عذیب
شور و مالہ گریو ہیں ذرات عشق گل میں ہو	آہ سے تہن گلشن میں لگائے عذیب
تو جو بیچے اسکو ای صیاد تو غنچے ابھی	اپنی مٹھی سے زر گل دے ہائے عذیب
گل کے دلیں ہو وہ خواہش جہ دل بیل مڑو	آرزوے گل رہی ہو التجائے عذیب

بیٹھ کر اس گل کے کوٹھے سے جو آئے ہوا صد

ہر پہ چشم صفا بان خاک ٹائے عذیب

کیون نہ وہ گل کے دلیں آج جائے عذیب	ہو نہی ہو بابِ اجابت پر دوائے عذیب
اگر گلِ عارض کو تیرے دیکھ جائے عذیب	اپنے جائے میں نہ پھولیسے سوائے عذیب
جائے گل ہو باغ میں ای گل اگر تو جسدِ مرگ	میں بھی گلشن میں کہن نائے بجائے عذیب

فصل گل ہو لطف پر صیاد کچھ سنتا نہیں
 نالہ کرتے کرتے عشق گل میں جب خود مگنی
 گل سے درپردہ بہار باغ بکتی ہو آج
 صدمہ فرقت سے او صیاد ہو درد جگر
 صدمے جو گزرے ہیں اس پر خانہ صیاد میں
 قطر ہش بنم نہ مجھو برگ گل بہن عیان
 قافلہ باد بہاری کا چمن سے چل بسا
 آتش گل سے چمن میں آگ ہو ہر سوگی
 مین ججاؤں باغ میں او گل تو ہو مجھ کو یقین
 موسم گل میں ستم ہو دیکھ او صیاد کیا
 رو برو گل کے جو تو ہو باغ میں یہ گل کھلے
 نہمت گل کچھ اوڑا سکتی نہیں باد صبا
 صدمہ پیداوے ہو اس قدر گرم فغان

کیجیے کس سے بیان باجرائے عنایب
 ہو گلون کے سر پہ نایق خوشنہائے عنایب
 چاہیے کچھ گلبدن بہرِ قباے عنایب
 روغن گل کھینچے بہرِ دوائے عنایب
 قابلِ حسرت ہو او گل باجرائے عنایب
 اشک چشم گل سے نکلتے ہیں اے عنایب
 اب کہاں وہ گل کہاں وہ نغمائے عنایب
 شورِ آخر کیوں بگلشن میں بجائے عنایب
 نالہ دل سے مے پہلو بجائے عنایب
 چل نہیں سکتے تفس میں بت و پائے عنایب
 شرم سے اپنے پر خون مڑ جھکائے عنایب
 ہو بندگی گلشن میں ان روزوں ہوائے عنایب
 ہوش گلچین کا اوڑا اتی ہو صدمائے عنایب

سوے گلشن گر قدم رنجہ کبھی فرمائے تو	آب گل سے پاؤں کو تیرے دھلائے عذیب
باغ میں جانا کسی دن اپنا ہوگا گر کبھی	ہم گلوں سے کچھ کہیں گے مہرے عذیب
لاکھ سر پٹکا کرے یہ خانہ مصیاد میں	کون سنتا ہو قفس میں تالکے عذیب
صحبت گل بات دن منظور ہو اسکو اگر	شاخ گلچیں آشیانہ پناہ دے عذیب
فیض سے اپنی نوا سنجی کے دیکھو ای واحد	اگر دیارِ اغون کو میں نے تمنوای عذیب

رویت تائے فوقانی

نشارِ قبر سے گرچہ مجھے ممکن نہیں فرصت	ترپنے کی مگر یارب نے زیرِ زمین فرصت
حد میں چین پاتا خیر اتنا بھی نہیں ممکن	تسے ہاتھوں سے بعدِ مرگ زہرہ چین فرصت
تصور ہاتھ سے زلفوں کے چھونیکا نچائیکا	نہ لینے دیگا مرقد میں یہ مارِ آستین فرصت
لگاوٹ ہو کسی سے اور کسی سے گرم صحبت ہو	فقط اک مجھے ملنے کی تمہیں ملتی نہیں فرصت
اثر سے آنکے وہ تنگ یون آکر کے کتے ہیں	خدا را ایک دم لینے دے آہ آتشیں فرصت
ہماری قبر پر آکر کے حسرت سے کہتے ہیں	تجھے تو ملگئی ہو خوبا و عزت گرین فرصت
کبھی بخارہ ہو رخ پر اور کبھی گیسو سنوے تہیں	بناوٹ سے تمہیں تو رات دن ملتی نہیں فرصت

پائے طائر رنگِ خاوا و نازنینِ فرصت	ہے مٹھی بندھی اور دجائے گاور نہ سمجھ لے تو
وزاہم سے بھی مل لینا جو ملے کہیں فرصت	تھیں فرصت نہیں ملتی ہو گو غمرونگے ملنے سے
بہت مشکل ہو ملنا اولِ اندوگینِ فرصت	ستمگاریوں کے پنجے سے سمجھ لے تا دمِ آخر
وہیں کیا ہوگی فرصت جب نہیں ملتی ہیں فرصت	عذابِ گور سے فرصتِ یلگی خاک و انِ ہمو
اونھیں بھی اندونِ سرِ طرحِ ملتی نہیں فرصت	نہیں خالی غم و آرائی سے وہ جھڑجھڑ میں غم
تھے پہلو میں پہلے تھی دلِ گوشتِ نشینِ فرصت	پھسا کیوں نہ لے کے پھنڈیوں بے سمجھے ہوئے آخر
اونھیں غمرونگے ملنے سے ہوگی بہتینِ فرصت	خیالِ غلامِ ہواؤں سے اگر خواہش ہو ملنے کی
نہ بالائے زمینِ فرصت تھی نہ زیرِ زمینِ فرصت	صد آتی ہو تیرے شوقِ محزون کی تربیت سے
کسی کا فری مجھ کو یا دِ زلتِ غمِ برینِ فرصت	شبِ فرقتِ مینِ دم بھر آج کل لینے نہیں دیتی
ہمارے بزم کے سب چاہتے ہیں ہم نشینِ فرصت	دمِ سیرجی اس عقلِ ازل ہوتے جاتے ہیں
فرالینے دے مجھ کو سوزِ داغِ آتشینِ فرصت	صد آتی ہو سینے سے یہی میرے پسِ مرن
مے بعدِ فنا نشاید دلِ اندوگینِ فرصت	رہائی جیتے جی قیدِ تعلق سے تو مشکل ہو
بھلا انکو احوال ملنے کی ہو اوس سے کہیں فرصت	خیالِ اوس بیت کا دے جائے ممکن نہیں اصلا

رویت نامے مشلثہ

خواب سے فتنہ محشر کو جگاتے ہو عیث

چاہنے والیکو کیون اپنے ستاتے ہو عیث

مجھ کو تم باتوں ہی باتوں میں اوڑھاتے ہو عیث

اشکو تم دیدارِ دانستہ مٹاتے ہو عیث

گالیان مجھ کو مریحان سناتے ہو عیث

کشتہ چشم کو آنکھیں پر دکھاتے ہو عیث

روزِ پٹی دلِ محزون کو پڑھاتے ہو عیث

آنکھ نگرس کو مریحان دکھاتے ہو عیث

نقشِ باطل کی طرح اس کو مٹاتے ہو عیث

کعبہ دل کو جو طرح سے ڈھاتے ہو عیث

اور بھی خاک میں تم مجھ کو مٹاتے ہو عیث

اپنی محفل سے مجھے دیکھو اٹھاتے ہو عیث

ٹھوکرین ناز سے چلن میں لگاتے ہو عیث

اوس ستمگار سے اتنا بھی کہنے نہ کہا

ایک بھی تم مرے مطلب کی نہیں سنتے کبھی

صورتِ یار مری آنکھوں کی تپلی ہی میں ہو

میں تو ہوں عاشقِ جان باز تھارا جانی

تم کو مقتول نظر پر ہو ترسم لازم

وعدہ وصل کا ایفا بھی تو اک دن ہو کبھی

چشم بد و نظر دیکھو نہ لگ جائے کہیں

حقِ الفت کو مرے صفحہِ خاطر سے تو

او تو خونِ خدا بھی ہو تمہیں کچھ کہ نہیں

صورتِ نقشِ قدم ہو نہیں پڑا چھیرتے ہو

جان جاہلی مری رشک میں غیر و نکے ضرور

کشتہ و خنجر بیداد کا خون مل لیجے	ہندی ہاتھوں میں میر جان لگاتے ہو عبث
کوئے جانا نہیں زمین بھول کے جاؤ گناہی	حضرت دل مجھے تم پٹی پر ڈھاتے ہو عبث
وہل کی شب یگے کہنے وہ ناخوش ہو کر	اپنے سینے سے احد مجھ کو لگاتے ہو عبث

ردیف جم عربی

جعد مشکین کھو لکربالو کو بھرتے ہیں آج	کمد و کیون از دل عاشق کو پھیلاتے ہیں آج
عشوہ و انداز سے پیش نظر آتے ہیں آج	اس اکیلی جاق کیا کیا غضب ڈھاتے ہیں آج
سختیان پہلے اوٹھا کر مہر دکھلاتے ہیں آج	پیش کے مہندی کھڑے رنگ ہم لاتے ہیں آج
دکو پہلو کو مے اب وہ ملے جاتے ہیں آج	کمد و اونے کوئی کیون جس غضب ڈھاتے ہیں آج
شمع افروزی تری اللہ سے او گلبدن	بزم میں آگے بلبل گل کتر جاتے ہیں آج
گالیان دیتے ہیں بوسہ مانگنے پر ہم کو وہ	کھونٹے سے منہ کے کیا کیا سنہ کی ہم کھاتے ہیں آج
جانے کس قوش نے کرویا بچین دل	اک تڑپ بجلی کیسی پہلو میں ہم پٹتے ہیں آج
کرویا دل کو نشانہ سنگ جو رسنگدل	کمد و کعبے کو خلیل اللہ سے ہم ڈھاتے ہیں آج
فرقت جانا نہیں جوش اپنا یان کوئی نہیں	او غم تنہائی تجھے دل کو پھلاتے ہیں آج

<p>بل بے اغماض آپکا ہم تو مرجاتے ہیں آج سنتے ہیں تیرے لڑکوں چلے جاتے ہیں آج کوئے جانا کو غبار اپنے اوڑھے جاتے ہیں آج حضرت دل کو چھو قاتلین پھرتے ہیں آج سینہ وزانو پر رکھ کر ہاتھ پچھتاتے ہیں آج دوست نکال کر دشمن تک بھی پچھتاتے ہیں آج اول مضطر تھے مضطرب تھے ہیں آج حسرت بیدار ہی میں ہم مرتے جاتے ہیں آج ٹھوکر و نمین ہم دلِ پامال کو ڈالتے ہیں آج</p>	<p>بلنا کیسا وصل میں اب بولتے تک بھی نہیں چھوڑ کر تھخانہ و کعبہ کو شیخ و بہمن مرنے پر بھی حسرتیں دلی پریشان کرتی ہیں جان و تن پر خیر گزرے تو غنیمت جانیے تھا وہیں مقتول قاتل قتل کے پیچھے مے نفس پر تیرے شہید ناز کی او سنگدل پھر نگاہ برق و شس کیا کام اپنا کر گئی دیر آنے میں جو آنا ہو نہ کر لے تو محور قرارِ حسینان اس قدر یہ ہو گیا</p>
--	--

شک نہیں ہو بوسہ لب آبِ جیوان ہوا حد

پر کرین کیا کالے بھی ڈسنے کو لہراتے ہیں آج

<p>منہ چھپائے ہم کفن میں شرم سے جاتے ہیں آج بھومتے پھر جانبِ میخانہ ابر آتے ہیں آج</p>	<p>بارِ عصیان سے ہمارے پانوں تھراتے ہیں آج لطفِ مستحق ساقی گل کی طرح پالتے ہیں آج</p>
---	--

کشتہ تیرنگا دنا ذکر جاتے ہیں آج	جس طرف نگر کے جاتے ہیں غضب ڈھاتے ہیں آج
یا کہ کالے چشمہ حیوان میں لہراتے ہیں آج	بال گیسو کے بکھر کر لب پہ آتے ہیں آج
صورت پر وادہ نطاسے چلے جاتے ہیں آج	سوزش خسار کو او شمع رو اپنے پونچھ
او غم تنہائی محکوم یہ جاتے ہیں آج	قبر میں بھی منوس و غمخوار اپنا جانکر
یا کہ جوڑے کالی کے پانوں میں لہراتے ہیں آج	عکس زلف و تماکا او کی ساق پامین ہو
اک عمارت گرد و دل تعمیر فرماتے ہیں آج	جمع کر کے میر بجانبے کہ ورت کی وہ گرد
ٹھوکرین کھاتے سرفغفور کو پٹاتے ہیں آج	تاج شاہی کے لیے تھا انقلاب دہر سے
دور لاکھوں ترقی کی مظلوم پر لاتے ہیں آج	فوج مرگاتکو لیے او کی نظر ہو دکے سمت
اوسیم صبح ہم توجان سے جاتے ہیں آج	بعد مرنیکے خیراوس گل کی گر لائی تو کیا
سخت جاتی کا برا ہو کیسے شر مارتے ہیں آج	سرخ و مقتل میں سب توجان دیکر ہو گئے
نالہ دل شور کچھ کرتے ہوئے آتے ہیں آج	شیشہ رول ہو گیا کیا چور سنگ جور سے
مثل غنچہ گل کو بھی ہم باگرد پاتے ہیں آج	رکتے ہیں کس رشک گل سے عہد گلے چمن
ہم بھی ہندی بٹے نظارہ میں ملواتے ہیں آج	وان ملی جاتی ہو ہندی لشک گلگونے بیان

کیا نزاکت ہی صبا سے بھی دم سپر حمن	موج ہوے گل کی صورت وہ چلکاتے ہیں آج
چھوڑ کر کے خود بخود سنتے ہیں اب عشق صنم	حضرت دل کعبے کو بتخانہ سے چلے آئے ہیں آج
بال کھولے پیچھے پیچھے عورین بھی ہمراہ ہیں	زلزلے کی قیدی تھے محشر میں تین آئے ہیں آج
جانے کس بق و ش نے کر دیا بچپن بھر	دلو پہلو میں بہت مضطرب اصرار آئے ہیں آج

رویف حاسے مہملہ

خو زری پر ہر دل ترا مال کی سیطرح	بشکل مری بھی آسان ہو قاتل کی سیطرح
کیا پوچھتے ہو ظلم رسید و کالپنے حال	فرقت میں بچکے ہیں بشکل کی سیطرح
صد شکر اپنے خانہ دولین ہیں جلوہ گر	اس گھر میں آگئے ہیں بشکل کی سیطرح
کیا جانے کہ ملنیکا وعدہ ہی کس سے آج	تھمتے نہیں ہیں یہ جگہ دل کی سیطرح
تھا لطف دید مجھ کو آنکھیں پس فنا	بنجائیں گریہ پر مجھ کی سیطرح
اشک شوق قتل کہ کتا ہوں بار بار	پھر جاے مجھے خنجر قاتل کی سیطرح
ہو روح قیس سا تھ تھے ای نسیم صبح	اوٹھ جاے آج پردہ محفل کی سیطرح
کیا جانے کہ کیا ہی جو پہلو میں اکدم	رکنا نہیں ہی آج مراد کی سیطرح

مقتل میں چاہتا ہوں قاتل سے ای احد	ترپوں نہیں چھوڑتا ہوں کس طرح
رویفٹ خاے مجھ	
<p>بتلاتا اندون نہیں اپنا نشان دہ شوخ پیدا ہوا ہی میری طرف گمان جو نیک مانگے جو بوسہ غیر تو بچہ عتاب ہو یو بچھے تو کوئی اوس سے کہ آخر ہی چین کیا غیر دکا ہو بیان تو ہوتا ہی جی سے خوش مدت سے میں سمجھتا ہوں سمجھے ضرور ہی پیغام وصل بھیجتے ہیں اوسکے پاس ہم غیروں پر تو نگاہ عنایت کمال ہی افت نہیں تو کیوں یہ شب وصل میں احد</p>	<p>کیا جانے کہ رہتا ہی اکثر گمان وہ شوخ اپنے گمان سے اندون ہی بد گمان وہ شوخ ناحق مجھے یہ دیتا ہی کیوں گایان وہ شوخ ککے چلا ہی مجھ کو کہ ہر نیم جان وہ شوخ سنتا ہی کب ہماری بھلاؤ استان وہ شوخ دل کو ہمارے تیر ستم کا مکان وہ شوخ اب دیکھیے ہی کرتا نہیں یا کہ ہاں وہ شوخ ہم پر بھی ہوگا دیکھیں کبھی مہربان وہ شوخ نہ میں ہمارے دیتا ہی اپنی زبان وہ شوخ</p>
رویفٹ دال مہلم	
عاشق جو رخ کے ہو گئے زلف و تہا کے بعد	منہ دیکھا صبح عیش کا شام ہلا کے بعد

اہل وفا کا دھیان جو آیا فنکے بعد
 مہندی چھوڑنے کے لیے اوس شوخنے کہا
 مہندی نہ لیے ہاتھ میں کتے ہیں ورنہ آپ
 رحم آیا میرے حال پر اس درجہ سکو بھی
 گنجینہ مراد کا توڑین گے قفل آج
 نیچی نگاہ کر کے نہ منہ کو چھپائے
 دس دن ہار باغ تو ہوں دن خزان بھی ہو
 نالہ کیا تو سینے میں جنبش سی ہو گئی
 آیا نہ رحم عاشق بیدل پہ جیتے جی
 اب رستی ہو ہمو کچی چھوڑ کر پسند
 فرماتے ہیں یہ حضرت دل عشق زلف میں
 صد شکر کا رخاۃ نظم کلام میں
 کیون کر نہ اونکے دل میں اثر ہوگا ای واحد

پتھا ہے ہن اپنے کیے پر خفا کے بعد
 اپنا بھی رنگ جم گیا رنگ خفا کے بعد
 ملیے گا ہاتھ بیٹھ کے رنگ خفا کے بعد
 کرنے لگی دعا بھی اجابت دعا کے بعد
 قسمت میں ہو تو دیکھیے بند قبا کے بعد
 بہر حال نہ کیجیے پروہ چاکے بعد
 باخزان کے جھوٹے ہن باو صبا کے بعد
 آخر کو ٹوٹا شیشہ دل بھی صدا کے بعد
 اب آپ ہاتھ ملتے ہیں نایق فنا کے بعد
 عاشق ہوئے ہیں بانگ کے زلف و تانکے بعد
 نازل ہو دیکھیں کون بلا اس بلا کے بعد
 ڈھلتے ہیں شعر ساپنے میں ہکر رسا کے بعد
 نالوں نے سراوٹھایا ہر دست دعا کے بعد

رویت زال مجھ

نامہ برنے جو دیا یار کو میرا کاغذ	ہو گیا جلوہ عارض سے سنہرا کاغذ
مین نے یہ شوقیہ نامہ جو لکھا ہوا کو	ہو سراپا مرا کیا آج تمنا کاغذ
حسرت دلی بکھنے کی تھیں باتیں جو کھین	خود لفافے سے نہ باہر ہوا میرا کاغذ
نامہ برنے جو کما دیجیے گا خط تو کما	خط کسے کہتے ہیں اور ہوتا ہی کیسا کاغذ
نامہ یا نے نے منے سے بچا یا محکو	ہو گیا خوبے قسمت سے مسیحا کاغذ
نقرنی ہووے وگرنہ ہو طلامی بیشک	یا کے خط کے لیے چاہیے اچھا کاغذ
تھا جو مرقوم کچھ مین دل گم گشتہ کا حال	گم ہوا ہاتھ سے قاصد کے ہمارا کاغذ
ہو گیا اہمین بھی خود شوق یہ دیکھو پیدا	اوسکے کوچے کی طرف اور چلا اپنا کاغذ
نامہ یار کو مین صاف سمجھتا ہوں احد	ہو یہی کاتب تقدیر کا لکھا کاغذ

رویت زال مجھ

ہوے راہی عدم کو عاشق زلف دوتا ہو کر	ہمے زلف پہچان سر بہ آئی تھی قضا ہو کر
اوتھے پہلو سے جب وہ جان قاب سے نکل بھاگی	وہ آئے بھی ہمارے پاس تو آئے قضا ہو کر

کہا لوگوں نے مر کے بچے ہیں ایکے تو بولے
 پھر کنا ان کے ابرو کا کرے گا قتل عالم کو
 جلا کر بوسہ لے پس مردن لگے کہنے
 دکھا کر بکھوہ تر چھی نگہ یہ ہنسکے کہتے ہیں
 نقابِ رخ اوٹھالیتے جان تیغِ نخل بھاگی
 تھارے آتے ہی مری با تھا جی اوٹھا جب میں
 خیالِ زلف میں ای ہمد موی نزع کا عالم
 نہ پوچھ اوقا قتل عالم کہ کیا تاثیر ہو اس میں
 بہت مشکل ہی بچ جانابی ہو جان پر اپنی
 اتنی خیر کچھو آج بیمار ان الفت پر
 جہان میں نام ہو اسکا وجود اسکا نہیں باقی
 عشق میں پر دیو نکے اک دن جان جائیگی
 خیمِ محراب ابرو دیکھ کر گردن جھکاتے ہیں

لگئی ہو سر پہ انکے بار ہا صدقے قضا ہو کر
 ادائے تیغِ قاتل رنگ لائیگی قضا ہو کر
 نہ دکھلائیگی منہ جاتی ہو شرمندہ قضا ہو کر
 اسی بے مین اک دن آئیگی دیکھو قضا ہو کر
 نگاہِ ناز مجھ کم بخت تک آئی قضا ہو کر
 سر بالین سے اپنے کیا چلی سوا قضا ہو کر
 شبِ فرقت میں یادِ زلفت آئی ہو قضا ہو کر
 کھنچی جیسے تری تلوار بس پہنچی قضا ہو کر
 نگاہِ نازت آج جان لیتی ہو قضا ہو کر
 نگاہِ ناز کے ہمراہ آتی ہو قضا ہو کر
 تری تیغِ نگہ پر مر گئی صدقے قضا ہو کر
 مری دیوانگی یہ رنگ لائے گی قضا ہو کر
 نماز اپنی ادا ہو جاتی ہو کبھی قضا ہو کر

<p>یہاں تھانوع کا عالم چھائے وہ عبادت کو ہزاروں عاشق جانا بازی جاتی ہیں بس جانیں ذرا سا گدگدایتے ہو جان پر اپنے بنتی ہو دم مردن فوراً شک سے یہ جوش دیا تھا</p>	<p>لگی پانوں پر پڑنے انکے شرمندہ قضا ہو کر نکلے ہیں کبھی وہ گھر سے اپنے تو قضا ہو کر تھاری چھیڑنے آخر کو پھر چھیڑا قضا ہو کر ہمارے پاس کشتی پر سوار آئی قضا ہو کر</p>
	<p>خیال کی سوچاں میں اپنی جان جا لگی اسی دے میں آ لگی احدا کدن قضا ہو کر</p>
<p>دل مضطرب ہمارا عاشق رے صفا ہو کر بھری تھیں حسرتیں جو دلیں اب وائے ناکی تڑپا کیا تھا اوجان حزین گروہ نہ آئے تھے ضرور اکدن نیا خون شہیدان رنگ لائیگا کبھی مجھے پیٹتے ہو کبھی منہ پھیر لیتے ہو کیسا ناز کرتا ہی اگر ملنے کی خواہش ہی یقین ہی اب مراد میں اپنے دلی سب برائیگی</p>	<p>رہا پہلو میں اپنے طائرِ قرب نہا ہو کر شکستِ شیشہ دے نہ نکلتی ہیں صدا ہو کر گئی ہوتی تو ہی بابِ اجابت تک دعا ہو کر دکھائے گا پر ریشوخیان رنگ حنا ہو کر تمہارا ناز بھی کروٹ بدلتا ہی ادا ہو کر جبین سائی کر و بابِ اجابت پر دعا ہو کر گئی ہیں حسرتیں بابِ اجابت تک دعا ہو کر</p>

<p> اوجھن جب نہ کھتا ہونچ چھپا کر مجھے کہتے ہیں گلے میں جب کبھی بھولیے اوکے ہاتھ ڈالا ہوں نکیون کر خانہ دلیں ہمارے خونِ حسرت ہو ہماری زبیت سے صد شکر مزا ہی ہو بہتر جو تو دکھلا کے آنکھیں میری آنکھوں سے ہوا غیب جو پوچھا تھے کہاں اتنے دن تو ہنسکے فرمایا کشش مجھے کیسے غمی بھین یہ آگے کہتی ہو مجھے مسجد میں جاتے دیکھ کر بولے ادھر آؤ پڑا چھینٹا جو کوئی خون کا اپنے دستِ قاتل پر شبیر یار اکثر جسدِ فدا کر کے کہتی ہو طلب میں اپنی ادا قاتل کرے گا قتل گر مجھ کو رسانی ہو گئی جاتے ہی اوکی بزمِ جانا نہیں یہ شوق دیدہ ہی مجھ کو نقابِ رخ اوٹھانے کو </p>	<p> ابھی ہم پردہِ بغیرت میں چھپتے ہیں جیسا ہو کر لباسِ شرم میں چھپ چھپ گئے ہیں جیسا ہو کر پھری ہو بے اثر باہا جابت سے دعا ہو کر شہیدوں میں ملے ہم کشتہ تیغ ادا ہو کر مکا ہو نہیں پھری برسوں تھی چٹوں ادا ہو کر کسی کج بخت کے اپ تک تھے دلیں مہا ہو کر نگینِ حاتمِ دل ہی ہے گامِ دعا ہو کر خدا کو بھی دکھاوین گے کبھی شاخِ اہو کر رہا سٹھی میں اسکی طائرِ رنگِ حنا ہو کر کیسے دل میں رہ جائیں گے نقشِ مہا ہو کر زبانِ تیغ سے نکلوں گا حروفِ دعا ہو کر گیا قاصدِ مرا خط لے کے کیا بختِ سہا ہو کر جلی ہو حسرت دیدار اپنی اب ہوا ہو کر </p>
--	---

<p>شبیرِ یکتا ہو عبادتِ سیری ہی کیجئے خیالِ جلوہ رخسارِ جاناں مجھے کہتا ہی نہ کھلے اپنے گھر سے وہ نہ نکلا دل سے اپنے یہ سبار کُل ج خوشبو ہوئے مرغانِ چمن تم کو سراپنا پیٹتی حسرت بھی پیچھے پیچھے آتی ہو</p>	<p>یہ بتا لند اکبر دل میں رہتے ہیں خدا ہو کر رہیں گے خانہ کول میں کسی کے دعا ہو کر وہ بیٹھے اپنے گھر میں میرے دکے دعا ہو کر چلی ہو کوچہ کا کل سے پھر باو صبا ہو کر پھری ہو اس طرح باباِ جاہت سے دعا ہو کر</p>
<p>مے شعرون کو سکر چوم کر منہ یہ لگے کہنے احد مشہور ہو تم صاحبِ طبع رسا ہو کر</p>	
<p>احد وحشت میں بھی قیدِ تعلق سے رہا ہو کر اثرِ یہ سٹایہ دیوارِ قصرِ یار نے پایا اگر ہی شوقِ منہدیکا تو خونِ کومیرے مل لیجے محبت لاکھ ہو تجھے مگر سجدہ نہیں کرتے تصور میں کیسے کچھ عجب عالم رہا اپنا نہ پوچھو تم خدارا اب شبِ فرقت کے صدمے کو</p>	<p>بزرگ بو رہے جلے سے ہم عریانِ جدا ہو کر کہو تر جا کے گر بیٹھے تو اور مچا لے ہما ہو کر تمہارے دست و پائین رنگ لایا گناہا ہو کر دکھائے گا ہمیں کیا جلوہ تو اوبتِ خدا ہو کر دلِ وحشی رہا آباد بس وحشتِ سرا ہو کر رہی ہو روحِ قالب سے مے ہر دم جدا ہو کر</p>

<p> وفا آخر کو انکی رنگ لاتی ہی چھا ہو کر جابِ بحرِ مجائے گادریا میں فٹا ہو کر کھلین گے دیکھنا اکدن ہمیں بندِ قبا ہو کر بڑے سوچ میں ہم عاشقِ زلفِ دوتا ہو کر جٹائے یارِ اپنا کام کرتی ہو وفا ہو کر تو بندے سے کیا مشہور تم ہو گے خدا ہو کر پہنچ جاتے ہیں دردِ لکے خاطر وہ دوا ہو کر ہے مشہور یارِ باوس کا گھروارا شفا ہو کر قفس سے ایک دن جنت کو جا لگا رہا ہو کر پُرانا جامہ اک دن رنگ لائے گا نیا ہو کر رہا عنقا صفت مشہور وہ بھی بے پتا ہو کر تری خاکِ قدم تاثیرِ بخشگی دوا ہو کر ہے پابندِ کب عاقل کو ملی حرص دوا ہو کر </p>	<p> حسینون کو محبت بھی ہو تو سمجھو کہ آفت ہی بدن میں ہر گھڑی یہ سوج کا اپنے مقولہ ہی کشور کا رہنا خواب میں اوس سے کتنا ہی ہوا سودا کبھی وحشت کبھی سوا ہے ایدل ستم کو ہم کرمِ فرطِ عشق سے سمجھتے ہیں غٹ تم عاشقانِ ناز سے سجدے کو کہتے ہو مجھے بچیں نکر بیٹھتے ہیں آکے پہلو میں دعا ہی یہ مریضانِ محبت کی قیامت تک یہ گھبرا قابِ خاکی میں تو ای مرغِ دل اتنا سمجھا دبت نہ چکنا تو ان تو عہدِ پیری میں بہت ڈھونڈھا نہ پایا مئے مضمونِ کمرِ بجان پلائے گھولکر گرا تھ سے اپنے توجِ جاؤں جو نادان میں ہی مئے ہیں اس تحصیلِ دنیا پر </p>
--	--

<p>اگر بخشے گناہوں کو خداوندانہ ہے رحمت ہماری حسرت و نوشی بھی اے ساقی ہوش</p>	<p>تری سرکار میں آئے ہیں سرتاپا خطا ہو کر شکست ساغرِ غم سے نکلتی ہو صدا ہو کر</p>
<p>نہ کیوں مہ کنج عزت میں رہیں سب جدا ہو کر کیسے عشق رخ میں جان میری تن سے جدا ہو کر</p>	<p>گلے میں ڈال کر باہین پئے وصل کی شب بے کہاں رہتے تھے تبتلا و احد ہم سے جدا ہو کر</p>
<p>پریشانے خاطر رنگ لائے گی بلا ہو کر مقابل میں تری رفقا کے ایو دل رہا ہو کر کسی کا جلوہ رخ سار جب پیش نظر آیا نہ پوچھو وصل کی شب مجھے وہ کیا کیا ہے نام لڑکپن ہی کنار صورت عاشق سے کرتے ہیں پس من بھی الفت زلفت کی یہ رنگ لائی ہو رہا تا زندگی سودا کیسے زلفت مشکین کا</p>	<p>ہوا ہی آشنا آئینہ صورت آشنا ہو کر چلی ہو باغِ جنت کی طرف بادِ صبا ہو کر چلی ہو کوچہ کاکل سے پھر بادِ صبا ہو کر بہت شرمندہ ہو گا فتنہ و محشر بپا ہو کر مری آنکھوں کے پردے میں لگا چھپنے جیا ہو کر لباسِ شرم میں چھپ چھپ گئے ہیں بس جیا ہو کر ابھی وہ پردہِ غیرت میں چھپتے ہیں جیا ہو کر حد میں شب کو نازل مجھ ہوتی ہو بلا ہو کر دلِ خوشی ہمارا رہ گیا وحشت سرا ہو کر</p>

کرین گے جستجو بعد فنا بھی ہم ہوا ہو کر	ترے لئے کی گردل میں ہوا درخشاں باقی ہو
سب پہلو میں میرے درد دل کی دوا ہو کر	نہ چھو جب وہ آئے مجھ کو کیا راحت ہوئی حاصل
تری رفتار سے رہ رہ گیا محشر بپا ہو کر	قیامت ہر قدم پر ڈھکتے ہو جس وقت چلتے ہو
خیال سبز و خطا دل میں دودل رہا ہو کر	پریشو علم زخما کی بل بے یہ نیزنگی
چلی ہو گردش تقدیر سے اولیٰ ہوا ہو کر	اوڑی جب خاک اور جانب قصدتہ ناسائیکے
ربا دل گیسو پر خم میں برسوں مبتلا ہو کر	کنند زلف کے اکے بڑے جھٹکے اٹھائے ہین
وہ رہ جاتے ہین دل ہی دلین کچھ مجھے خفا ہو کر	انہیں جب چھیرتا ہوں وصل میں تو پاس لکھتے
سنادیتے ہین اکثر گالیاں اب تو خفا ہو کر	سوال بوسہ پر پہلے تو کچھ بھی نہ کہتے تھے
پریشان کوچہ کا کل سے آتی ہو صبا ہو کر	دل وحشی پر گزری کچھ کچھ جو اس طرح مضطر
اثر نشتے کی خاکِ پائے دلبر کیا ہو کر	مراجا تا ہوں چڑاؤ و منگا کر اسکو بچ جاؤں

ہر اک شے کو احد ہم تو جگہ دیتے ہین آنکھوں میں	
ہماری پتلیاں رہتی ہین عالم آشنا ہو کر	
آئی خیر کیجو حضرت دل پھر نہ مان ہو کر	چلے ہین کوچہ کا کل کی جانب شادمان ہو کر

جلایا کیا قریبِ روسیہ ای آسمان ہو کر
 رہی گرا آتشِ افروزی تین ہی ان شعلہ دیو کی
 بوقتِ نزع جب آئے سرِ بالین تو فرمایا
 شکایت کی نہ ملنے کی تو فرمانے لگے دیکھو
 پتا اپنے دلِ گم گشتہ کا پوچھیں گے ہم بھی کچھ
 رہی زلفِ مسلسل سلسلہ جنبانِ وحشت گر
 وہ بحرِ حسن دریا سے نہا کر جب نکلتا ہی
 عدم سے آئے دنیا میں نہ پایا جب پتا تیرا
 ہماری قبر کو وہ شوخ ٹھکرا کر لگا کہنے
 گیا ملکِ عدم کو دوستان کا قافلہ بڑھ کر
 یہ حالِ نزع میں یارب ہوا کیوں انتظار اوسکا
 گیا سر سے نہ مرنے مرنے سوئے محبت پھر
 کھلے گل اور بھی گلشنِ مین اوس گلرو کے آنیے

ربا دودِ جگر کی طرح تو بھی تو دھواں ہو کر
 جلانے کی محبت پھر کیسی سوزِ جان ہو کر
 نہ بکھلے دیکھنا حسرت کہیں روحِ روان ہو کر
 نظر کی طرح سے آنکھوں میں رہتے ہیں نہان ہو کر
 پھر اگر کوچہ کا کل سے کوئی کاروان ہو کر
 تو بٹے عقل میں اک دن کی بیڑیاں ہو کر
 لبِ ساحلِ ملکِ آتی ہیں مضطر مچھلیاں ہو کر
 تو پھر آئے قیامت میں کمانسے ہم کمان ہو کر
 یہاں کس طرح نیند آتی جو سوتے ہونہان ہو کر
 ہمیں اک رگھئے پیچھے غبارِ کاروان ہو کر
 کہ پاؤں میں اجل اگر پڑی ہی بیڑیاں ہو کر
 شریکِ دم رہا آخر کو تیرے تکلیف جان ہو کر
 چمن کی سیر کو آئی بہارِ بوستان ہو کر

غزالانِ بیابان کو کیا ہی صید دم بھر میں
 مری حالت کو سن سگئے کے وان کو کو سکتے ہیں
 اگر وہ ات فرقت میں یوں ہی رونامنا ہو
 صد آتی ہو ہر دم یہ لب گو غریبان سے
 خیالِ حلقہ زلفِ دوامدن بھر جو رہتا ہو
 چلا ہون تبخیرین قتل کی جانب دلیں قاتل کے
 خا محفو فائے دلو اب ان کے فریبوں سے
 نشانِ لبِ عدم کے جائیوں کا نہیں ملتا
 میں وہ مقتول ہوں تلوار نے گر کچھ مزا پایا
 مجھے قیدِ خون سے بچھٹنے دم بھر کو نہیں دیتی
 مرا ہوں آتشِ فرقت میں جل کر شعہِ رویوں کی
 فلک نے دیکھا یا ہی کس دن اس کی ابرو کو
 تنائے شہادت ہو کرے گر قتل تو محکم

نگہ نے تیر ہو کر اور ابرو نے کہاں ہو کر
 خموشی نے طلسمِ تازہ دکھلایا بیان ہو کر
 تو دل بھی اکیدن نکلی گا خود اشکِ ان ہو کر
 سو ملکِ عدم جاتا ہی ٹانے کا روان ہو کر
 نظر آتی ہو شب کو خواب میں پھر بیڑیاں ہو کر
 اثر پیدا کرے گی گرم رقاری بیان ہو کر
 یہی ہیں قاتلِ عالم جو ملتے ہیں کہاں ہو کر
 پھر ابارب نہ ٹانے کوئی ابتک روان ہو کر
 لبِ زخمِ جگر چائیگی ای قاتلِ زبان ہو کر
 پری ہو وحشتِ دلانہ نہیں کیا بیڑیاں ہو کر
 غبارِ دل مری مرقد سے نکلیگا دھوان ہو کر
 اسی باعث سے خود بھی گیا مثلِ کہاں ہو کر
 تری تلوار کا منہ چاٹ لون قاتلِ زبان ہو کر

<p>مری عمر گریزان مجھ کو زندانِ بلا میں پھر مے ناؤ نکوسن بنکر کے فرماتے ہیں لوگوں نے خدا بڑے تو بد لے اون کی اب اس بد مزاجی کو کھانا سخت زندانِ بلا سے اب ہی پاؤ نکما شال تیر دم بھر میں جگر کے پار ہوتے ہیں</p>	<p>اتنی دیکھے کب تک یہ کھے پیریاں ہو کر ٹھکتی ہیں کسی کی حسرتیں شور و فغان ہو کر لگے ہیں گالیاں لوگوں کو دینے بد زبان ہو کر بڑی ہی الفت کیسے جاناں پیریاں ہو کر کین میں تھے ہیں ایدل ج ملتے ہیں کیاں ہو کر</p>
	<p>ظہور جلوہ حق کا تماشا بھی احد کیا ہی نظر سے دیکھ کر رہتا ہی انسان پیریاں ہو کر</p>
<p>کین لیتا ہی دل کو شوخ رنگِ لبران ہو کر کین ہوتا ہی خود ظاہر وہ جو دلبران ہو کر کین بدنام ہوتا ہی وہ ظلمِ آسان ہو کر کین اوٹھ کر کے بیٹھا ہی وہ ضعفِ ناتوان ہو کر کین معجزِ نمائی کرتا ہی جادو بیان ہو کر کین آتا نظر ہی تیر کی صورت جوان ہو کر</p>	<p>کین دیتا ہی دل کو خود شریکِ مضطرب ہو کر کین ہوتا ہی خود مشہور مہرِ مضطرب ہو کر کین خوشام ہوتا ہی وہ عدلِ نصفان ہو کر کین وہ بیٹھ کر اٹھا ہی زورِ پہلوان ہو کر کین مشہور عالم میں ہوتا ہی پیرِ زبان ہو کر کین خمِ عالم پیری میں دکھلایا کیاں ہو کر</p>

کہیں خود اودیتا ہی و طبع منصفان ہو کر	کہیں فریاد کرتا ہی شریک درد جان ہو کر
کہیں لیلی کی صورت جلوہ آرا ہی نہان ہو کر	کہیں سولے عالم صورت مجنون عیان ہو کر
کہیں سزا پناہی صورت شیرین زنا کی سے	کہیں ہی کو گن تیشہ لینے خود سخت جان ہو کر
کہیں بکر کے یوسف ہو گیا مشہو عالم میں	کہیں بکر زینجا ہو گیا رسوا نہان ہو کر
کہیں شمع شبستان کپڑے ہو گیا روشن	کہیں پروانہ بکر جگیا خود سوز جان ہو کر
کہیں گل بنے خندہ زن انگڑا عالم میں	کہیں بکر کے بلبل رہ گیا گرم فغان ہو کر
کہیں باد بہاری بنے خندان کردیا گل کو	رولا یا بلبلون کو خون کبھی باد خزان ہو کر
کہیں بکر لباس حسن دکھلایا حسینوں کو	کہیں دست جنون سے اوڑ گیا خود دھجیان ہو کر
کہیں ہی خندہ گل وہ کہیں ہی شور بلبل وہ	نکلتا ہی کہیں آنکھوں سے خود اشک ان ہو کر
کہیں ہو فتنہ نور ان کہیں خود شعور محشر ہی	کہیں سوداے الفت ہی کہیں ہی درد جان ہو کر
کہیں تو قابل عالم نظر آتا ہی عالم میں	چھڑکتا ہی کہیں سب کی صورت نیم جان ہو کر
رہا کفر اور دین کا فرق ہندو اور مسلمانین	کہیں بکر رہا کعبہ کہیں دیر تیان ہو کر
کہیں تو تیکڑے میں صورت ناقوس ہی نالان	کہیں مسجد میں بول اٹھا موز کی اذان ہو کر

نہ پوچھو اسکی نیزنگی کا کچھ احوال تم ہم سے	مثال ابرگر رو یا ہنس بزم طہان ہو کر
غرض ذات احد کا ای احد جلوہ ہی عالم میں دکھاتا ہی ہر اک صورت میں اپنے کو نہاں ہو کر	
لے ہوئے ہیں نہیں اپنے کاروان کی خبر کمر کے آگے سر زلف نے لیے بوسے خدا کے فضل سے وہ راز دان معنی ہوں کٹے ہیں خانہ اصیاد میں مجھے برسوں یہ جام جم سے احد اپنا دل نہیں کچھ کم	نہ پوچھو کیسی ہنسے دل اور جان کی خبر اورانی نکست گیسو نے دریاں کی خبر فرشتے بوچھنے آتے ہیں آسمان کی خبر وہ مرغ ہوں کہ نہیں بجھو آشیان کی خبر وہ ہوں کہ رکھتا ہوں گھر مٹھے میں جہان کی خبر
رویف نامہ معجمہ	
پہلو میں اپنے یار کا تیر جفا ہنوز سو دے زلف یار ہی باقی جو بعد مرگ پونہچی کبھی نہ باب اجابت پہ ایک دن اوس سنگدل نے توڑ کے دلی نلی خبر	دل سے جگر کا پوچھ رہا ہی تھا ہنوز کنج کھد میں ہوتی ہی تازل بلا ہنوز کیا جانے کہ پھرتی کمان ہی دعا ہنوز چلا رہی ہی شیشہ دلی صدا ہنوز

باہن گلے میں ڈال کے آنکھیں چراتا ہوں	کرتا ہوں ناز یا رکا مجھے حیا ہنوز
مرنے کے بعد بھی اسے اتنا غبار ہو	بر باد خاک کرتی ہو میری صبا ہنوز
کب کی گئی ہو باب اجا سے دیکھیے	پھر کر کے پاس آئی نہ اپنی دعا ہنوز
اک تم ہو کوئی بھی نہیں باقی جہا ہو اب	اک ہم ہیں کرتے جاتے ہیں قضا ہنوز
کچھ بھی نہیں ہو اوسکو سر رحم ای واحد	کرتا ہی مجھ جاتا ہو ظالم جہا ہنوز

ردیف سین مہملہ

قید ہستی سے ہوئی ای روح کیا آزاد ہیں	خاندان کو مے کر کے چلی بر باد ہیں
سنگے وہ نالو کو تیرے جب ہوئے ناشاد ہیں	بولے ای ظالم ٹھہر جاتا کجا فریاد ہیں
میرے مرنیکی خبر سکر کے فرمانے لگے	تھا اسیکے دم تک یہ نالہ و فریاد ہیں
سورہ یوسف کو قرآن کھول کر پڑھتے ہیں ہم	ہوتا ہی جس دم تھا ر مصحف رخ یاد ہیں
ای پری کثرت سے دیوانوں کی ہوا سقد	جنگلون میں شہر ہوتے جاتے ہیں آباد ہیں
دیکھ کر بجا کو تڑپتے سخت جانی سے مری	چھوڑ کر بس لگیا مجھ کو مرا جلا د ہیں
سر کو جب زنجیر پر رکھ کر کے مین روئے لگا	زلف کا دیوانہ ہو کہنے لگے خدا د ہیں

بھول جانکی شکایت میری لوگوں نے جو کی	بولے اب اوسکو اجل اوسکی کرے گی یا دس
پسید الاکبک کے بھی دلو اونکی چال نے	ہو حشر ام نازمین اون کی یہی اچا دس
حشر کے دن اونکو چلو اگر کون گا ارضا	اس خرام ناز نے مجھ کو کیا برباد دس
مین وہ دیوانہ نہیں سر پھوڑ کر مر جاؤ نہیں	جان شیرین کو دیا ہی جس طرح فرما دس
دیکھ کر طرز قیامت قامت دلدار مین	گڑ گیا غیر کے مارے باغ مین شمشاد دس
بلبلونکے نالون مین اس سال کیا تاثیر ہو	باغ مین سر کو پک کر مر گیا صبا دس
مین وہ دیوانہ تھا جانکلا جو دشتِ نجد مین	مجھے کوسون بھاگا مجھنوں کے پھر فرما دس
جب گذر گویا غریبان کی طرف اون کا ہوا	بولے مجھ کو یاد کر کے بادل ناشاد دس
دیکھو وہ مرقد کہ حسرت رورہی ہی جس پر آج	یہ بھی تھے عاشق ہمارے ہو گئے برباد دس

خوب شطرنج محبت مین ہوئے حیران احد

دیکھلی ہنسنے تمھاری چال ایو استاد دس

جس نے صورت دی تمھیں اوسکو کرو تم بابر	ای تو تخت کمان تک صورت شداد دس
بھولو اپنے دسے اوسکو چھوڑا اوسکی باد دس	ورنہ الفت مین احد ہو جائے برباد دس

اس قفس کی پھر خرابی کو تم اوس دم دیکھنا
وہ نہیں پھرنے کے اپنے قوسے ہرگز بھی
یوں یہ عاشق کسی سنگین دل کا ہو مگر
موسم گل کے گذر جانیکے غم میں ات دن
جب کوئی تیر فرقت میں نہ اوس بن پڑی
نکسے میرے نالہ پُر درد کو کسے لگے
تا کہا حسن نگاہ ناز تیری کاوشین
موسم گل میں کمان تک صدہ فرقت سہون
جب ہنجر نہ میں نے اُن کیا کچھ بھی ذرا
کھنچ سکی اوس آئینہ رو کی نہ کچھ تصویر جب
گریون ہی دشت میں اپنی رنگی وارنگی
وصل کی شب مگلے گلے گلے کے فرمانے لگے
چار دن بھی بار الفت کا نہ تم سے اوٹھ سکا

طاہر ریح مقید ہو گا جب آزاد ہو
کچھ کچھ میرے لیے کرنا تھا جوار شاہیں
دیکھ کر کے سخت جانی کو مری جلا دے
بلبلو آخر کمان تک نالہ و فریاد ہے
جان شیریں کو دیا سر پھوڑ کر فریاد ہے
شق ہوا جاتا ہوا دیکھو سینہ فولا دے
ہم غریبون پرستم یہ ای ستم ایجاد ہے
کھول دے پر کو مے اور چھوٹ دیا دے
رنگے دانٹوں میں اونٹنی دا بکر جلا دے
ہو گئے حیران احسرامانی و بہزاد ہے
ایک دن آزادی سے ہو گئے ہم آزاد ہے
آپ رہتے تھے اس کے واسطے تا شاہیں
عشق بازی میں یہی تھے ای واحد استا ہے

لے گیا بخت ہمیں جلوہ دیکھ کے پاس
 اوٹھ کے پہلو سے مے بہر خدا محفل میں
 اسی امید پر سایہ سا پر اڑتا ہوں
 جانے گا بہر عیادت وہ کیسے گھر میں
 دور ہو جاتا ہو نفرت سے میں وہ وحشی ہوں
 قتل قاتل کو جو منظور نظر ہو میرا
 عشق رکھتے ہیں تر شیخ و برہمن دونوں
 طائر دل کو رہائی کی ہو امید بخت
 آبِ شمشیر کے خواہان تھے ازل سے جو ہم
 جوش و حشت کا جنون گرچہ یہی طور رہا
 دل کو اوس کیسو پہچان میں پھسا کر دکھو
 کیا غضب ہو کہ یہ کہتا ہو سیسا ہر دم
 الفت کیسو دلدار کا سودا ہو یہی

ہو کے پروانہ رہی شمع رخ یار کے پاس
 دل اُلجھتا ہی مرا بیٹھ نہ اغیار کے پاس
 کہ مری جان فنا ہو تری دیوار کے پاس
 آج آئے گا مسیحا کسی بیمار کے پاس
 آتا ہوں جب ترے میں سایہ دیوار کے پاس
 دم ہمیں دیکے کھڑا کرنا ہی تلوار کے پاس
 سمجھ چھوٹے تہین جاتے تہین زنا کے پاس
 کون آتا ہی بھلا مرغ گرفتار کے پاس
 تشنگی کھینچ کے لائی ہمیں تلوار کے پاس
 سر کو پھوڑ و نگاہیں جا کر درِ دلدار کے پاس
 مول لی جا کے بلا ہنسنے تمکار کے پاس
 ہم بنائیں گے کبھی عاشق بیمار کے پاس
 گھر بنا لیجے اب تبت و تاتار کے پاس

اب احد کھا کے قسم کتے ہیں اللہ کی ہم
پھر نجائیں گے کبھی اوس بت عیا کے پار

روین شین معجم

اتمانین خیال کبھی کچھ سوائے عیش	عالم شباب کا یہ فقط ہی بسائے عیش
فصل خزانین آئے نئے آئے نہیں ہو غم	یار بنا رہیں مجھے صورت دکھائے عیش
دور شراب اور وہ سرور و نقل میں ہو	مجھے شب وصال پہلو پکائے عیش
تم آؤ میرے پاس تو کیا کیا نہ خوشی	خوبے بکائے آپ کو پاس آئے عیش
یار کبھی تو دور زمانہ ہو اس طرح	دو دو واسطے مرے گھر میں بھی آئے عیش
وہ آئین یا نہ آئین اسے چھیر نیسے کام	بے پر کی کدور و زنجیر مجھے اور آئے عیش
بہر خد اکبھی تو کرم کیجیے یہاں	اک روز بھی تو گھر کو مرے دیکھ جائے عیش
وہ آگے میرے پاس ج شب بھر کہیں رہیں	کس آنسو سے دلیں مرے گھر بنائے عیش
اوتکی طحسے یہ بھی ہو رہم عبث احد	طالب جو اور کا ہو وہی آنکھیں دکھائے عیش

روین صادق مہملہ

کس درجہ لطف خیز ہی بجانِ بقص
جی چاہتا ہو روز سنیں داستانِ بقص

مسکن ہی چند کا وہی دورِ فلک سے آج مرد و نکو خاک خاک میں ہوگی بھلا خوشی وہ صورتیں وہ جلسے وہ اب لطف ہیں کیا پیرِ مین بھی شباب کے باقی ہیں دلوں جہات آپ کی ہو وہ عالم فریب ہو کوئی نہ رہ گیا کہ کبھی جا کے دیکھتے تارِ نظریں دورِ حوادث نہیں ہو آج جلسے وہ لکھنؤ کے احد خواب ہو گئے	تھا جس جگہ بنا ہوا پہلے مکانِ رقص ناحق سنار ہی ہو اجلِ داستانِ رقص رودیتا ہوں جو کرتا ہی کوئی بیانِ رقص دلین یہ ہو ساگرین ہر دم بیانِ رقص ہو آپ کی ادا بھی مزاجانِ جانِ رقص اب دوسرے ہیں بیٹھے ہوئے عاشقانِ رقص ہو تیلیوں کا تیلیوں میں امتحانِ رقص اب یاد بھی نہیں ہو کمانچ مکانِ رقص
--	---

روایت صادق

کافر سے ہو غرض تو دیندار سے غرض پامال اپنا دل بھی ہو رنگِ خاکی طرح نتا ہوں جوشِ وحشتِ دلین کیسی کب زاہرِ عیث تو رغبتِ جنت دلاتا ہو	مچو ہو تیرے مصحفِ رخسار سے غرض رکھتا ہو یہ بھی شوخِ رفتار سے غرض دیوانے کو ہو کب کسی ہشیار سے غرض رکھتا ہوں میں تو کوچہٴ ولدا سے غرض
---	---

کرتے نہیں علاج وہ اپنے مریض کا	عیسے تو ہیں مگر نہیں بیمار سے غرض
آنکھوں پہ کیوں غاب ہی آخر حضور کا	آنکھیں تو صرف رکھتی ہیں بیمار سے غرض
مذہب عجیب رکھتے ہیں ہم زدمست بھی	تبسج سے غرض نہ تو زمار سے غرض
ظلِ ہما کے پاس وہ ہرگز بجائے گا	جس کو ہی تیرے سایہ دیوائے غرض
کیونکر نہ عشق ابرو و خمدار ہو احد	جان باز ہم ہیں ہم کو ہی تو اسے غرض

رویف طاسے مہملہ

مین نے بھیجا آپ کو سوار خط	آپ نے کوئی لکھا ایسا خط
آپ کیوں آئیگیے یان و ان جائینگے	روز جاتے ہیں جہان دوچار خط
لوگ در پر ہیں کہ خط پکڑیں کوئی	ہو کے لکھے گا ذرا ہشیار خط
حال دل و مین جو مین نے لکھ دیا	لے کے نامہ بر ہوا بیمار خط
خط کو اوسکے لاکے قاصد نے کہا	ہی کسی کا طالع بیمار خط
خط کا مطلب حال دینے کا ہے جھپٹ	پڑھتے ہیں یہ کافر و دیندار خط
بدگمان میر پٹرنے وان ہیں لوگ	اب تو لکھنا ہو گیا دشوار خط

خط جو آیا آگیا ای بار خط اب جو لکھتے ہیں سر دربار خط	خط نہ آتا تو نہ خط آتا کبھی کچھ نہ کچھ تو اس ہوا و نکو واحد
روایتِ نیکو سے معجم	
جائے مہربان خدا حافظ ہمے ہو کر تھان خدا حافظ پیشے ہیں امتحان خدا حافظ جاتے ہو تم کمان خدا حافظ ہو گئے بد گمان خدا حافظ ہو وہ بیت دربان خدا حافظ اپنا ہو مہربان خدا حافظ جائے جان جان خدا حافظ	اپنا ہی جان جان خدا حافظ خیر جاتے ہو جس جگہ جاؤ ہجرین اندون مے دل کا چھوڑ کر مجھ کو بسترِ غم پر رو ٹھکرتے جاتے ہو جاؤ آج کل میرے اور ایمان کے اوٹھکے پہلوسے تم چلے میرے کہتے ہیں اوٹھکے یہ کہو مجھے
جس جگہ اواحد گئے تھے کل پھر چلو آج وان خدا حافظ	

روایت عین معلّم

<p>شعلے نہیں ہیں آہ کے یہ قصرِ تن میں شمع بعدِ فنا بھی سوزو ہی ہو مزار میں شانے کے ساتھ پہچا جان ہو زلف میں عالم ہو آج اور ہی فیضِ بار سے شعلے جھڑک رہے ہیں مے دل غولے آج اک شمع دے و لکو ہمارے لگی ہو لو بزمِ جاہلین یہ رخِ روشن سے ہو فروغ وہ شمع وہ دیکھکے محفل میں تجھ کو آج شاعر ہوں لا جواب مے دے سے او احد</p>	<p>روشن ہو آج دیکھیے کیا انجمن میں شمع لیکر کے ساتھ آئے تھے کیا ہم کفن میں شمع روشن ہو آج باکو سلوختن میں شمع گل تیکھلے ہیں یا کہ ہو روشن چمن میں شمع دیکھو تو جل ہی ہو مے قصرِ تن میں شمع ہر داغ اپنے دگے ہو کچن جلن میں شمع روشن ہو جس طرح سے کوئی انجمن میں شمع غیر کے بارے گرتی ہو کنگر لگن میں شمع روشن ہو آج دیکھیے بزمِ سخن میں شمع</p>
---	--

روایت عین معجمہ

<p>آہ کا روشن ہو اہرِ شوخِ پرفن میں چراغ آتشِ گل کو بھڑکنے دے صبا گلزار میں</p>	<p>روز جلتا ہو ہمارے خانہ تن میں چراغ آئے سے بیل جلا لے گی نشین میں چراغ</p>
--	---

<p> ہو گیا حسنِ بتانِ دیر برہمن میں چراغ گل بغیر از بار ہو جاتا ہوا من میں چراغ آج ادبیل حلائی دیکھ گلشن میں چراغ ولین سینے میں جگر میں خار تن میں چراغ داغ دل اپنا جلے گا ہو کہ دفن میں چراغ آتش دل کے روشن اپنے دامن میں چراغ کرتے ہیں روشن فرشتے اپنے دفن میں چراغ </p>	<p> شمع کی حاجت نہیں اللہ سے تاثیر خود چول چٹا ہوں جو تنہا کے گلشن میں کبھی پھر نسیمِ نو بہاری نے شگفتہ گل کیا شام سے جلتے ہیں آہِ آتشیں سے تاجر دیکھنا زہد ہوگی قبر میں ظلمت مری ہوشِ بھیران بہت تارکِ آنکھو نہیں مری جانکشمی رخِ محبوب کا عاشقِ احد </p>
--	--

روین فا

<p> بیلِ تصویر اور بجائے گلستانِ کیطوف چھکے بیلِ جسطح بجائے گلستانِ کیطوف کوچہ کا کل سے آتی ہو گلستانِ کیطوف نوچکر پھیکدیتے ہیں گلستانِ کیطوف چلکسی دودن ہوا اچھی گلستانِ کیطوف </p>	<p> تو وہ گل ہی سیر کو گر جائے بتانِ کیطوف جاتی ہو روحِ روان بٹنِ باغِ رضوانِ کیطوف بلبلو خوشبو مبارک آج پھر بادِ صبا ضد سے وہ بلبل ہو نہیں صیا اپنے ہر برس ہر دمِ زحمت یہی بادِ بہاری کی صدا </p>
--	--

عارضِ گل کی فراگل کو دکھا دیجے بہار
ہوں وہیل فرج کروں ابھی گریباؤں نے
آج اوس گل کی سواری جاتی ہو پھر باغ میں
اتنی خاطر میری اوصیاد کرو دینا ضرور
لطف ہو ساقی جو دُور بادور کجاں ہو آج
جتنے مرغانِ چین ہیں کرے ہیں چہچہے
گر کی کچھ بوسے گل میں پاتی ہو تو ای صبا
آپ کے آنیسے کچھ خوش بلبل و گل ہی نہیں
بھڑوڑا صیاد فصلِ گل میں بھی گرتو نہیں
ہوں وہیل طاقت پروانہ بھی جاتی رہی
عارضِ گلزنگ کی جس نے تری دیکھی بہار
گفتگو بلبل سے کرنے کو مجھے لے لیجے
گل سے کہدینا نفس میں تنگ بلبل آگئی

ایک دن تشریف لے چلے گلستانِ کبیر
جائینگے اور اوڑکے پر اپنے گلستانِ کبیر
تو بھی اوباد بہاری چل گلستانِ کبیر
فرج کرنا کے منہ میرا گلستانِ کبیر
کیا گھٹا گھٹکھو چھائی ہو گلستانِ کبیر
آئی اوس گل کی سواری کیا گلستانِ کبیر
بوسے زلفِ یار لے جا تو گلستانِ کبیر
وجد میں شاخیں بھی ہیں دیکھو گلستانِ کبیر
لیکے چل اکدن قفس ہی کو گلستانِ کبیر
اوڑکے جاسکتا نہیں اب میں گلستانِ کبیر
دیکھی رخ بھی نہیں کرتا گلستانِ کبیر
جاتے ہوا بجان میں گرتم گلستانِ کبیر
ہو صبا تیرا اگر بھانا گلستانِ کبیر

<p> ہوں وہ بلبل گرفتس میں گیا صیاد میر آشیانے سے اوڑی جاتی ہیں اپنے بلبلیر تھا وہ بلبل بعد مردن دیکھیے اب تیسے پر دام میں جب پھنس گئی بلبل تو یوں کہنے لگی کھلکھلا کر غنچے ہنسٹتے ہیں اونکو دیکھ کر لوٹتا ہو دل ہر اک کا سبزہ خواہیدہ پر چارون ہو فصل گل پھر آخر آئیگی خزان گل بھی کانٹے کی طرح چبھتے ہیں آنکھوں میں احد </p>	<p> اوڑکے جانیگی مری مٹی گلستان کھٹون آگیا صیاد شاید پھر گلستان کھٹون شوق لے اوڑاؤڑکے جاتے ہیں گلستان کھٹون گردش تقدیر لانی تھی گلستان کھٹون جاتے ہیں بنکر بسا گلستان کھٹون کس تکلف سے ہمارا آئی گلستان کھٹون کیون چلی ہو پھول کبر بل گلستان کھٹون جب بین اوس گل کے جاتا ہوں گلستان کھٹون </p>
<p> داود نیگی بلبلین جی میں ہو اپنے اے احد اس غزل کو پڑھیے اب چکر گلستان کھٹون </p>	
<p> بیوفائی اور کجی ہو انکی پیان کھٹون دل لیے جاتا ہو مجھ کو کسے جانان کھٹون مر رہا ہوں میں اوٹھے جاتے ہو پہلو سے مے </p>	<p> یاس اور حسرت ہیں دونوں میرے ارمان کھٹون پاؤں پھیلانے ہو حشت بھی تیا بان کھٹون ہوزمانے کی طرح عمر گزیران کھٹون </p>

داغ دل کا بھی تماشا کیسے تو دکھلا دو نہیں
 شکے مرگ عاشق پیدل پے ماتم وہ آج
 وحشی چشم سید یہ شہرے کتنی گئی
 زلف مشکین کی طرف نہ پھر کر کہنے لگے
 زندگی میں جب آئے آئینکے کیا بعد مرگ
 آہوؤ نکو وحشی چشم سید ایجان جان
 تھی تمنا اوڑکے داسن سے لپٹ جاتی خاک
 یاس اور حسرت کو پایا ہنسنے کیا کیا نوہر
 زلف آئی جب لبِ لعلین پہ آئی یہ صدا
 بھاگ جاتی ہو یہ کوسوں اسکو میں پاناہیز
 رخ کا عاشق ہوں تیرے میں دل ہو عاشق خاک
 اسقدر اپنے لبِ لعلین پہ او نکو ناز ہو
 خوب کھائے اُبکے تو جھٹکے کند زلف کے

کیوں نظر درپردہ ہی چاکِ گریبان کی طرن
 بال کھولے آتے ہیں گریبان کی طرن
 دل کو کھینچے جاتا ہو کوئی بیابان کی طرن
 آئی ہر صبح وطنِ شامِ غریبان کی طرن
 کب کوئی آتا ہو پھر گو ریزِ غریبان کی طرن
 جاکے دکھلاتی ہیں آنکھیں بیابان کی طرن
 وہ اگر آتے کبھی گو ریزِ غریبان کی طرن
 جاکے دیکھا جب کبھی گو ریزِ غریبان کی طرن
 کیا گھٹا گھٹکھوڑ چھائی ہو چستان کی طرن
 ہاتھ دوڑاتا ہوں جب عمرِ گریزان کی طرن
 یہ تو کافر کی طرف ہو میں مسلمان کی طرن
 دیکھتے بھی وہ نہیں لعلِ چستان کی طرن
 حضرت دل اب بٹاناکے جانان کی طرن

دیکھیے بنتی ہو جان پر یا کل آنے ہیں ہم
 پان کی سرخی لبِ لعین پر آئی تو کہا
 میرے دو دہل کو وہ یہ دیکھ کر کہنے لگے
 دوڑتے رہتے ہیں وحشت میں ہمارے دونوں ہتھ
 جب خیال آیا اوٹھیں خونِ قتلِ ناز کا
 بھولے وہ دستِ تنہا کی نہیں میا کیان
 تھے چلے سے بدلنا کیسا گر لائیں تو ہم
 دیکھ لیں پر یاں اگر تھے چھپر کھٹ کی بہار
 سیکڑوں پر یاں کھڑی آئی ہیں ان ہکونظر
 عشقِ خال رخ سے ہو نہ تہنّب میں ما
 جان و تن پر خیر گزے تو غنیمت جانے
 آنے تربت پر مری بھی پھتے پھتے ایک دن
 یہ کفِ افسوس کو مل ملے فرمانے لگے

پھر لے جاتا ہو دل اوس آفتِ جان کی طرف
 آج پھولی ہو شفق دیکھو چٹان کی طرف
 دیکھنا اچھا نہیں زلفِ پشیمان کی طرف
 گاہ دامن کی طرف گاہے گریبان کی طرف
 آنے منہ دی ملے دو گنجِ شہیدان کی طرف
 ڈرتے ڈرتے آنے ہیں گریبان کی طرف
 دیکھنے کے بھی نہیں مہرِ سلیمان کی طرف
 پھر نہ دیکھیں یہ کبھی تختِ سلیمان کی طرف
 جب کبھی جاتے ہیں اوس شکتان کی طرف
 گاہ ہندو کی طرف گاہے مسلمان کی طرف
 حضرتِ دل لیچلے پھر کسے جانان کی طرف
 جب گزرا دکھا ہوا گورِ غریبان کی طرف
 لائی ہو الفت تری شہرِ خوشان کی طرف

مغ دل کو جو پھنسا کر لے گیا تھا واحد	پھر وہی صبا دایا طائر جان کی طرت
جذبہ الفت اگر کچھ بھی نہیں اوسکو واحد	دل کھنچا جاتا ہے کیوں اوس فت جان کی طرت

رویت نام

چھیڑا ہی کچھ جو قصہ راز نمان عشق	سن لیجیے خدا کے لیے داستان عشق
کیا پوچھتے ہو صدمہ درد نمان عشق	بدت سے دل کے پار ہی جان نمان عشق
عاشق ہے ہین لالہ خون پر تمام عمر	ہو داغ اپنے سینے میں باقی نشان عشق
اوس گل کے ساتھ باغ میں جانا اگر ہوا	بیل کو ہم سناٹنگے کچھ داستان عشق
کچھ غم غلط جو کیجیے تو کس سے کیجیے	مٹا نہیں جہا نہیں کوئی رازوان عشق
پروانے بے سبب نہیں ہوتے ہین جلکے خاک	بیشک زبان شمع پہ ہی کچھ بیان عشق
توری چڑھا کے دیکھنا یہ بے سبب نہیں	مجھ بھی آپ رکھتے ہیں شاہد گمان عشق
بیتاب ہو گے جانے دواب اسکا تذکرہ	کچھ بھی سناؤ نگاہ میں اگر داستان عشق
بولے یہ سنکے قصہ فراد و قیس کو	باقی ہے جہا نہیں راحت رسان عشق
او عند لب تیری طرف سے ضرور آج	کتنی ہو گوش گل میں صبا داستان عشق

شادی و عیش اب ہین نہیں دلیں نام کو

الفت اسے کسی نہ کسی سے ضرور ہر

سن سکے میرے نالو کو فراتے ہین وہ آج

حالت کو غیر دیکھے میری وہ بول اوٹھے

ہو گا چن مین جانا جو فصل بہار مین

باز آئینگے نہ الفت گیسو سے عمر بھر

افسانہ سوز عشق کا مجھے سننے کوئی

مچکھو جو دیکھتے ہوئے دیکھا تو یہ کہا

افسانہ کہنے کے لیے غیروں سے کہتے ہو

بولے یہ سکے عاشق بیدل کے مرگ کو

ثابت قدم ہو کو چڑکا کل مین اپنا دل

کچھ مجھے سکے بولے کہ لعنت خدا کی ہر

افسوس ہر کہ قیس نہ فریاد ہی ہا

ریخ و الم ہین باقی فقط ہمدان عشق

پہلو مین دل ہو یا کہ ہر یارب مکان عشق

یارب اسی پر پھٹ پڑا کیا آسمان عشق

اب انکے بعد کون رہا مہربان عشق

بلبل کو ہم پڑ جائینگے کچھ بوستان عشق

چھوڑینگے جیتے جی نہ کبھی آستان عشق

ہو ختم مجھ اندون بہشک بیان عشق

کچھ آپ پر بھی ہوتا ہو مجھ کو گمان عشق

کیون مجھے آپ سننے نہیں آستان عشق

لو کیون کر گیا کوئی بھلا امتحان عشق

منظور حسب طرح ہو لو امتحان عشق

گزر بھر جو حال عشق تو سو گز بیان عشق

کس کو سنائیں جا کے احداث عشق

ردیف کاغذی

سند تاز پہ ہو کر سوار مدت تک	کیے ہیں تیر نگہ سے شکار مدت تک
رہا تصور مژگان یار مدت تک	چھپا کیے مے ولین چ خار مدت تک
نہ آؤن ہوش میں جو یار مدت تک	سے اوسے بھی مرا انتظار مدت تک
پھر نیکی مجھے جو یون چشم یار مدت تک	ہسکی گردش لیل نہار مدت تک
میں اسیر چوں ہوں کہ بعد اسیری بھی	قفس میں آئی ہو بے بہار مدت تک
وہ بد نصیب وہ حسرت نصیب ہوں بارو	جلی نہ شمع بھی نذر زار مدت تک
فراق یار میں گھل کر میں گیا ایسا	نظر نہ آیا مرا جسم زار مدت تک
تپ فراق صنم میں رات دن اکثر	گھلا کیا ہو مرا جسم زار مدت تک
میں وہ ہوں سبل شوریدہ کسے بعد فنا	عجب نہیں ہوئے گرم زار مدت تک
نشاب و نگاہ جو بن سے اونکے کہتا ہے	غضب ڈھلے تیرے و بھار مدت تک
فراق یار میں کس سہ کو نیندا ئی	رہا ہوں اتونکو میں بقرار مدت تک
شب وصال گلے سے وہ لگے کہتے ہیں	ہمارے واسطے تھے بقرار مدت تک

<p>فراق یار نے یہ حال کر دیا اپنا بہار آتی ہو جوشِ جنون سے پھر اکثر یقین ہو بعد فنا جستجوے جانانین جو موت آئی سفر میں کیگی پھر چین جو یاد آئی نیکی کچھ خوبیاں مری اونکو بنے گا قصرِ کدورت یہ ایک دن بیشک</p>	<p>چچا بھی سے مرا جسم زار مدت تک رہا ہو داغوں سے تن لالہ زار مدت تک اوڑھنے کیسے پریشان غبار مدت تک ہماری روح کو حُبِ یار مدت تک یقین ہو روئینگی اہلِ یار مدت تک رہا جو دلیں کہیں بے غبار مدت تک</p>
<p>پس قنایہ احد و دستون کا حال ہوا ملا نہ او کا نشان مزار مدت تک</p>	
<p>سلامت کیسے رہ سکتے ہیں وصلِ یار ہونے تک گلے کٹتے ہیں کس کسے غضب ڈھاتے ہیں کیا مودِ خناب سے بھر بھر مجھے ساغ پلاتا جا سنا تا عشقِ عارض ہو ابھی سے کیا جینگے ہم شبِ فرقت میں ہوتا ہی ہجومِ نالائے دل</p>	<p>غضب ڈھاتے رہینگے گریو ہیں ہیشا ہونے تک ابھی تو نیچے ہیں دیکھیے تلو ا رہونے تک مودِ حد سے او ساقی مجھے شرار ہونے تک اسیرِ حلقہ گیسوِ خسار ہونے تک بچانا جان کا شکل ہو وصلِ یار ہونے تک</p>

اسلام بحر عالم میں ہو اونکی سیدھی چلوئے	بہا ہوگی قیامت اونکی کج رفتار ہوئے تک
خیال خام ہو کر شوق ہو نظارہ بازی کا	قیامت ہوگی قائم وعدہ دیدار ہوئے تک
شبِ فرقت تری ایلے کیونکر دیکھیں تجھے بیز	نصیبِ سہاے چشمِ ستِ یار ہوئے تک
نہیں معلوم الفت میں بگڑتے یا کہ بنتے ہیں	ہم سے اونکے دیکھیں وعدہ دیدار ہوئے تک
و عائنِ میتے ہیں ہم گایانِ میتے ہو تم ہکو	یوہن کیا ظلم ہو گا وعدہ دیدار ہوئے تک
اشارے کرتے جاینگے وہ اپنی ترچھی چوٹے	چمن میں نگرینِ بیک کے بیمار ہوئے تک
اثرِ دلین نہیں ہوئے کچھ میری محبت کا	وگر نہ آگے ہوتے وہ حالِ یار ہوئے تک
بچے ہیں تیغِ ابرو سے جھینگے اور کوئی دم	جگر کے پار بس تیر کا ہر یار ہوئے تک

ابھی سے دیکھتے ہیں اور کیا کیا رنگ لانا ہو

رخِ ادھکا اوی احد رنگِ گل گلزار ہوئے تک

پونچا ہو ضعف اپنا فرقت میں اب ہانک	سو جا ٹھہر کے آنا مالہ بھی ہو زبانِ ناک
دعویٰ کرینگے مجھے تقریر کا یہ کیا پھر	تحصیلِ بلبلو کی ہو صرفِ بوستانِ ناک
وہ رنبدادہ کش تھا میخانہ چھوڑنے پر	پیرِ معان بھی آیا لینے کو بھے جانِ ناک

<p>دعویٰ مسیح پن کا کسٹنہ سے وہ کرتے تھے</p>	<p>زندہ نہ کر سکے جب بالوں کی مچلیاں تک</p>
<p>جو جو دیے ہیں حمد سے فرقتِ او کی جگہ</p>	<p>اوس بات کو احد میں لائے تھیں زبان تک</p>
<p>ایذا او ٹھائیں امیبت عمار کب تک ہوتے ہیں اپنے دل کے خریدار کب تک اب دیکھتے ہیں طاقتِ جوشِ خونگو ہم رہتا ہی خال سے خطرِ خساریا سے روزِ فراق میں ترے دندان کی یاد ابرو سے ہو اشارہ قاتل ہی ہنوز و لگو پھنسا کینچ میں گیوے یار کے ناز واداسے مجھ کو دکھا کر بہا رسن ہم دیکھتے ہیں الفتِ زلفِ سیا ویا رہتی ہو امی احد میں سرے کے واسطے</p>	<p>ٹکرائیں سر کو ہم پس عمار کب تک رہتا ہی گرم حسن کا بازار کب تک رہتا ہی گشت کو چہ و بازار کب تک جھگڑا یہاں کافر و دیندار کب تک آنکھوں سے اپنی ہے گہرا کب تک مڑتا ہو دیکھیں زخمی تلوار کب تک افت دکھائے سچ ستمگار کب تک ترسائے گا تو امیبت عمار کب تک رہتی ہو اس بلا میں گرفتار کب تک خاک مزار احمد مختار کب تک</p>

رویت کاف فارسی

خوب لایا پر تو رخسار رنگ	یون بدلتا ہی زمانہ یار رنگ
انقلاب دہر ہی پیشِ فطر	دیکھتے ہیں دیدہ بیدار رنگ
داسنِ نظارہ قاتلِ ہوسخ	کچھ دکھا ای دیدہ خونبار رنگ
دیکھ کر بیہوش وہ کہنے لگے	نشہ میں لاتے ہیں کچھ بخوار رنگ
دل میں شوق دیدے یار ہی	لایگی کچھ حسرت دیدار رنگ
ہو بارِ موسم گلِ لطف پر	لارہا ہو اب نیا گلزار رنگ
ہو شبابِ یار جو بن پر احد	لائے دیکھیں کیا بت عیار رنگ

رویت لام

صاف کرتی ہو گلے لکے یہ سبلِ تال	ہو گلاوٹ تری تلو اسکی قاتلِ قاتل
کیون نہ تلو ارتھاری لے مرادِ قاتل	شوخیان حور کی کہتی ہو قاتلِ قاتل
عشوہ و ناز و اداسکل و شاملِ قاتل	ایک سے ایک ہیں بڑے قاتلِ قاتل
بہنے جاننا زونہیں تھے ہیں یہ سبلِ قاتل	خشر میں اوٹھینگے کہتے ہو قاتلِ قاتل

بعد مرنے کے بھی یہ شوقِ شہادت ہو گئے
 اس قدر وید کی حسرت تھی پس قتل نہ
 تو پڑ قتل اگر تیغ بکف ہووے کبھی
 یاد آئیگی جو لذت تہ شمشیر کی وان
 لذتِ قتل نہیں بھولی ترے کُشتے کو
 قابلِ دید تماشا ہو قتلون کا ترے
 سحر کیا جانے قاتل نے کیا ہو ہر
 کھینچنا تیغ کبھی ہنسکے گلے سے ملنا
 تیغ کو اپنے گلے سے وہ لگا کر بولا
 نیم جان چھوڑ کے قاتل جو گیا ہو محلو
 جان کیون عشق میں اوس پر زخم کے بجا
 حشر میں پریش اعمال کو ڈھونڈنی گئے
 اس قدر ہو جگر و دل کو محبت نے

پھر جو جی جاؤں تو کئے لگون قاتل قاتل
 مردم وید ہ پکارا کیے قاتل قاتل
 سارے عالم سے صدا آئے کہ قاتل قاتل
 روحِ جنت میں پکاری گی کہ قاتل قاتل
 ہو صدا آتی لبِ گورے قاتل قاتل
 کہتے ہیں چشمِ سخیلوں سے کہ قاتل قاتل
 دم نکلتا ہو مگر کہتے ہیں قاتل قاتل
 یہ دوائیں بھی ہیں حق میں قاتل قاتل
 اس طرح دیکھو گلے ملتے ہیں قاتل قاتل
 قطرہٴ خون سے صدا آتی ہو قاتل قاتل
 تیغ ابرو کا تصور بھی ہو قاتل قاتل
 میں خدا جانے کہ صرکتا ہوں قاتل قاتل
 ہر لبِ زخم سے کہتے ہیں کہ قاتل قاتل

حشر میں جبکہ خدا پوچھے گا اعمال مے	اوس سے پوچھو گا کہ ہر ہر قاتل قاتل
قتل کے پیچھے پکارا تو یہ بولا قاتل	دیکھیے لطف ابھی کتنا ہر قاتل قاتل
روح کو میری خدا طاعت گفتا تو دے	وہ جدھر جانے پکاروں اُو قاتل قاتل
عشق میں تم نہ سمجھو کہ ہین غافل مجھے	جانکر دلیں جاہر دیتے ہین قاتل قاتل
قتل مومن کا تو لکھا نہیں قرآن میں کہیں	سورہ لیل ترمی کیون ہو یہ قاتل قاتل
نامہ بر کو چہ قاتل کا یہ اپنے ہی پتا	غل مچا ہو گا ہر اک ست کہ قاتل قاتل
خط کو دیکر کے مرے اتنا زبانی کہنا	جان لبون پر ہو مگر کتنا ہر قاتل قاتل
کشتہ تیغ ادا ہوں مری تربت سے ہر	بعد مردن بھی صدا آئیگی قاتل قاتل

رویف مہم

خزان کے جاتے ہی بس عشق گلزار میں ہم	چلے ہین بو کی طرح پردہ ہمار میں ہم
یہ محو ہو گئے ہین رنگ گلزار میں ہم	طلسم دیدہ حیرت بنے ہمار میں ہم
سمجھتے رنگ سے گل کے شکست رنگ کو ہیز	خزان کو دیکھتے ہین پردہ ہمار میں ہم
چمن میں نہ کھکے ہر سمت جلوہ گل کو	مثال صورت تصویر ہین ہمار میں ہم

بدن ل کے وہ جوڑے چمن میں کہتے ہیں
 نہو جو ایکے بھی دخل اوکے جہین جہین ہی
 پھرے ادھر ادھر اک جائزہ تم سکے دم بھر
 کیسی شان سیش ابھی سے کتنی ہو
 یہ اتفاق تو دیکھو کہ جب بہار آئی
 گلون کو اپنا وہ عارض دکھا کے کہتے ہیں
 جو جھکوا ہی گل عنائہ پایا گلشن میں
 پس فنا بھی گلو کھینا وہ بیل ہیں
 گلو نے وشت ل اپنی جا کے کتنی ہو
 کیسی نکست جامہ کے ہم جو عاشق تھے
 وہ عند لب ہیں دیکھنا روئے گل جسے
 خزان میں دیکھو تو پر مردہ ہو گئے بالکل
 شباب میں ہوئے عاشق تھاری کا کل کے

دکھا ہے ہن تئون نیا بہار میں ہم
 کیسے وشت ل ہی بنیں بہار میں ہم
 رہے ہوا کی طرح موسم بہار میں ہم
 ضرور رنگ نیا لاسینگے بہار میں ہم
 ہوئے اسیر نفس موسم بہار میں ہم
 جمائیں رنگ تو کچھ دید بہار میں ہم
 تے فراق میں مر گئے بہار میں ہم
 بنیں گے نور نظر دید بہار میں ہم
 جو دیکھو رنگ دکھائیں نیا بہار میں ہم
 تو گل میں چھپ گئے کی طرح بہار میں ہم
 جدا چمن سے ہمیشہ رہے بہار میں ہم
 جو گل کی طرح تھے پھولے بہار میں ہم
 اسیر سنبل بچان ہوئے بہار میں ہم

گلگون پر مار خدا کی یہ منہ چھپاتے ہیں	اتنی جائیں چمن سے کدھر بہار میں ہم
وہ عندلیب ہیں فصلوں پر مرنا جینا ہی	نہر ان میں مگے توجی اٹھے بہار میں ہم
ہے جو قید خزانہ میں تو غم نہیں ہو ہمیں	خدا کے کہ قفس سے چھٹیں بہار میں ہم
نہ لکھے کی تھی خبر اور نہ جانے یہ معلوم	کہ ہونگے دم میں صیاد کے بہار میں ہم
قبائے گل کی طرح پھار کر گریبان کو	چلے ہیں نکست گل کی طرح بہار میں ہم
جنازہ نکلا اتنی پھنانے والے کا	ترپ تڑپ کے قفس میں ہے بہار میں ہم
وہ عندلیب ہیں گر کچھ کریں تو آنجی	ہزار نغمہ سنائیں احد بہار میں ہم
خرام تازے سے اس گلےزار کے پسر	ہوئے ہیں سرمہ احد دیدہ بہار میں ہم

چلین گے لکھنؤ سے ای احد جو مرزا پور

خج ان کو دیکھیں گے پھر پردہ بہار میں ہم

جو پونچے پھر کے کبھی یا کے دیار میں ہم	ترپ تڑپ کے ہے بس فراق یار میں ہم
سوائے حسرت و حرمان نہ کچھ ہوا حاصل	جو پونچے بنکے تنہا مکان یار میں ہم
رہا جو سر میں یہی سودا ای جنوں باقی	فلک کی طرح پھر بنکے تلاش یار میں ہم

نہ پوچھو ہمد مویوں اتن یہ سہتہ ہیں
 یہ شوق تھا جو وہاں تک سائی ہوتی تو
 خدا ہی خیر کرے جان پر حزن پر مری
 نہ نکلی حسرت دیدار تک بھی آنکھوں کی
 خدا گواہ ہی کیا کیا صیبتیں جھیلین
 کسینے لی نہ خبر اس غریب بکیں کی
 فراق یار میں یہ ورد اپنا مصرع ہو
 اوسیکا ہی نتیجہ کہ بیٹھے روتے ہیں
 نہ گرم ہوتے کبھی ہم پر سرد مہریے
 خدا کرے کہ وہ پھر راہ راست پر آئیں
 یہ کس ذیل کی صحبت کا ہو گیا ہوا
 حذر تھا اذ نکو بری صحبتوں نے نفرت تھی
 پتا بھی ملتا نہیں صاف سخت مشکل ہی

مثال آئینہ حیران خیال یار میں ہم
 ہوا کی طرح پھونچتے ہوئے یار میں ہم
 بلا کے صدمے اڑھائے فراق یار میں ہم
 بہت دنوں پہ جو آئے دیار یار میں ہم
 یہ لطف ہو کہ نہ آئے خیال یار میں ہم
 گئے تھے چھوٹے جس دلو کو یار میں ہم
 آئی ہونگے کبھی پھر کتنا یار میں ہم
 چلتے تھے ہو کے کبھی خوشی کو یار میں ہم
 جو اعتدال ہی ہوتے مزاج یار میں ہم
 کجی عجیب ہیں سنتے مزاج یار میں ہم
 اسی سنتے ہیں جو فرق وضع یار میں ہم
 سنا تھا جو نہ کبھی سنتے ہیں دیار میں ہم
 آئی جا لیں کہ حباب تلاش یار میں ہم

ہماری جان کا ابو خدا ہی حافظ ہی	نہ پوچھو صدے اوٹھائے جو ہجر یا زمین ہم
انہی ہو گا نہ کیا اب قرار اس دل کو	پھر اگر سنگے یوں ہی کیا ہوائے یا زمین ہم
انہی سوزِ محبت کا کب اثر ہو گا	برنگِ شمع جو جلتے ہیں بزمِ یا زمین ہم
بظاہر اور ہی باطن میں اور ہی کچھ ہی	اویسی شان سمجھتے ہیں شانِ یا زمین ہم

بیانِ سوزِ محبت کا اپنی ہی یہ احد	
غزلِ جمع لکھتے ہیں بیٹھے مکانِ یا زمین ہم	

یہ آرزو تھی کہ ہم ہجر یا زمین ہم	نگاہِ شوق رہے چشمِ انتظار میں ہم
شبِ وصالِ مضطربینِ شوقِ یا زمین ہم	نگاہِ دیدہ بسملِ بینِ انتظار میں ہم
انہی دل میں یہ کس جلوہ گر کی آمد ہی	تمام دیدہ حیرت ہیں انتظار میں ہم
صبحا بھی پانوں میں منہدی لگا کے بیٹھی ہو	نہ آئی لیکے خبر بان ہیں انتظار میں ہم
شبِ وصالِ یہ اللہ کے شوق دید اپنا	اک انتظار رہے چشمِ انتظار میں ہم
خیالِ گیسوِ جانِ یہ مجھے کتہا ہی	درازے شبِ فرقت ہیں انتظار میں ہم
یہ بولا وصل کی شب آگے ساتھ موش	سرورِ بادہ ہوئے چشمِ انتظار میں ہم

<p> وہ لے خواب میں اگر ہماری بالین پر پاؤں تھا تھا ہمیں لازم تھا سرے سرے کبھی تھا وعدہ آنے کا شب کو نہ آئے تا بہر یا نہ آنے کا شکوہ تو ہنسکے بولے وہ جو اتفاق سے یاں تک کرم کیا تھے نہ آتے وہ ہیں نہ جان تن سے نکلتی ہی صدا او دھر سے یہ آتی ہی پھر شب و صلت جو اٹھے پاؤں پھر آتے ہی تو ہنسکے کہا جو جان دینے کو کہے تو منع کرتے ہو کسی کا جلوہ رخسار آج کہتا ہو </p>	<p> تم انتظار میں ہو یا ہیں انتظار میں ہم تھے شوق وید اگر چشم انتظار میں ہم نگاہ یاس رہے چشم انتظار میں ہم ہیں انتظار ابھی چشم انتظار میں ہم ہماری آنکھوں میں بیٹھو تھے انتظار میں ہم عجیب صدمے میں یارب ہیں انتظار میں ہم ہیں یاس آج تھے چشم انتظار میں ہم بنے ہیں پھیرہ قسمت کے انتظار میں ہم تمہیں کہو کہ رہیں کب تک انتظار میں ہم بنے ہیں فور نظر چشم انتظار میں ہم </p>
--	---

نہیں وہ آتے مے پاس تو نہ آئیں احد

لو آج جان ہی دیتے ہیں انتظار میں ہم

سب کبھی نہ ہوا کی طرح قرار میں ہم

اوسرا او دھر سے ہر دم ہوا ہے یار میں ہم

عیان ہوتا کہ تعلق یہ دونوں جانب سے	پھر وہ خاک کے لیے جبکہ ہوں قرار میں ہم
ہزار جھونکے دیے اضطراب نے پھر بھی	برنگ صبر ہے پردہ قرار میں ہم
شال آتش برہم نشستہ کے بھڑکین	ہوں بیقرار زیادہ جو ہوں قرار میں ہم
ابھی سے کہتے ہیں غافل تھے تم ہونا	چھپے ہوئے ہیں ابھی پردہ قرار میں ہم
قرار سے بھی لیا صبر کہتے ہو ٹھیرو	قرار کو جو ہو تسکین تو ہوں قرار میں ہم
یہ اپنے پہلو میں بے چینی لگی کہتی ہو	اک اضطراب ہیں گویا تین شکار میں ہم
صبا بھی پانوں کو بیاں بھونک کے رکھتی ہو	یہ سوز عشق لیے آئے ہیں مزار میں ہم
گمان خانہ آتش ہو میری تبت پر	وہاں ہے ہیں تپ غم سے یہ قرار میں ہم
جو آئے میرے بھول کر تو یہ بولے	کہانے آگے اوچڑے ہوئے دیار میں ہم
جو دانا رشتہ دانا میں ہوں سمجھیں تو ہیں	برنگ اندازہ تبیج ہیں شمار میں ہم
ہماری خاک کی تبیج اونسے بنوائی	ہزار شکر کہ اب آگئے شمار میں ہم

ہم اپنا جامہ ہستی اتار کر کے احد

یہ پھیل پھیل کے سوتے ہیں اب مزار میں ہم

رنگان کئے جاتان کو کرین کیا یاد ہم
 ہونگے اسکو پھر جلا کر دیکھنا آزاد ہم
 ہین ہر ہم ناموک مرگان چشم یارکے
 اوڑتے ہی ہم آشیانے دم میں تیرے پھنسے
 مرغِ نبل کہ طرح ہونگے طہان ای جانِ جان
 گھر میں وہ تشریف لا کر میرے فرمانے لگے
 ان گلوں کے عشق میں صدمے اوٹھائے اسقدر
 کہتے کہتے رک گئے کیا سوچا ای جانِ من
 مر کے زندانے چھینکے تو رہینگے قبر میں
 عمر بھر باغِ جہان میں دل کو تو زونا پڑا
 بھولے بیٹھے ہین ہم اپنی ہستے موہوم کو
 حالِ قرآن میں بہشتِ نو کا پردہ کھل اٹھ
 وصل کی شب وہ گلے مل کر کے فرمانے لگے

صورتِ نقشِ قدم چھٹکر ہوئے برباد ہم
 آہ کھینچیں گے نفس میں جس گھڑی صیاد ہم
 دیکھے رکھتے ہین کیسا سینہ فولا دہم
 کیا کرین گے یاد گلشن کو بھلا صیاد ہم
 بعد مردن بھی لہو میں کر کے ٹکویا دہم
 خانہٴ ویران کو کرتے ہین ترے آباد ہم
 دھوڑتے پھرتے ہین خوابِ خانہٴ صیاد ہم
 بے تامل کیسے کرتے ہین جو ارشاد ہم
 بعد مردن بھی ہونگے قید سے آزاد ہم
 کیا چلینگے اس چمن سے اب بھلا دلِ شاد ہم
 رہروانِ ملک فانی کو کرین کیا یاد ہم
 قل ہو اللہ کو پڑھاتے ہوتا گشتِ ادا ہم
 یاد ہین اب بھی تمھیں کرتے تھے جو بیداد ہم

حلقہ نام تم بچھا حلقہ زنجیر کو
 لطف آزادی کا اپنے چھوڑ کر ہرگز کبھی
 یاد آتا بیستون پر جوش وحشت میں جو تو
 نہ کرتے ہیں یہی کہ لکے ہجر یار میں
 جی نہ بھلا جا کے گلشن میں بھی اپنا ایک دم
 مجمع ہیں خاکِ باد و آب و آتش اس میں سب
 فوج کرنے میں توقف گر ہو تجکو کوئی دم
 جاتے ہو عمر گریزان کی طرح سے رو ٹھکر
 فرق حسن و عشق کا ہو میرے اونکے اس لیے
 مرغِ بہشتان شاخ گل پر کتے ہیں بخش ہو کے یہ
 جی میں ہو اب تیلیوں کو تو ذکر ہو میں با
 زلف میں دلوں چھتا پاتا تو یہ کہنے لگے
 ہار پہنا تھا تو غیر دیکھے گلے میں لطف سے

یاد گیسو میں جو کہتے ہیں کبھی فریاد ہم
 قیصر و فقیر کے ہوتے نہ پھر داما دہم
 آب شیرین پر دلائے فاتحہ فرما دہم
 بھولے وہ بیٹھے ہیں کہتے ہیں جسے اب یاد ہم
 یاد قامت میں ہے روتے ہر شمشاد ہم
 یعنی اس پکیر میں ہیں اب پکیر اضا دہم
 دے چھری ہلو گالا کاٹیں ابھی جلا دہم
 بھولیے بھی اب نہ کو پھر کرینگے یاد ہم
 وہ پری کھلائیں اور کھلائیں آدم زاد ہم
 باغبانوں کے ہیں گویا باغ میں داما دہم
 کب تک کج نفس میں پھر کریں فریاد ہم
 دم گیسو خال لانے سے بنے صیاد ہم
 خانہ بر باد میں کچھ بھی ہیں تجکو یاد ہم

<p>ٹاک کوئے یار کی لا کر بنائیں کعبہ اور لطف وہ اپنی پیستی کا سب جاتا رہا</p>	<p>عالم ایجاد میں کچھ تو گرین ایجاد ہم ہجر ساقی میں سب سے متک ناشاد ہم</p>
<p>ٹکڑے ہوتا ہی جگر دل ہی پہ بن جاتی ہو بس ای واحد فرقت میں کرتے ہیں اسے جیتا ہم</p>	
<p>لو دیے دیتے ہیں جان تگمہ نین گریا ہم پہلے آسان جانتے تھے دل لگانیکو تو خواب میں وہ جلوہ فرما کر کے یوں کہنے لگے فج کرنا پیچھے آہلے گلے لگیا مرے کیا عجب میخانہ ساقی سے یہ نکلے صدا منہ پر باتیں بوسہ لب کی جو لائے تو کہا بے ثبات تھے جہان کو دیکھتے جاتے ہیں پر عشق کے دیوانے کو بخیر کرتا ہی جو قصد چار دن بھی سیر گلشن تھی نہ قسمت میں لکھی</p>	<p>سختیاں کب تک اٹھائیں ای ستم ایجاد ہم یہ نہ سمجھے تھے کہ ہو گئے عشق میں برباد ہم کرتے ہیں ویران سرے دکھوں آبا و ہم عید قربان ہو ذرا سے لین مبارکباد ہم بعد اس میکیش کے دیکھو ہو گئے برباد ہم منہ لگائے عجب آخر ہوئے ناشاد ہم دیکھنے پر بھی ہیں انٹھے مثل مادر زاد ہم تو ہی دیوانہ کہ ہیں دیوانے ای فضا و ہم عمر بھر دیکھا کیسے بس خانہ نصیا و ہم</p>

طائرِ جان نے قویہ پرواز کرتے ہی کہا
 اتنی فرصت ہے میں جلدی نہ کرو قتل میں
 پانوں میں ان پھیلا کے تم سوتے رہے آرام سے
 قید کرتا ہوں تم تو ہم نہیں رہنے کے بند
 تو تو تھا مخلوق خالق بن گیا کیوں کر بھلا
 یاد آیا شب کو گلشن میں جو دوسری
 ناشیکبائی سے اپنی عشق میں ہرگز کبھی
 خانہ کو میں ہم اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز
 باغ میں بھی ہم سمجھتے ہیں تے قامت کا یار
 جب اٹھائیں سختیاں بھی صبرِ زیادہ دوس
 ہیں دیوانے کہ دیوانے سے الفت ہی ہمیں
 مانگتے ہیں اور شبِ فرقت خدا سے ہم تان
 پھونکن ہیں ہم اکدم میں گنجِ قارون بھی ہوگا

اس قفس کو تو کیے جاتے ہیں اب پرناؤں
 دیکھ لیں دم بھر نظر بھر کر اسے جلا دہ
 رات بھر کرتے رہے یان تالہ و فرماؤ
 بیرون کو توڑ ڈالیں گے تری صداؤ
 بوجھتے ہوتا اگر اس عہد میں شداؤ
 رات بھر رو باکے بیٹھے تہ شمشادہ
 جان شیریں کو نسبت صورت فرماؤ
 رکھتے ہیں مضمون کو صورت اولاد
 سرو کو شمشاد کو بھی بندہ آزاد
 عشق بازی میں ہوئے مشورتب استا
 بے ستون پر ڈھونڈتے ہیں تربت فرما
 سختیاں کرتے ہیں تیری جب کبھی بھرا
 مسکون کے یا آئی ہوں اگر داماد

بوسہ لپے لیا باتون میں تو کئے لگے	مانتے ہیں تکو بھی اپی حضرت اُستاد ہم
جب اثر دل میں کیا اون کے کما یہ آنے	سکر کرین دل کیا ہو ہو گر قلمہ فولا ہم
وہ سو گو رِ غریبان آکے یوں کئے لگے	رکتے ہیں کئے شہیدِ خنجر بیداد ہم
لیکے دل میرا ملاؤ گے مجھے تم خاک میں	اس طرح سمجھتے تھے پہلے تمہیں اُستاد ہم
عشق سے باز آؤ کتے ہیں وگرنہ ای واحد	کرتے جائیں گے تمہارے ساتھ اک بیداد ہم
پہلے اپنے وقت سے بس نسخہ سودا گئے	کس سے مانگین ای واحد اپنی غزل کی ادھم

ردیفِ نون

سہلاے رنج و غم مجسا کوئی انسان نہیں	آفتابِ حشر بھی صبحِ شبِ ہجران نہیں
دلینِ جہان کے سب باقی کوئی ارمان نہیں	قابلِ حسرت ہمارے چان بھی ایجان نہیں
چاہتا ہوں جب علاجِ علتِ خود رنگی	بیخودی کہتی ہو غفلت کیسے درمان نہیں
مازکی کو تازہ ہوم سے ترے ای جانِ جان	مازنین تجا زمانے میں کوئی انسان نہیں
بوسے الفت جسمیں ہو بس اوسے ملنا چاہیے	جسکو ہو الفت نہ انسان کی وہ کچھ انسان نہیں
میری صحت کی طیبیوں کو عیشِ تاب فکر ہی	درد وہ رکھتا ہو نہیں جو لائقِ درمان نہیں

تیر گئی بخت سے کیا خوب پائی ہو سزا	کب سیر و تیرا ای شام شبِ پیران نہیں
خانہ بول کو مے ویران نہ سمجھو ای بتو	دشت آباد جنوں ہو خانہ ویران نہیں
بال کو سکھلا کے رخ پر چھوڑ کر کہنے لگے	ابھکل اس سرزمین پر ابرہی باران نہیں
سوز الفت بزم عالم میں ہر اک کے دلین ہی	کون پروانہ خوش معِ رخ جانان نہیں
درد ہی حسرت کبھی حرام کبھی ماتم کبھی	خانہ دلمین کوئی انکے سوا مہمان نہیں
سب ہیں گریاں قطرہِ شبنم پر سارے اشک ہیں	گلشنِ ایجا دین کوئی بھی گل خندان نہیں
زلف کو چھوڑا ہی چہرے پر تھنسیے بھی ضرور	لطف ہو کیا ابر کا گر برق بھی خندان نہیں
چار درجہ زندگی کے کٹ گئے سب رنج میں	جز مے انسان لطفِ خیر کوئی انسان نہیں

چھوڑ کر بتخانہ کعبہ کیوں نجائیں ای احد

ہاتے پہلو میں وہ بت غارتگر ایمان نہیں

خالِ رخ کو کب خیالِ چہرہ جانان نہیں	کون کتا ہو کہ ہند و حافظِ آں نہیں
وصل کی شب حالِ دل کچھ آپ پر نہان نہیں	اب نہیں سننے کے کچھ ایجا جان ہم مان نہیں
دشتِ دل رکھتی ہو قیدِ تعلق سے جدا	کب بزمِ بے گل جامے سے ہم عریان نہیں

روتے ہیں دن رات ہم یادِ رخِ دلدار میں
 یاس ہو اس درجہ جُٹ پوچھتے ہیں جالِ دل
 دیکھتا ہی جو مجھے حیران ہو جاتا ہو خود
 آہواؤں ٹھکر چلے جاتے ہیں پلوے مرے
 کب نہیں پیشِ نظر ہو جلوہ زنگ بہار
 دیکھیے گر غور سے تو مروتِ عشاق ہو
 کب نہیں چاہے دہری سے دستِ محبت کو ہوشیار
 شور ماتم رہتا ہی برپا دلِ عشاق میں
 پھنس گیا کج بخت خود دامِ بلا میں جلے آپ
 صورتِ پروانہ جلتے ہیں دلِ عشاقِ بیاں
 اپنے کو ٹھٹھے پر وہ مہر و جسطح ہو جلوہ گر
 ہو کے عریان تو پٹپٹا ہو تو لگاتی ہو آگ
 صد قے تیرے ناز کے قربان تیرے انداز

تر ہمارا الشک سے کب گوشہِ دلان نہیں
 نامرادی کتبی ہو دلیں کوئی ارمان نہیں
 او خیالِ یار مجساد و سرا حیران نہیں
 پر یہ سن لیتا کہ میری جان بھی اچان نہیں
 دامنِ نظارہ میں کب گلِ خندان نہیں
 یاسِ حسرت کے سوا کوئی بھی ان گریان نہیں
 چاک کب اپنا گریبان دیکھو تا وہاں نہیں
 کتابِ دلِ حل تیرے باعثِ صفِ شگاہان نہیں
 تجسا دنیا میں دلِ نادان کوئی نادان نہیں
 پیٹھی اچھی تھی شمعِ رخِ جاہان نہیں
 اس طرح بامِ فلک پر اختر تابان نہیں
 شعلہِ جوالہ ہو ایجان تنِ عریان نہیں
 بے ترے اب چینِ دم بھر بھی مجھے ایجان نہیں

حسرت دیدار ہو گزنگ چھاتی پری
ہم بھی کیا دھونی مٹائے اور جان نہیں

دیکھے گر غور سے تو ماتم عشاق ہیں

کب یہ پوش او احد شام شمعِ ان نہیں

بہار آئی ہو بخت کے سامان جاتے ہیں

رخ رنگین کے جانب پہنچتے جاتے ہیں

ترمی اٹھکلیوئے خون کھانچتے جاتے ہیں

ستارے کفش کے تیری دم رقرار گر کے

بت پردہ نشین سے وصل اپنے نرات ہتا ہے

محبت کی نظر سے دیکھتے ہو وہ دم مجھ کو

ٹھکر سبزہ خط ہر طرف سے ہے رنگین پر

سنوای حضرت دل تم خیال لے جاتے دو

مٹانا نقش ہستی کا ہو منظورِ نظر شاید

پریشان آپٹانے سے وہاں کرتے ہیں گیسو کو

بلے جان شورِ عندیباں ہوتے جاتے ہیں

ہزاروں گبر کبے میں سلمان ہوتے جاتے ہیں

اسی قمار میں پال انسان ہوتے جاتے ہیں

فروغِ حسن کھرِ رخشان ہوتے جاتے ہیں

دلِ پوس سے باہر ارباب ہوتے جاتے ہیں

تھامے عاشق شیدا اچھاں ہوتے جاتے ہیں

تے سب بخدا کے نگہبان ہوتے جاتے ہیں

تھامے ساکھاب ہم بھی پریشان ہوتے جاتے ہیں

جو ہم پر روزِ ظلم کی چرخ گردان ہوتے جاتے ہیں

یہاں مجبور خاطر پریشان ہوتے جاتے ہیں

<p>مریضِ غم کے حق میں فصلِ اوٹکا زنگانی ہو ہلے پاس لاتی ہو اوڑا کر نکست گیسو تری رنگت کے آگے او بہارِ عارضِ جان ہزاروں نیم بھل سیکڑوں بچانِ عالم میں نہ کیونکر خارِ حسرت کی جگہ ہو غنچہ دل میں نہیں صبرِ تانی کی کوئی او جو شمشاد سواری اوس گلِ عنالی سے گلشن آتی ہو</p>	<p>لبیبین کے لمبے آبِ حیوان ہوتے جاتے ہیں صبا کے آج ہم ممنونِ جان ہوتے جاتے ہیں پیشانی لالہ و سرسبزِ ریحان ہوتے جاتے ہیں لگاوٹ سے ترے او تیغِ برن ہوتے جاتے ہیں خزانِ بھولے پھلے کیا کیا گلستان ہوتے جاتے ہیں مقتل خانہ زنجیرِ زندان ہوتے جاتے ہیں ترے مطلبِ تواریخ خوشحالان ہوتے جاتے ہیں</p>
<p>کہا لوگوں نے جب کراحد بھی متے ہیں تو فرمایا کہ کھدوانے نادان ہوتے جاتے ہیں</p>	
<p>ترے رخ کے جلوے عیان ہو گئے ہیں بجز پنج کے منہ نہ کیا خوشی کا سمائی ہو الفت تری اس طرح پر نہوے بیان کا کھلا ایک عقد</p>	<p>سہ و مہرِ شعلِ کتان ہو گئے ہیں جدانجسے ریحانِ جان ہو گئے ہیں جداپوست سے استخوان ہو گئے ہیں اسی فکر میں بے نشان ہو گئے ہیں</p>

تصور تھے تیر مرگان کے قاتل	مے دل میں نوکِ شان ہو گئے ہیں
یہ کہتے ہیں وہ حالتِ غم کو سنکر	یہ قصے تو پہلے بیان ہو گئے ہیں
دکھایا ان آنکھوں نے سیلاب کیا کیا	یہ آنسو بھی آبِ روان ہو گئے ہیں
یہ کہتی ہو قاتان و کسرے قسمت	تم ایسے بہت خاکِ یان ہو گئے ہیں
تبدل زمانے کا یہ رنگ لایا	کہ کمزف بھی شعرِ خان ہو گئے ہیں
ہو ارشک تا تار و بت کو جب سے	تے بالِ عنبر نشان ہو گئے ہیں
خدا کے لیے او کو موت چھوڑ قاتل	تہ تیغ جو نیمہاں ہو گئے ہیں
کیونہیں چینِ فرقت میں انکی	یہ دلبر اذیتِ رسان ہو گئے ہیں
کہا کرتی ہو خاک سے روح اپنی	کیسے لیے بے نشان ہو گئے ہیں
جنہیں کجکلا ہی کا تھا اپنے غزا	تہ خاک وہ بھی نہاں ہو گئے ہیں
رقیبوں نے کیا جانے کیا کہا ہو	کہ بیطرح وہ بدگمان ہو گئے ہیں
دکھائیں نہ کیوں رنجِ بدلے خوشی کے	کہ دشمن مے آسمان ہو گئے ہیں

احد مجھے کہتا ہو وہ شوخ ہنسکر

بہت آپ تو ناتوان ہو گئے ہیں

<p>دلے قسمت ساقی معجز نما ہو میں نہون دل فقط زلفِ تباں کا بتلا ہو میں نہون جس جگہ پر میرا حاصلِ عا ہو میں نہون جس زمین پر بخدا میں کج ادا ہو میں نہون مستعد جب قتل پر قائل ہوا ہو میں نہون بلبلِ سدرہ ہو عفا ہوا ہوا ہو میں نہون ہجر میں بس روحِ غالب جدا ہو میں نہون یا آئی جب خن ان کی بان ہو میں نہون کھڑکیوں کا جب ترے پردہ اٹھا ہو میں نہون ایسی مسادِ ردِ دل کی جیٹا ہو میں نہون وہ بتِ کافر اگر مجھے جدا ہو میں نہون میرے سر پر آسمانِ غم گرا ہو میں نہون</p>	<p>لطفِ مری ہو باغ ہو کالی گٹھا ہو میں نہون روحِ کہتی ہو وہ پابندِ بلا ہو میں نہون اوسکے کوچے میں بنواؤں بچ بھی ممکن ہو بھلا ہو دعا یہ حشر تک کیوں نہ دے آسمان کیون نہو شوقِ شہادتِ بدیہی سے گلا مرغِ دل کتا ہو تھے بامِ پرامی شاہِ حسن سختے فرقت نہیں اٹھتی دلِ بیتاب سے بلبلِ نالانِ گستانِ مین دعا کرتی ہو یہ وحشتِ دل تیرے کوچے سے نکالے حیف ہو تو جو نیچے وصل کا پیغام شادی مرگ ہو ای خداوندِ دو عالم روح بھی نکلے مری یہ دعا ہو جب زمین کو چھ جاناں چھٹے</p>
---	---

ای واحد شرم گنہ دان تک مجھے جانے ہی	
جب سر تخت عدالت کبریا ہو میں نہوں	
<p>اوسی کا فرکی الفت میں ہم اپنی جان کھینچتے ہیں فراقِ یازمین دود و پر چپ چپ کے روتے ہیں شہید و نہیں دُخِ داخل ہو کے زیرِ خاک سوتے ہیں وہ جسم نہ چھو تازک کو دریا میں ڈبوئے ہیں دلِ دان سے حق میں کٹنے آج مٹتے ہیں بسانِ شمع جلتے ہیں مثالِ ابر روتے ہیں کبھی ہوتے ہیں غمش ہم سے کبھی آنرہ ہوتے ہیں ذرا پوچھو تو اون سے آج یہ کس طرح سوتے ہیں سحر کو اوٹھ کے لاش کے سہانے نہ کو دھوئے ہیں بدن کو جسکڑی دریا میں ڈال سکے دھوئے ہیں قیامت کے لمحہ میں سوینوالے لوگ ہوتے ہیں</p>	<p>سہ و خورشید جبکو دیکھ کر شرمندہ ہوتے ہیں بھرا تا ہی جو دل اپنا کبھی فرطِ محبت سے ہوے ہیں قتل جو دستِ نگارین سے تل گمان ہوتا ہو اک عالم کو اکثر شاخ مر جا کھٹانے ہیں گلِ خسار کو اپنے جو خوش ہو کر عجب عالم ہو ہر فرد بشر کا تیری محفل میں نہیں رہتے ہیں اکسان ایک دین صاف نہ کر گزر ہوتا ہو او نکاح قبر عاشق پر تو نہ کہتے ہیں شبِ فراق کے سونے والو نکاح یہ حال ہوتا ہو گلابِ عطر کی پانی میں بوجہ معلوم ہوتی ہو نہ اوٹھنے کے زمین سے صور کے ٹھکے تھکے</p>

<p> کبھی سر کو پٹکتے ہیں کبھی اٹھ اٹھکے دوتے ہیں اسی منزل میں سر پر ہاتھ رکھ کر گتے ہیں کہ دیتے ہیں جانے لوگ ہیں دھوئے ہیں دو زیر خاک فرش خاک کس طرح سوتے ہیں عبث تخم محبت مزرعِ دلین یہ بولتے ہیں ہم اپنی چشم تر سے جامہ ہستی کو دھوئے ہیں لبِ علین پڑتے ہیں جب تک بال ہوتے ہیں یہ گردِ ابلیس دیکھیں کس کس کو ڈبوتے ہیں سکے ہیں بکلتے ہیں کھجور کھجور ہیں نمایان وزنِ بوار میں بھی کوئی ہوتے ہیں جو پوچھیں تم کہاں سے آئے حاضر کنا ہوتے ہیں کوئی دم میں رخصت عالم فانی ہوتے ہیں تھارا نام لے لیکر کے وہ ہر خطہ دوتے ہیں </p>	<p> شبِ فرقت میں دیکھو آگے کیفیت تڑپنے کی صد آتی ہو یہ ہر دم لبِ گوہرِ غریبان شکایتِ یوفانی کی نہ تم میری کبھی کرنا نہ تھا جز فرش گلِ بنابین تیر جیسے جی حبکا نہالِ عشق میں کہتے ہیں پھل لگتے نہیں دیکھا نہ سمجھو میرے رونے کو عبث امی ہر موہر گز نظر آتا ہے عالم چشمہ حیا نہیں ناگن کا وہ مثلِ موج لہرتے ہیں لہو کو جو دریا پتا قاصد یہ رکھنا یاد اکثر اسکے کوچے میں جہاں یہ دیکھنا پھر اوس جگہ یہ بھی نظر کرنا نظر آئیں جو روزِ نین تو جھک کر بندگی کرنا ہم سے خط کو دیکر یہ زبانی افسے کہہ دینا جو پوچھیں اسکا باعث کیا ہو تو پھر سے کہہ دینا </p>
---	---

تصویریں دہتے ہیں عجبات ہواب کی	نکلتے ہیں شیتے ہیں کوئی لفظ سنے ہیں
جو کچھ ہوں نرم ان باتوں سے تو پھر صاف کہنا	تمہاری مہربانی ہو تو پھر وہ اچھے ہوتے ہیں

کہا دیکھو احد کو کوئی پھر ہم کل سنے ہیں
خدا جانے کہ وہ ہر خط کیون چھپکے پڑتے ہیں

بہب حال اگرچہ بہت خراب ہو نہیں	جو غور کیجے زمانے میں انتخاب ہو نہیں
گناہگار ہوں گرچہ بہت خراب ہو نہیں	نظر کرے جو تو محشر میں حساب ہو نہیں
جہا نہیں کہنے کو گو بندہ شراب ہو نہیں	نظر جو کیجے تو بس طالبِ ثواب ہو نہیں
دکھا کے چہرہ پر نور کو وہ کہتے ہیں	زمین پر مہ و خورشید کا جواب ہو نہیں
یہ چرخ نیلی کی عادت ملی ہو دو نو کو	جو برق ہنسنے میں دہروں میں سجا ہو نہیں
یہی تمہاری عدالت کا مقتضا ہو بس	ہوں غیر لطف کے خاطرِ اعتبار ہو نہیں
بجایہ بوسہ لب پر سزا ملی مجھ کو	گناہگار ہوں اور قابلِ عتاب ہو نہیں
نہیں غرض تھے دم تک کسی سے ایسا	جہا نہیں یا رخم و ساغر شراب ہو نہیں
کے جو ذبح کوئی لوٹنے وہی لگائے	بعیبت ہوں کیسا خطرِ اب ہو نہیں

<p> جو کوہ و دشت میں پھر کر خین اب ہونین پریشہ سینہ و دل صورت کیا اب ہونین پس قنایہ کدین پر اضطراب ہونین کھائے رنگ طلسمات وہ جاب ہونین نہ اوٹھو پاس سے بیٹھو پر اضطراب ہونین خیال یار میں ہوتا مثال خواب ہونین جو آسمان پہ سے او تری مکتا اب ہونین نہ آؤں نہ ہن میں غیر و نکلیا خواب ہونین کیلی بزم کی نسبت خیال خواب ہونین زمانہ کھاتا ہو چکر وہ انقلاب ہونین بچشم دیکھو تو بس چشمہ پُر آب ہونین تھائے ملنے سے اب تک اجتناب ہونین براق کے شب معراج ہر کاب ہونین </p>	<p> مرد صورت فراد و قیس ہون دونوں جلایا آتش ہجران نے اس قدر بجو زمین کو ہو تزلزل عجیب حالت ہو مری قناسے ہزاروں ہون موج زنج با بوقت نزع یہ عزم مکان بجبا ہو رقب حال سے کیونکر مے پتا پائین کیسے مصیبت رخ کا یہ صاف ایما ہو سوائے دوست کے گر لاکھ سرٹپک مارین اگرچہ زندہ ہون پر دور کے سب سے اب نگاہ اونکی یہ پھر کر کے صاف کستی ہو زبان سے پوچھو نہ احوال میرے رونے کا بتونہ سمجھو مجھے خاص اپنا بندہ تم تسا صاف یہ روح القدس کے دلین تھی </p>
---	---

<p>فرغ دیدہ خوشید و ماہتاب ہونین مثال ابرہان دیدہ پر آب ہونین</p>	<p>یہ خاک پائے بت خوش خصال کہتی ہو دوان وہ برق کے مانند ہستے ہستے ہیں</p>
	<p>احمد مدینہ ہو مدفن مرا پس مردن سُہے نصیب کہ خاک و رجناب ہونین</p>
<p>وہی شب کو فلک پرنگے سب اختر نکلتے ہیں گئے اپنی نظر سے خود سہ و اختر نکلتے ہیں شب میں فلک جگمگای اختر نکلتے ہیں تمھی ہر جان دینے کو یہ کیا اختر نکلتے ہیں سیاہی کچھ لیے گردن اب اختر نکلتے ہیں گھٹا گھٹا درمیں چھپ چھپ کے یہ اختر نکلتے ہیں تجھی کو دیکھنے اور غیرت اختر نکلتے ہیں چڑھاتے ہیں دُشمنہ اختر کو جب اختر نکلتے ہیں تو کیا اس راستے پر دین بھی اختر نکلتے ہیں</p>	<p>شکرے میرے نالوں سے جواب اکثر نکلتے ہیں مقابل میں تے جت کبھی دہر نکلتے ہیں چھپی بالونین پر افتان چین یاد آتی ہو جو جاتے شکو ہو تم بام پر یہ ٹوٹے بڑتے ہیں شب ہجران میں دودل کا ایسا چھا گیا عالم نہیں افتان چین کی اونکی چھپتی ہو زلفون شب ہو ذرا سا بام پر آ جا کہ ہم اکثر تجلی پر دزدان کی ایسے اپنے نازان بتر جو زلفون کے تصور میں خیال آتا ہو دزدان کا</p>

ارادہ شام سے افکار ہو مجھے پاس آنے کا
 ہجوم و لہران اونکے نکلتے مین یہ ہوتا ہو
 رخ و دندان کو تھے دیکھ کر شہر بے سیکر
 چڑھے تھے حسن کے زور و قی یار بے دیکھا ہو
 بھٹک جاتا ہوں جس شب کو مین راہ وادی اُلفت
 مقابل مین رخ و دندان کے دونوں کو جانا ہو
 چمک بالونین افشان چین کی دیکھ کر تیری
 نہیں ممکن مے خورشید رو کے سامنے مین
 چمک مین تھے دندان کی چمک جو نہیں پاتے
 مقابل مے گلرو کے کوئی گلرو نہیں ہوتا
 فلک کا رتبہ حاصل ہی زمین شعر کو اپنی
 جنون اجلہ گاہ ناز شاہد کچھ ہی قی ہی
 تھے تو سن کے سہم سے چوڑے تھے خاک کے

کہ صر سے طالعِ حفتہ مے اختر نکلتے ہیں
 کہ جیسے گرد مہ کے سیکڑوں اختر نکلتے ہیں
 ہم شرمندہ اور ناد مہ و اختر نکلتے ہیں
 نگاہِ خلق مے اوتھے ہوئے اختر نکلتے ہیں
 تو اس شب کو فلک بھی نہیں اختر نکلتے ہیں
 ہم اک جانِ قالب مہ و اختر نکلتے ہیں
 لباسِ شب مین کیا ماتم زدہ اختر نکلتے ہیں
 اوتھے جب ہیں وہ کوٹھے مے اختر نکلتے ہیں
 کفِ افوس کو ملتے ہوئے اختر نکلتے ہیں
 کہ جیسے شمس کے آگے نہیں اختر نکلتے ہیں
 نکلتے ہیں جو مضمونِ نیک وہ اختر نکلتے ہیں
 پھپھو لے پانوں مین صورتِ اختر نکلتے ہیں
 وہی ذرے فلک بنکے سہ اختر نکلتے ہیں

پھچھو لے پانوں نہیں آنکھوں میں آنسو داغ سینے میں پرافشان تھی جبین کھر کے زلف اپنی لگے کہنے جو ثابت ہیں ستارے وہ عدد کو آج ثابت ہیں شبِ قات کا عالم چھا گیا ہو روزِ ہجران ہے احد کچھ غم نہیں ہو کہ وہ خوش یا کہ ناخوش ہیں	مے طالع کے کیا کیا دیکھو تو ختر نکلتے ہیں ذرا دیکھو تو کیا اس رات میں ختر نکلتے ہیں جو سیارے ہیں سب سے بخت کے ختر نکلتے ہیں سیہ بختی سے میری نکو بھی ختر نکلتے ہیں عدو تک دست ہوتے ہیں نیک ختر نکلتے ہیں
--	--

دردِ زمانِ جان کے احد لکھے ہیں مضمون مے دیوان میں جو نقطے ہیں ختر نکلتے ہیں	
--	--

جو نہ کن بھر ہستی میں کہی خود سر نکلتے ہیں بگڑنے پر بھی ہکو مرتبہ بننے کا حاصل ہے نکلے سے نہ نکلیں گے نکالیں لاکھ گرا نکو دم تقریر تنگی دہن سے وہ ہن تگی میں چھپی ہو شانِ آرایش میں کیا صورتِ خرابی جگہ ہے کو دی تھی میں نکو اپنی آنکھوں میں	جہاں بونکی طرح دم بھر ہوا بھر کر نکلتے ہیں جہاں کے دوش پر خاک ہونے پر نکلتے ہیں کب اندر لے یہ غم لے دن باہر نکلتے ہیں دہن سحر نہ نکلیں گے دیکر نکلتے ہیں بگڑتے لاکھوں میں جس وقت نہ نکلتے ہیں عبث یہ طفلماے اشک باہر نکلتے ہیں
---	---

صدا آتی ہو یہ فرما د اور محبوب کی تربت سے
 قدم لیتی ہو آرایش بھی جھک جھک کے انوکھا
 شرارت کرنے بیٹھیں کسی سے ڈرتا رہتا ہوں
 مجھے وہ دیکھ کر بولے پتاہ عشق ہیں دیکھو
 اشارا ہو یہی اوس ترک کی اپانکی چوٹ کا
 صفت میں نے جو کی ہوئے رنگین کی ترانچا
 ہوائے شوق گر جلوئے دکھائے روئے رنگین کے
 نظر بھر بھر کے تجھ کو دیکھتے ہیں یہ سسکتے ہیں
 اونھیں بھولیں نہیں بایمان دستِ منا کی
 جو رکھتا ہوں تخیل انکے اونکے روئے رنگین کا
 تصور تیرے مزگان اور خیر کے بھی اوقال
 رہائی کی نہ رکھ امید اونکی زلف مشکب سے
 تصور ہی میرا تابا کی شرمندہ جو کرنے کا

عجب یہ خاک کے پتلے بھی رنگ نہ نکلتے ہیں
 عجب انار سے وہ آنج بکر بکر نکلتے ہیں
 کبھی جو طفلہائے اشکات باہر نکلتے ہیں
 ہجومِ باسِ حسرت کا لیے نکر نکلتے ہیں
 اجل سے کدو آئے لیکے ہم خیر نکلتے ہیں
 مے ہر شعر میں مضمون می پکیر نکلتے ہیں
 تعجب کیا ہوا پر تو پری پکیر نکلتے ہیں
 تیرے بھل کے یوں ارا تہن خیر نکلتے ہیں
 مری تربت کی جانب جو وہ پکیر نکلتے ہیں
 یہی سب اہم بن کر پری پکیر نکلتے ہیں
 جو وہ نشتر نکلتے ہیں تو یہ خیر نکلتے ہیں
 شکار اس نام سے امدل کہیں نہ نکلتے ہیں
 تو ہر شب بام پر بن کر پری پکیر نکلتے ہیں

تو نالے پڑا اثر دیکھیں نہیں کیونکر نکلتے ہیں	تتا ہو کسی پازیب کی جھکاؤ بنائیں
مرے مضمون بھی از روز دن ہی نکلتے ہیں	تصور جو را کرتا ہو اونکے روئے رنگین کا
بنات اسکو سمجھے پارہ شکر نکلتے ہیں	دہم تقریر دیکھو تو یہ کیا شیریں پانی ہو

شبِ وصلت گلے گلے فرماؤ گے مجھے

احد بتلاؤ تو ارمان بھلا کیونکر نکلتے ہیں

غضب کے مردم دیدہ بھی دوگر نکلتے ہیں	مسخر چشم سے کرنے کو جب دہر نکلتے ہیں
بدنیں موتیے کا عطر وہ ملکر نکلتے ہیں	بڑھانی ہو گلون کے روبرو جو آبرو اپنی
نہیں معلوم طفل اشک کیونکر نکلتے ہیں	خبر رسدے اب امی تسلی خانہ دل کی
بزرگ مردم دیدہ جیسا پرور نکلتے ہیں	جسے دلبر سمجھتے ہیں ہی انہم رنگین میز
قدم لیتی ہو آرایش جو وہ ہنکر نکلتے ہیں	کیسی زیبائیت باعثِ توقیر زینت ہو
ابا دول تجھے لے ہم جھپٹا ہو کر نکلتے ہیں	قریب مرگ سبارمان فل پر ٹپکے بوئے
رگوں سے خاک میری چاکر نشتر نکلتے ہیں	ہوا ہون جیتے جی مٹی میں امی جوشِ جنون ایسا
یہ کیوں روتے ہوئے آنکھوں سے نشتر نکلتے ہیں	مے رگمے تنہیں تو گئے تھے شوق سے لیکر

قیامت میں بھی شہرت ہی تری مکت کی نظار	دبا کر پاؤں کو سب فتنہ محشر نکلتے ہیں
نہیں معلوم میاؤں کی کیا آفت مچائی ہو	چمن سے آج مرغان چمن مٹھتے ہیں
تصور تیری مرگان کے شبِ بخت میں ایقا	رگ جان کے لیے ہر ایک شتر نکلتے ہیں
دل اپنا کوچہ دلبر میں جسدِ شور کرتا ہو	پکڑ کر اتھ سے پہلو کو ہم مضطر نکلتے ہیں
بگڑ جاتے ہیں حرفِ مدعا سکر وہ قاصد	ہمارے دکھ ارام دیکھیں کیوں کر نکلتے ہیں
کمان یہ شوخیانِ عشوہ کر شمن از غیر نہیں	بتان ہند اکثر فتنہ محشر نکلتے ہیں
پتا ملتا نہیں فرقت میں دلیر سے کیا گدزی	جو اشک نکھونے اپنی آج کچھ مضطر نکلتے ہیں
گلے پر پھیر کر خنجر مے کتا ہو وہ قاتل	چٹا دیتا ہوں خون اس کے کچھ جو ہر نکلتے ہیں
گلے میں ڈال کر باہر بولے صل کی شبہ	بتاؤ دکھ ارام سے تم کیوں کر نکلتے ہیں
خدا جانے ٹھکانے کب لگے گی اپنی محنت یہ	تلاشِ یار میں ہمست ہم مضطر نکلتے ہیں

احد پاؤں احد کو تو پھر جانے ندون گز

مگر مجبور ہوں اکثر میں وہ اکثر نکلتے ہیں

بڑو نہیں ہم سے اچھو نہیں ہم بہتر نکلتے ہیں

بہر حالت شریکِ بزمِ خیر و شر نکلتے ہیں

شگفتہ ہوتی ہو ہر شے جد و جہد مگر نکلتے ہیں
 جگر بھی افرات فرات بھی نون ہیں پڑ خرابی کے
 دوپٹا اور حاکم کتا ہوں کو ننگے تو کہتے ہیں
 اثر بھی کچھ کچھ میری محبت کا تو ہونا تھا
 کیسی شوخی دستِ خانی کے تصویر میں
 شوق بھی سنہ چھپا لیتی ہو اپنا پردہ شب
 جوجی میں آتا ہو کہتے ہیں ہم زندہ نکو حل جگر
 قضا کا ہو ہانا پڑ گا ہن جان لیتی ہیں
 جو کتا ہوں نکلتے ایک بھی ارمان سے اب تک
 اثر دکھلا یا گلہ دیو کی الفت نے پس دیا
 دم گلکشت گلشن کہتے ہیں غان گلشن سے
 تلاشِ یار میں اکثر جو سر کے بل میں چلے ہوں
 وہ دزدیدہ نگہ سے دلو اب تکتے ہیں ہلے میں

بہار باغ فصلِ گل میں ہو کر نکلتے ہیں
 مے دشمن چیرا ہی لہو پیکر نکلتے ہیں
 حیا ہن پردہ غیرت میں ہم چھپ کر نکلتے ہیں
 خدا کی شان ہو میری طرح مضطر نکلتے ہیں
 مری آنکھوں نے سخت دل لہو ہو کر نکلتے ہیں
 جو سندی شام کو وہ ہاتھ میں ٹکرتے نکلتے ہیں
 کبھی جو حضرت ناصح سُو منبر نکلتے ہیں
 اجل سے بھی زیادہ یہ پری پکر نکلتے ہیں
 تو وہ کنس پرن سے کہتے ہیں کنس نکلتے ہیں
 چڑھانے پھول تبت پرے دہر نکلتے ہیں
 چمن میں آج موج بوی گل نیکر نکلتے ہیں
 پھپھو لے پاؤں کے بے مے سر پر نکلتے ہیں
 جنسین باخیر سمجھتے تھے وہی شہر نکلتے ہیں

کفن کی جا ذرا دیکھو تو یہ شوقِ شہادت ہو	کہ کھسک کر جامہ ہستی کو ہم سر پہ نکالتے ہیں
غبار اپنے پٹے دامن جو انکے اوڑھے تو بولے	کیسے دل کے ارمان خاک ہونے پر نکالتے ہیں
پٹ جاتا ہی پاؤں سے پسِ مردن غبار اپنا	مری تربت کی جانب سے جو وہ بکھر نکالتے ہیں
جدا سب سے نگہِ پچی خرام آہستہ آہستہ	پیشمانِ قتلِ ناحق سے وہ یون ہو کر نکالتے ہیں
بناوٹ سے ہماری قبر پڑتے ہیں ماتم کو	نکھر کر سوگ کے پردے میں بھی ہمیں نکالتے ہیں
غبار و نمین جو باقی تھی تنہا کچھ لٹپنے کی	بگولے کی طرح سے باز کھڑک کر نکالتے ہیں
کہا کڑھتا ہی دل اپنا احد کو کوئی دیکھو تو	سنا ہی وہ دو پٹا ڈال کر سنہ بڑ نکالتے ہیں

کہا دیکھو احد کو کوئی پھر ہم کل سے سنتے ہیں	
جو اسکے گھر میں جاتے ہیں وہ بس رو کر نکالتے ہیں	

بتائیں حال کیا کیوں امیبتِ غافل تڑپتے ہیں	ہمیں تھا ناز جس دلیہ وہ دل تڑپتے ہیں
پڑے ہیں خاک پر حالتِ اپنی اب ہو ای قاتل	بدقت سانس لیتے ہیں بصدکل تڑپتے ہیں
کیا قتل ایک عالم کو و لیکن بے بددی	نہ دیکھا مڑ کے تو نہ کس طرح بھل تڑپتے ہیں
نہیں ہوں فرقت جانا نہیں خالی ایک مضمطر	جگر بھی اور دل بھی پاؤں مے شامل تڑپتے ہیں

لگا بہ خدا اک ہاتھ مشکل اپنی ہو آسان
 شبِ مہ میں زمین پر دیکھ کر چلتے ہوئے تجکو
 مری پتائی کو وہ دیکھ کر گوئی نہ ہوئے
 غضب کی دی خدا نے بملانِ ناز کو طاق
 رہا کرتی ہو صحبت گرم وانِ نراتِ غیر و
 گزرتے جاتے ہیں سب آشنا اس بحرِ فانی سے
 اجازت جائیکی اندر نہیں ملتی تو باہر سے
 اوہ صحرِ غیروں کے ملنے سے تجھے فرصت لگے تو
 عجب حالت ہو اپنی آج کل بس صورتِ سہل
 تو وہ لیلیٰ ہی جسکا شور اک عالم میں ہی بڑا
 ستارے رات بھر گنتے ہیں نیند آتی نہیں ہو
 تماشا ہی عجب اک آج اوس قاتل کے کچے ہیں
 نہ بڑ جائے کہیں تا داغِ خون پھر سے نہ بچ

کلیجہ نہ کو آتا ہی جب ای قاتل تڑپتے ہیں
 ستارے آسان پر ای مہ کامل تڑپتے ہیں
 حصولِ مدعا مشکل ہو لا حاصل تڑپتے ہیں
 زمین ہلجاتی ہو جوقت ای قاتل تڑپتے ہیں
 یہاں ہم بسترِ غم پر عبث امی دل تڑپتے ہیں
 ہمیں بیٹھے ہوئے بس اک سببِ حل تڑپتے ہیں
 کیسکی دیکھ کر آرایشِ محفل تڑپتے ہیں
 ادھر بھی بوسہ لب کے ترے سائل تڑپتے ہیں
 تجھے ہم دیکھ کر امی رونقِ محفل تڑپتے ہیں
 ہزاروں صورتِ مجنون پس محل تڑپتے ہیں
 تجھے ہم یاد کر کے بس امی غافل تڑپتے ہیں
 کہیں نادان تڑپتے ہیں کہیں عاقل تڑپتے ہیں
 ذرا ہتھیار ہو جا ہم اب ای قاتل تڑپتے ہیں

سافر وہ ہیں منزل تک پہنچنا جنگاں تک ہی	قدم اوٹھتا نہیں بس چکر منزل تڑپتے ہیں
لگا کر تیغ بھگو ہنس کے قاتل مجھے یوں بولا	سنبھل جاؤ نہ تڑپو تم کہیں عاقل تڑپتے ہیں
عجب اوس جٹ کے کچے میں تاشا دیکھتے ہیں ہم	کہیں عامل تڑپتے ہیں کہیں کامل تڑپتے ہیں
سنایا رون کا آگے قافلہ منزل تک پہنچا	ہمیں پیچھے فقط اسی حسرت منزل تڑپتے ہیں
لگا کر تیغ لوگوں کو وہ قاتل ہنسکے یہ بولا	تڑپنے ہی کے تھے یہ لوگ بس قاتل تڑپتے ہیں
وہ آغوش تمنائیں نہ آئینگے کبھی اپنی	عبث ہم جان کو دیتے ہیں حاصل تڑپتے ہیں

نہ سر ٹپکو نہ تڑپو تم احد کہنا مرا مانو	عشق لاکھ ہو لیکن کہیں عاقل تڑپتے ہیں
---	--------------------------------------

مرتے ہیں جسکے عشق میں اوسکو خبر نہیں	آہ جگر خراش میں بالکل اثر نہیں
ہم بھی طریق مہر و مروت سے پھرتے ہیں	دل میں تمھارے جاے محبت اگر نہیں
خال سیاہ یار کی الفت میں زاہدا	کافر ہوے ہیں سجدہ بُت سے حذر نہیں
پوچھو نہ ابتداء شب غم کا جبر	وہ شام ہی کہ جسکو امید سحر نہیں
درپیش راہ منزل معدوم سبکو ہی	وہ کونسی ہو روح کہ جسکو سفر نہیں

<p>حامل کوئی نہیں ہے خطِ اشتیاق کا کعبہ سمجھ کے توڑتے ہیں دل کو اور بھی</p>	<p>ای فرخِ دل سوائے تیرے نامہ پر نہیں سچ تو یہ ہے بتوں کو خدا کا بھی ڈر نہیں</p>
<p>ہم تو احد ہیں خوفِ قیامت سے بے جا آرام سے وہ ہیں جنہیں محشر کا ڈر نہیں</p>	
<p>نہیں ہے عشق میں کچھ لطف اس زمانے میں ہزاروں پیچ ہیں نہ لفوفے دل بھسانے میں پہا ہی خون جگر غم کو بہنے کھا یا ہے دل و جگر کی طرف دیکھو وہ کہتے ہیں تلاتے دل ہو تو تم بٹ غریبوں کا جو آئے پاس ہو میرے تو پھر بے خدا کمان وہ قند مکر میں لطف امی دلبر گئے جو شوق سے مقتل میں تو یہ باعث ہے پھڑک کے طائرِ جان بس گل ہی جاہیگا</p>	<p>تمام عمر گزر جاتی ہو بہانے میں کہ بال بال ہو تکلیف غم کے کھانے میں اثر دیا تھا یہی میرے آبِ دانے میں اڑتے دونوں کو ہیں ایک ہی نشانے میں مزا بتاؤ تو ملتا ہی کیا ستانے میں کرد نہ شرم و حیا مجھے منہ دکھانے میں ملا مزا جو ہیں منہ سے منہ ملائے میں ہم اپنی زلیست سمجھتے ہیں سرکشانے میں جو آج بھی کہیں تاخیر کی پھر آنے میں</p>

وہ مرغ ہوں کہ میں صیاد کے فقط ڈر سے	رہا نہ چین سے اک دن بھی آشیانے میں
ہر اک کے سامنے تحقیر سے نہ دیکھو تم	میکھا آپ کو نظروں سے کیا گرائے میں
شب وصال نہ آؤ تو پھر بہین آئیں	نہو جو خوف و خطر کچھ ہمارے آئے میں
پھلا نہ پھل کوئی جزیاس محسرت و حرمان	ملا یہ نخل تمنائے لگانے میں
تھیں بتاؤ کہ مکو ملا بھلا کچھ بھی	ہمارے کعبہ دل کے تو یہ ڈھانے میں
اوڑا یا خاک کو کوئے صنم سے جو تونے	ملا صبا تجھے کیا اسکے پھر اوڑھنے میں
اونھیں کے تیرنگہ کا ہون میں بھی بے خمی	جو قتل کرتے ہیں عالم کو آنکھ اوڑھنے میں
جو قتل کرنا ہو کیجے گلایہ حاضر ہی	کرو نہ سوچ سمجھ تیغ کے لگانے میں
لو میں بھی جانب ملکِ عدم روانہ ہوں	تمھیں نہیں جو توقف یہاں سے جانے میں
گرتے روز ہوا اور گالیان بھی دیتے ہو	بتائیے تو ہی کیا فائدہ ستانے میں
ہر ایک بات میں لوگوں سے جو بگڑتے ہو	بگڑا ہی جائیگا منہ تیوریاں چڑھانے میں
یکالے آئے ہیں پینے کو سمجھو آبِ حیات	دہن پر زلف نہیں آئی ہو نہانے میں
نہ توڑوا سکو ورنہ پڑیگی پھر دقت	ہمارے شیشہ دل کے تو بنانے میں

جو پاس آنا ہمارے ہی توحید آؤ	کرو نہ بہر خدا عذر آج آسنے میں
کہا کسی نے جو عاشق کو کیوں ستاتے ہو	تو بولے ہنس کے مزا ملتا ہی ستانے میں
جنون نے ساتھ پھوٹا جو مرنے مرنے تک	تمام عمر کٹی خاک ہی اوٹانے میں

تمام خلق میں بدنام اور ذلیل ہوئے

احد ملا یہی بس ہکدول لگانے میں

بہار گل چین میں آئی ہو بلبل چمکتے ہیں	بڑا صیاد کا ہو ہم قفس میں سر پٹکتے ہیں
شہادت کی ہوس ہو صورتِ بلبل چمکتے ہیں	ازل سے ہم میان کو چہ قاتل سے کٹتے ہیں
جو وہ گل و کبھی گلشن میں جاتا ہی تو پھر ہر گل	سرا پا چشمِ حسرت بنکے کس حشر سے تکتے ہیں
زمین پر عکس اوس خورشید رو کا جبکہ پڑتا ہی	شعلہ مہر کی صورت ہر اک ذرے چمکتے ہیں
ہوا ثابت یہ معنی نصلیٰ سے مجھے نہ صبح	بڑے یہودہ گوین آپ کیا یہودہ کہتے ہیں
چڑا لیجانیکا شاید ارادہ آج ہو اونکا	جو پہلو میں وہ دزدیدہ نگہ سے دلو تکتے ہیں
پس مردن بھی سری خاک سے شاید مکد ہیز	جو تربت پر مری آتے ہوے دامن جھکتے ہیں
جواب بد دماغی دون دماغ اپنا کہاں الیا	دماغ حضرت ناصح پھر اپنی کچھ وہ کہتے ہیں

خیال تنگ آغوشی مراجب او نکو آتاہو	تو اکثر تنگی جامہ سے وہ اپنی جھپکتے ہیں
جو پوچھا گایان دیکھئے کیون نہم دل بوج	لگا کر آگ دل میں ہم یونہیں اپنی جھپکتے ہیں
بھلا اب خاک نکلیگی ہماری آرزوے دل	تیرے شمشیر قاتل اور ہم دم بھر سکتے ہیں
ہوے ہیں جیسے ہم اونکی کمر کے چاہنے والے	عدم والے عدم میں تب میری ایتکتے ہیں
خیال روئے تابان میں جو میں بہوش ہوتا ہوں	پسینا پونچھ کر اپنا مے منہ پر چھڑکتے ہیں
ہماری قبر کو وہ شوخ ٹھکرا کر لگا کئے	پڑے سوتے ہو تم اللہ سے ہم تمکو تکتے ہیں
نکل کر مانگ کی الفت سے عشق زلف کر بیٹھے	چلے جو راہ سیدھی چھوڑ کر تو اب بھٹکتے ہیں
نزاکت کے سب سے دو قدم چلنا بھی مشکل ہو	جہل کھاتی ہر زلف اونکی تو وہ خود بھی لچکتے ہیں
نہیں بس میں قصور شعہ رخسار تابان کچھ	جھٹک اس شمع مرو کی دیکھ کر ہم خود لپکتے ہیں
نہیں بھولے ابھی تک خیال بیابان میرا	تجھے دست تنایا دکر کے وہ جھپکتے ہیں
وہی نام خدا سے ہی ابھی عالم لڑکپن کا	پکڑتا ہوں جو میں دامن تو وہ اب تک جھپکتے ہیں
گریبان چاک اپنے جامہ ہستی کا ہوتا ہو	پہنکر جب قباے چست وہ سینہ مسکتے ہیں
دم رقار سو بجا ہو او نہیں انداز کیا طرہ	نزاکت بھی قدم لیتی ہو جدم وہ لپکتے ہیں

کما لوگون نے حالِ زار کو میرے تو فرمایا	کوئی پوچھے تو جا کر اونسے کیوں وتے ملکتے ہیں
خدا حافظ ہی بس اب نگہِ چند روزہ کا	تپِ فرقت کی حالت بڑھ گئی اعضا دہکتے ہیں
بنے ہیں دستِ قدرت سے سراپا نور کی صورت	ہو اسے مثلِ سوج شمع محفل میں لچکتے ہیں

احد اس گلشنِ ایجاد میں گر غور سے دیکھو
تو بس سنتے ہیں اس مستی پر جو غنچے جھکتے ہیں

تجھے ملے تو خوب شد ورنہ تو جان گنو اے ہیں	در پرتے تو دل میں یہ سوج سمجھ کے آئے ہیں
بزم سے اوسکی ادھکے ہم گھر میں جیسے آئے ہیں	حسرت و یاس و رنج و غم ساتھ میں اپنے آئے ہیں
ہاتھ میں تیغ لیکے تو رک گیا کیوں بنا تو سچ	قل ج کرنا ہی تو کر سکو تو ہم جھکائے ہیں
وصل ہو تجھے دیکھیں کشتِ قہر ہی ہو دلایا	ہجر میں تھے بارِ غم سر پہ تو ہم اوٹھائے ہیں
قصہ بکچے جانے کا جانے نہ دنگا ہو جو ہو	شکر خدا مرے یہاں بھولے سے آپ آئے ہیں
چھپنے کا حال یہ نہیں سچ کو کام کیا کیا	ہاتھ میں اپنے کسکا دل آپ بھلا چھپائے ہیں
عذر نہ مانے کا ہر یہ آپ میں آؤں گا وہاں	مندی لگا کے آج وہ رنگِ نیلا جو لائے ہیں
شوق سے آکے کوئی دم آنکھوں میں سے بیٹھے	غیر کی بزم سے جواب نہ کے خفا اوٹھ آئے ہیں

<p>اپنی کمان ابرو کو کھینچا ان تبون نے پھر جانیے اؤ کھا آنا جب آئیں جو پاس ملا ناز کو اونکے دیکھے آئے جو خوابین کبھی آنا ہمارے پاس جو نہ نظر نہیں ہو آج وہ جو گئے ہیں باغ میں لطف کو خچہ چھوڑ کر اپنا کہیں یہ حال کیا جوش جنون کے فیض سے آتے بھلا وہ کیوں یہاں بعد فنا نصیب تجھے بتائیں حال کیا ہونا تھا جو وہ ہو گیا</p>	<p>دلین جگر میں سینے میں تیز گہ لگائے ہیں جلوہ ہزار بار یون خوابین تو دکھائے ہیں آنکھوں میں مگر کے ایک دم خانہ دلین آئے ہیں مندی بہانے لے سنتے ہوئے لگائے ہیں پھولوں کے دلین آج وہ بو طرح سٹائے ہیں داغ کمرچ داغ نو فصل میں گل کے کھائے ہیں جذبہ دل سے سبب قبر تک وہ آئے ہیں ہجر میں تھرے خون دل آنکھوں سے ہم بہائے ہیں</p>
<p>دنیا کے لوگوں کو احد دوست سمجھو تم کبھی کوئی نہیں ہوا اپنا یاں جتنے ہیں تے اپنے ہیں</p>	
<p>پھنسا کر دام گیسو میں دل ایجاں جہاں سو گلے مل کر کے غیروں نے مزے لوٹے وہاں سو فراق پار نے شل کمان خم کرو یا جسکو</p>	<p>اندھیری راتیں لوٹے ہیں تو نے کاروان پر سو تپتے رہ گئے ہم بستر غم پر یاں پر سو رہا تقدیر کی صورت کبھی پر استمان پر سو</p>

نہ عرض حال اپنا پاکے موقع کر کے آخر
 وہ کچھ شکر کے حال مرد و غم کہنے لگے ہنسکر
 اجازت کو چہ جانا کی حاصل ہوگی تب اسکو
 ہوئی حالت مری امی ترک شوق شہادتین
 کہا ہر خواب میں اکدم کہیں تجھے وہ فرمائے
 اجازت دہی ہر تہیہ سخاں نے مری پستی کی
 تب ہجر صنم کی آتش افروزی فرادیکھو
 مری دیوانگی سے شور زندانین رہا برپا
 پھنسی جب دام میں بلبل لگی ڈو کے یون کہنے
 قصور پوسہ لب لبس اب عفو بد خوئی
 شفیع حشر فرمائے گئے محشر میں او سے لاؤ
 نہ کہ امید امی دل او سے جلدی وصل ہونکی
 چھپاؤ کچھ نہ باتیں ہمسے کہنا ہو جو کچھ کہدو

ہی بس نام کے خاطر مے منہ میں بان برسوں
 ہوگی ختم شاید آپکی یہ داستان برسوں
 پڑھے گریبل نالان گلستان بوستان برسوں
 بنین مرغ بسمل کی طرح تڑپے ہی جان برسوں
 رہا ہی نام ادس غافل کا جب دوزبان برسوں
 کیا ہر لغزش پاکے کامے جب امتحان برسوں
 جلیں بعد فنا بھی قسب میں چہ ڈیان برسوں
 نہ سوئیں چین سے اکدم بھی پڑ کر پریان برسوں
 قفس میں خون ولانے کا خیال آشیان برسوں
 سنائیں گایان تو نے مجھے او بد زبان برسوں
 گھسا جسے جبین سے میرا سنگ آستان برسوں
 ابھی تو منتظر رکھیکے کہنا اون کا بان برسوں
 تھکے تو ہے ہین امی تو ہم راز دان برسوں

کٹے جاتے ہیں منِ فرقت کے دنِ صلیب کے آئینے	نہ گھبراؤ دلِ مضطر رہے گاشادمانِ برسوں
خدا کا لا کرے منہ دشمنوں کا بنگے باعث	ہے شکوے گلے کچھ اونکے سیے دریاں برسوں
نہ جایگا ہمارے دل سے لطفِ وصلِ تیک	ہیگی یاد تیری مہربانی مہربانِ برسوں
پھنسو مت عشق کے پھنڈ میں کہتے ہیں ابھی ہم	کنوئیں جھکوا یگا تکو خیالِ نو خانِ برسوں
رہا مجوس زندانین مگر شکرِ خدا پھر بھی	صبا لائی اوڑا کر بے زلفِ یاریاں برسوں
نہ پڑاؤ دل تو اسکی چاد میں نہ سمجھ لے تو	زندان کی محبت بھی جھکائیگی کنواں برسوں
میں وہ مرد و درگاہِ خداوند و عالم ہوں	نہ کھائیگا گسبان بھی سیری ہڈیاں برسوں
ہوا حاصل ہی بس ہمو اس دل کے لھانے	تپ ہجر صنم نے محکور کھانا تو ان برسوں

<p>احد بعدِ فنا یہ اپنے یاروں کا ہوا عالم ملا ڈھونڈے سے تربت کا نہ اونکے پھر نشانِ برسوں</p>	
نہ ڈھونڈھے سے ملا اپنا کہیں اعلانِ نشانِ برسوں	تو نے عشق میں ایسے ہے ہم لامکانِ برسوں
شریکِ دم رہا آخر یہ سوئے گراں برسوں	خیالِ زلفِ جانا نہیں ہے کشفِ جانِ برسوں
اوٹھائے لطف کے کہنے سیرِ بوستانِ برسوں	ہے گلشنِ ترا پھولا پھولا ای باغبانِ برسوں

یہ باعث ہو ہے غم سے جو ہم آشفۂ جان برسوں
 نہ ڈھاؤ خانہ دل کو ہاے ای تو ہرگز
 کٹیں راتیں بہت آرام سے جب تک بھلے دن تھے
 اونھیں موقع نہیں اکدن پکے بخوفِ خطر ہو کہ
 تصورِ رات دن نہ لگا ان شغلہ رو پونکا
 میں وہ مقتول ہوں جسکے لہو کے ذائقے پھر
 گلابان کے منہ کاٹ کے تب جاکے پونچھی ہیز
 تپ ہجرِ صنم نے کی ہو ایسی آتش افروزی
 حقیقت تب گھلتے نکو مے دل کے ستائشی
 نہیں ملتی کہیں مج کو جگہ دم بھر ٹھہرنیکی
 صفت مینے جو کی ہو گیسو خمدار جانا نکی
 گیارہ دل سے نہ اپنے زندگی بھر عشق جانا نکا
 رہا وحشت کا اپنے سلسلہ زندان میں بھی باقی

خم زلف و تائین دل رہا اپنا نہان برسوں
 اٹھانے سے نہیں اٹھنے کا کر یہ کان برسوں
 بغل میں آکے سو یا اپنے وہ آرام جان برسوں
 کہا میں نے ابھی ترساؤ گے بوسے کہ ہاں برسوں
 جلائیگی ہمیں پھر آتشِ عشقِ تباہ برسوں
 تری تلو اور چائیگی بس اس قاتل زبان برسوں
 ہسی ہیں آسیاے چرخ میں جب ڈیان برسوں
 جلے ہیں شمع کے مانند مقرر استخوان برسوں
 کرو تم بھی کیسکو پیار جب ای مہربان برسوں
 ابھی شاید پھر ایگاہیہ دورِ آسمان برسوں
 رہا ادبجھا ہوا اپنا کچھ اندازِ بیان برسوں
 شریکِ دم رہا ہو کر کے یہ تکلیف جان برسوں
 صبا لائی اوڑا کر مجھے زلفِ یاریاں برسوں

<p>خدا کے واسطے باز آتو ان ظلموں سے اور ظالم جو یاد آیا کبھی ظالم کا چلنے میں ٹھہر جانا مجھے بھی شش جہت میں جستجو جلی وہی دیکھو مرا ہوں آتشِ فرقت میں جل کر جبکہ باعث ہے</p>	<p>ترسے تیرنگہ نے مجھ کو رکھنا نہ جان برسوں تو فرقت میں مجھے آئی ہیں بہم چمکیاں برسوں نظر کی طرح آنکھوں میں رہا اپنی نہان برسوں ہم ابھی کما کے پتہ ایگامیری ہڈیاں برسوں</p>
<p>ہماری ناتوانی دیکھ کر لوگوں سے وہ بولے احد بیمار تھے شاید نصیب و شیمان برسوں</p>	
<p>نالے دو چار دل انگار کروں یا کروں ترک الفت میں دلِ زار کروں یا کروں قبر کو میری یہ ٹھکر کے لگا کنے وہ شوخ مرغ دکو یہ لگا دیکھ کے کنے صبا دل تڑپتا ہی جگائے گنگے تو ایزد ہوگی تیغ ابرو کا اشارہ صفِ گانے یہی تجسسے مینا بنی دل پوچھتا ہوں آج کی تا</p>	<p>شوِ محشر میں پیار کروں یا کروں زندگی بھر میں اسے پیار کروں یا کروں فتنہ حشر کو بیدار کروں یا کروں دامِ گیسو میں گرفتار کروں یا کروں جی میں آتا ہو کہ بیدار کروں یا کروں کشتہ چشم سے تلوار کروں یا کروں نالہ کوئی بھی دل انگار کروں یا کروں</p>

او کی آنکھ کا اشا و مری آنکھ سے بہر	مردم دیدہ کو بہار کروں یا مکرون
وعدہ وصل میں دیکھو تو تردد یہ احد	سج میں بیٹھیں قرا کروں یا مکرون

رویف او

نئے انداز کی شوخی سے کیون نیت کے خواہان ہو	او دھڑا آئینہ حیران ہو ادھر تم آپ حیران ہو
وہ فرماتے ہیں جیسے عاشق کیسے پہچان ہو	او داس ایسے احد کیوں صورتِ شامِ غریبان ہو
دوئی ظاہر میں ہر بہن میں اب مجھ کا سامان ہو	مثل مشہور ہر الفت میں تو قالبِ بن کج جان ہو
وہی محسن ہر کامل الفتِ رخ میں جج نالان ہو	اذان سے جو کوئی کہے میں نے اچھا مسلمان ہو
کبھی تشریف فرما خانہ دیدہ میں ای جان ہو	تماشا پلیوں کا دیکھو گراس گھم میں مہمان ہو
جو تو صحنِ حمن میں ناز سے ای گل خرامان ہو	قدم لینے کو تیرے قدمِ شرمنا یاں ہو
صدا آتی ہو کیوں غفلت میں تم ای ہلستان ہو	بزنگبے گل اس باغ میں دوس کچھ مہمان ہو
دم گریہ تصور گر حسنِ ارمِ ناز کا جان ہو	قیامت ہو پیا لیکن غریقِ بحرِ طوفان ہو
بزنگبے گلے راز چھپ سکتا نہیں ہے	دہن کا اونکے مضمون گرچہ غنچہ میں بھی نہان ہو
عجب بازار الفت کا بھی اولٹا پٹا لکھا ہی	نگاہوں میں تلے جو جنس وہ قیمت میں لہرزان ہو

سُوسِجد چلا میں تو کہا یہ ہنسیکے اوس بستے	رہو بندے تہوں کے کہنے سنے کو مسلمان ہو
شکایت کی نہ مٹنے کی تو فرمانے لگے دیکھو	نظر آئے وہ کیونکر جو نظر سے آپ پہنان ہو
وہاں اغیار سے ہو گرم صحبت ہم بیان تپیز	مئے لٹے کوئی یون اور کسی کا خاک مان ہو
یہی مطلب عیان ہی صاف خال دے جانے	بنے ہندو جو کوئی تو کوئی بیشک مسلمان ہو
نشان ملتا نہیں ملک عدم کے جانیو لوگنا	خدا را چپ یہ کیوں او ساکن شہر خوشان ہو
گزید چشم ز گس سے خدا محفوظ بس رکھے	بارک جاتے ہو جاؤ تھیں سیر گلستان ہو
مقابل ابر تر کے چشم تر ہی لطف ہو جسم	زمین پر تو ہو خندان آسمان برق خندان ہو
زمانہ تک بھی تابع آپ کی نیز گیون کا ہو	طلسم دہر تم اس عالم امکان میں ایجان ہو
عبث یہ پوچھتے ہو تم کہ تباؤ تو ہم کیا ہن	سرور دل ہو تسکین جگر ہو راحت جان ہو
زمین پر سے چڑھایا آسمان پر کی خط منہ	گھٹے کیون غم سے جب ہننے کا تم توابان ہو

احد جو رات بھر بچپن سہتے ہو تو تباؤ

خیال گیسو شیرنگ میں کسکے پریشان ہو

رقیب مانگے جو بوسہ تو کچھ حذر بھی نہو	یہ کیا غضب ہو کہ میری طرف نظر بھی نہو
---------------------------------------	---------------------------------------

اثرِ ماہی بھی عاشقی میں کیا یارب	تڑپ تڑپ کے مرین ہم اونچین خبر بھی نہ
جو پاس آکے کہیں ایک دم ٹھہر جاؤ	تو پھر مجھے کبھی دردِ دل و جگر بھی نہ
بُرا ہو عشق کا ایسا خراب حال کیا	جو جائیں محفلِ جانان میں تو گزر بھی نہ
جو خود وہ آتے نہیں ہتھن کیا غضب ہو بھلا	ہمارے نالہ جانسوز کا اثر بھی نہ
وہ کام حضرت دل تسک کو چاہیے کرنا	نہو جو نفع تو کچھ اوسین چہر سر بھی نہ
نہیں وہ آتے تو اندھیر کیا ہی یارب	شبِ فراق کا مٹہ کالا ہو بھی نہ
جو شب کو کیسے ٹھہرنے کو تو گہڑتے ہو	تمام رات نکیو نگر پھر دستِ سر بھی نہ

بشرین وہ بھی شکایتِ احد یہ بجا ہی

بشرین ہو جو نہ شر نام پھر بشر بھی نہ

یہ شہادت ہی تھی کیا مجھ خستہ تن کی آرزو	تھی مری تفتدیر شاید تیغزن کی آرزو
کاٹا خود اپنے گلے کو جبنا دس سے کہہ کا	پڑ گئی اپنے گلے اوس تیغزن کی آرزو
زندہ جاوید محسوس کر دیا اک وار میں	زندگی آئی تھی بسکری تیغزن کی آرزو
یہ سمجھ کر کسے سر جینگے میری لاش سے	روئی ہو کیا کیا پلٹ کر تیغزن کی آرزو

عشقِ ابرو بے سبب دلیں بنیں اپنے ہوا
 سر کے جب تک سرچائیگی نہوگی مخلصی
 اس قدر شوقِ شہادت ہو کے گر قتل وہ
 خود گلے کو کاٹ کر اپنے مرا جاتا ہو نہیں
 مین نہ آتا بھو لکر بھی جانبِ ہستی کبھی
 سرفروشی کا بھی پر خاتمہ ہو سو چلے
 پھر مین نندہ ہون کے وہ قتل یہ ہوا تظار
 جب چلا قتل کی جانب مین تو اسد ری شہی
 قتل اکدن ہو گا اب بیشک مین اس کے ہاتھ
 ابرو قاتل کا اب رہنے لگا مجاہد خیال
 دم نہ نکلے رات دن تڑپا کروں میں خلعت
 قتل ہونے پر مین آمادہ ہوں اسکو ہر گز
 ٹکڑے ٹکڑے لاش ہو برباد اسکی مٹی ہو

بنے آئی ہو قضا اس تیغرن کی آرزو
 ہو گلے کا بار اپنے تیغرن کی آرزو
 روح بن جائے ابھی اس تیغرن کی آرزو
 دلے حسرت خوب نکلی تیغرن کی آرزو
 کھینچ لائی ہو عدم سے تیغرن کی آرزو
 رخ کر لگی پھر کدھر اس تیغرن کی آرزو
 تکتی ہو حسرت سے جاکو تیغرن کی آرزو
 آئی لینے کو مرے اس تیغرن کی آرزو
 بنگی قسمت مری اس تیغرن کی آرزو
 گھر لگی کرنے ہو دلیں تیغرن کی آرزو
 اب یہی شاید کہ ہو اس تیغرن کی آرزو
 کم ہو میری آرزو سے تیغرن کی آرزو
 باقی ہو کیا کیا ابھی تک تیغرن کی آرزو

وہ قاتل ابرو خمار ہون میں ادا حد

مدتوں روئگی محب کو تیغرن کی آرزو

ای جنون نکلی نہ کچھ مجھ خستہ تن کی آرزو
مر گیا میں اسکی گردش کا مزا جاتا رہا
پھل لگا تلوار کا نخل تمنائیں مرے
پانی دیتا یمن رہون یہ پاؤں لکڑا کر
اس سمجھ پر تیری اسی پر فلک تھہر پڑیں
نامرادی کہتی ہو کیا ہوش و صلت اگر
شمع و کو حال سوز دل جو لکھنا ہو مجھے
باغ میں جائے تو دھو دھوپا تو کھو تیرے پیسے
ای جنون دشت جنون میں ہمری مٹی غریب
نکست زلف معبر بس گئی بھولو نہیں آج
سر سے پاتک آتش فرقت نے پھونکا ہو مجھے

رگہئی غربت میں رُو رو کرو وطن کی آرزو
ملگئی سب خاک میں چرخ کُسن کی آرزو
خوب نکلی بوسہ سیبِ ذقن کی آرزو
مرتے مرتے تک تھی یہ زخم کُسن کی آرزو
خاک میں تونے ملائی کو کُسن کی آرزو
میں کین بنجاؤں اور پیا لشکن کی آرزو
ہو سواد و دودِ شمعِ انجمن کی آرزو
مدتوں سے ہو یہ مرغانِ چمن کی آرزو
محبو غربت میں نہیں غسل و کفن کی آرزو
خوب برائی عروسانِ چمن کی آرزو
بنگیا ہون آج شمعِ انجمن کی آرزو

<p>بندگی بھی کیجیے سجدہ بھی اگر کیجیے دشتِ غربت میں مائیں گے کہیں تو اس چو زلف کے سودے میں ایسے دل پریشان خاطر وصل ہو گا خاکِ احسرت بھلا کیلگی کیا وادیِ غربت میں بھی اسنے چھوڑا اپنا وصل شیریں ہو نہیں تو جان ہی فرقت میں در بدر کرنا پریشان کر کے میری خاک کو جب یہی ہو حکم ہو دروازہ زندان بھی بند</p>	<p>تو بہ تو بہ یہ ہی اوس تو ہشکن کی آرزو خاک اور ایگی یہاں بسوٹن طن کی آرزو ہر خطایہ ہو جو تاتا ر و ختن کی آرزو نامرادی نگہی پیاں شکن کی آرزو بیکسی بنکر کے آئی ہو وطن کی آرزو جان پر کھلی ہوئی ہو کو کہن کی آرزو باقی ہر اتنی ابھی چسپاں کہن کی آرزو خاک کیلگی اسیران کہن کی آرزو</p>
	<p>وادیِ غربت میں اپنی بیکسی سے امراحد روئی ہو کیا کیا پلٹ کر کے وطن کی آرزو</p>
<p>خواہشِ رخ ہون زلفِ شکر کی آرزو بیکسی و نامرادی ساتھ اب چھوڑنگی کیا گوں کتا ہو کہ آنکھیں اسکی صید فکں نہیں</p>	<p>دیر و کبھی میں ہوں شیخ و بہن کی آرزو شامِ غربت نگہی سچ وطن کی آرزو اوس نگاہ آہو کش کہ ہر ہرن کی آرزو</p>

باغین اکدن دہ گل بھولے سے آجائے کہین
 خاک ہونا ہی مالِ کار ہر جباہی فلک
 بیکسی نے مجھ کو غربت میں یہ بیکس کر دیا
 سودو گر یہ مثلِ پیرے چاہیے عاشق میں ہو
 نکمت گیسواوڑا کر کے کہیں لائے صبا
 کیون نہ غربت میں ہے ہر دم وطن کا اب خیال
 تو اگر صحرا کی جانب صید کو جائے کبھی
 جب یہ سمجھے ہم کہ اکدن خاک میں مل جائیگا
 نامرادی لے مرادین تیری سب سے ہی ہوئے
 تو وہ شیریں ہو کہ تیرے شوق میں بعد فنا
 وعدہ کر کے وصل کا خود منحرف ہو گیا
 ہو بہارِ باغ کی بھی آنکھ فرش راہ آج
 دفن ہوں گلشن میں ایسیا دہم بعد فنا

ہی یہ مدت سے عروسانِ چین کی آرزو
 کیلئے آخر کرین تجھے کفن کی آرزو
 رو رہی ہو اپنی قسمت کو وطن کی آرزو
 ہی یہی مدت سے شمعِ انجمن کی آرزو
 ایک مدت سے ہی یہ مشکِ ختن کی آرزو
 بنگئی یادِ وطن اہلِ وطن کی آرزو
 آنکھ فرش راہ ہو یہ ہرن کی آرزو
 خاک پھر مغل کی ہو یا گلابدین کی آرزو
 قبر میں ہی پاؤں لٹکائے کفن کی آرزو
 سر کو اپنے پھوڑتی ہو کو کہن کی آرزو
 بنگئی قسمت مری پیاں شکن کی آرزو
 جانے کس گل کو ہی سیرِ چین کی آرزو
 ہو فقط اتنی اسیرانِ چین کی آرزو

بوسہ رخسار مانگا تو لگا کئے وہ شوخ ایک دن بھولے سے جانکلا جو سیر باغ کو آج زاہد بھی ہوئے بدست پی پیکر شراب قدروانان سخن جتنے تھے وہ جاتے ہے	پہلے منہ نہواؤ تو نکلے دہن کی آرزو بوسے گل میں بس گئی ادس گلہن کی آرزو خوب نکلی ساقی تو ہوش کن کی آرزو کیا کرین ابای احد ہم کسب فن کی آرزو
--	---

رویف ہمز

دیکھتے ہیں آج کل وہ شوخ اکثر آئینہ خوب حیران صورت اصلی کو ہوتا دیکھ کر دیکھ کر کے جلوے صلیع روز ازل ینک بد کے واسطے مقصود خود بینی نہیں ہونگے انسان دیکھ کر خود بین اگر ہوتی خبر دیکھتے ہیں غور سے کیا آپ اسکی طرف کاش ملتا تو کدیتا ہوں کو تو نے کیوں قبر میں اک آئینہ رکھ دیتا تھا اسکی ضرور	ہو رہا ہی وقت کا اپنے سکندر آئینہ کاش لیجاتا خدین بھی سکندر آئینہ ہو نہیوں حیران بنکراؤ سکندر آئینہ ہم ہیں سمجھے اپنے دکھو اس سکندر آئینہ توڑ دیتا ہاتھ سے اپنے سکندر آئینہ بادشاہ وقت ہوا رہی سکندر آئینہ کر دیا خود بین بنا کر اس سکندر آئینہ دیکھ لیتا بعد مردن بھی سکندر آئینہ
---	---

اسطرح اقلیم دل پر کب حکومت تھی بھلا	کرو یا ہننے دکھا کر کے سکندر آئینہ
رکھ پا ہوتا کسی نے تو محمد میں بعد مرگ	دیکھ لیتا چشمِ حسرت سے سکندر آئینہ
ای تو خود بینی پر اثر اتنا یہ اچھا نہیں	لیکھا آج سب بٹا کر کے سکندر آئینہ
تو وہ شاہنشاہ ملکِ حسن ہی ہوتا اگر	ہاتھ میں لیکر کے دکھلاتا سکندر آئینہ
دیکھ لیتا صورتِ خاکی کی صورتِ بعد مرگ	لیکھا ہوتا کفن میں گر سکندر آئینہ
صورتِ خالق ہو سہیل و سہیل صورتِ خلق کی	صورتِ دل ہو نہیں سکتا سکندر آئینہ

ای احد رہتا ہی ہر دم روئے بے یار	
اندون رکھتا ہی کیا بخت سکندر آئینہ	

نیک ہو یا بد نہیں ہی کہنے پر در آئینہ	رہ برد ہو کر کے کس دیتا ہو نہ پائینہ
مہربان وہ گلبند ہو اب تو تجھ پر آئینہ	داسِ نظارہ میں بھرے گلِ تر آئینہ
اس ادا سے تو نے دیکھا افسونگر آئینہ	رگیا ہی چشمِ شوق دید بنگر آئینہ
لیکھا تھا خطِ مراد ان پر تو رخسار سے	بنکے آیا سایہ بالِ کبوتر آئینہ
یہ نہیں ہی جلوہ دلہ اردل میں جلوہ گر	ہو گیا ہی پر تو رخ سے منور آئینہ

دیکھیے گاک تک آخر بندہ پرور آئینہ	انتہا بھی آخرش خود بینی کی ہی پائین
دیکھنے کو آئی ہو زلف مغز آئینہ	بے سبب زلف سیاہ یار چہرے پر نہیں
آئینے کو مارتا ہی دیکھو تپسہ آئینہ	سنگونی سے ترا دل توڑتا ہو دل مرا
ایک جاہلین مجمع خورشید و آخر آئینہ	سینہ زور خسار و پشیمانی نہ سمجھیں انکو آپ
آسمان سے مہر و سہ آ جاہلین نگر آئینہ	تو وہ ہی خورشید زور گرد دیکھنے کا شوق ہو
منہ چھپائے مجھے خود پردہ بین ہو کر آئینہ	بد نصیب ایسا ہو نہیں چاہوں جو آرایش کبھی
لڑ رہا ہو آج کل تیرا مقدر آئینہ	یار کی آٹھون پہرتھے لڑی رہتی ہو آنکھ
نرم عارض کو ترے دیکھے یہ تپسہ آئینہ	دیکھنے کو کسکو دیکھے کون او کی شان ہو
آپ لیتے ہیں تو لین انکو سمجھ کر آئینہ	سنگدل ہونا کیسے کانیکے دل اچھا نہیں
دل کا میرے گریبا بین اہل محشر آئینہ	بے تردد صورت اعمال کو سب دیکھ لیں
کر لیا ہو ایک طوطی نے مسخر آئینہ	سبز خط یہ نہ سمجھو روئے تابان کے ہو گرد

وہ صفائی ہو بیانیہ میے دیوانکو احمد

شاہ حسن کا سمجھنے کے سنو آئینہ

وصل میں ٹٹے نہ لڑ کر سینہ ہو گر آئینہ
 تیرے رخ کے آگے جب ہوا ششدر آئینہ
 تاز سے دیکھا ہو کئے آج رکھ کر آئینہ
 جسطرف رخ آپکا ہوا وسط ہوا بے
 ہاتھ سے اس کے جواب خط جو بازو پر بندھا
 سقف ہو دیوار ہو در ہو زمین صحن ہو
 تو نے دیکھا ہو گاہ تیرے جو اسکو آج
 دیکھ کر کے جلوہ رخسار کو حیران ہو نہیں
 ہو تمھارے روبرو منہ کے بھلا یہ منہ کہاں
 دیکھتے ہی دیکھتے خود دہننے خود دین کی دیا
 عشق کس آئینہ رو سے اسکو ہو حیران ہو نہیں
 اس قدر خود بینی انسان کو نہ ہرگز چاہیے
 جب نہوا وہیں صفائی صورت لہا ریا

دل سے رکھیے گا فرا پہلو بچا کر آئینہ
 دل چڑا لیتا ہو کچھ پہلو بچا کر آئینہ
 بن گیا ہو دید کی صورت سرا سر آئینہ
 دل کا میرے گرنے ہی بندہ پرور آئینہ
 ہو گیا از خود ہی بازو کے کبوتر آئینہ
 کرتی ہو ہر شو کو وہ چشم فسوں گر آئینہ
 کا پتا ہو عرب سے محفل میں تھر تھر آئینہ
 ہو گیا ہو محو جرت کیوں سرا سر آئینہ
 لیکے منہ تو دیکھلے خوشیہ محشر آئینہ
 در نہ کب رہتا تھا ہر دم پیش دلبر آئینہ
 جستجو میں پھر رہا ہو کسکی گھر گھر آئینہ
 دیکھنا اچھا نہیں ہر دم سگر آئینہ
 منہ کی کیوں کھائے نہ پیش دے دلبر آئینہ

<p>سبزہ خط کا نوہی چسورہ پر نور پر کچھ زمانہ ہی عجب جو ملنے والے اپنے ہیں رشتک سے اسبات کے یہ ہو مقابلِ عینِ ہون سامنے آئینے کے بیٹھا ہو وہ حیرانِ مہینہ</p>	<p>ابو طوطی دیکھے گا اسی بندہ پرور آئینہ زنگ ہیں یہ پیٹھ پیچھے اور منہ پر آئینہ کر رہا ہو ای پریر و کاخِ بر آئینہ عکسِ برو یہ ہو یا باندھے ہو خنجر آئینہ</p>
<p>دیکھ کر کے آئینہ کہنے لگے دیکھو احد ٹوٹتا ہو کیا مزے اوپر ہی اوپر آئینہ</p>	
<p>دیکھ لے او گلبدن تیرا دہن گر آئینہ دل سے میرے آپ بخش کا اگر چھین ب صاف طینت وہ ہیں گر آئے کدورت بھی بیانا تو وہ مستِ ناز ہو مچپنے کی خواہش ہو گر دیکھ کر کے عکسِ برو آئینے میں کہتے ہیں تو وہ بحرِ حسن ہو کتہی ہیں موجیں زلف کی تو وہ مستِ ناز ہو رکھ دے کہیں گزانے</p>	<p>صورتِ غنچہ ابھی مٹھی میں لے زرا آئینہ تو کدورتِ زور ہو جائے بنکر آئینہ بنکے جائے ایک دم میں یا نسے جوہر آئینہ ہاتھ میں بنجائے تیرے آپ ساغر آئینہ خوب باندھی تو نے شمشیرِ دو پیکر آئینہ آگئی گر لہر دکھلا دیں گے جوہر آئینہ نیشہ بنجائے ابھی دستِ سب پر آئینہ</p>

دیکھنے سے میرے دل میں آیا ہو بخدا	اگر وہ امانِ نگہ سے ہو مگر آئینہ
عشق ہو مجھ کو جو اس کے سینہ شفا سے	خواب میں میں نے دیکھا رہتا ہوں شبِ آئینہ
سامنے آئیے کے بیٹھا ہو وہ حیران ہو نیز	عکسِ برویہ ہو یا بانسے ہو خنجر آئینہ

اس صفائیِ بیان پر کیوں سمجھیں اور	صفحہ دیوان کو میرے ہر سخنور آئینہ
-----------------------------------	-----------------------------------

تھی دل میں جو یادِ ابروِ خمدار ہمیشہ	پہلو میں چلا کی مے تلو اور ہمیشہ
خونِ نیری پہ قاتل کی مائل طبیعت	بانسے رہا طفلی میں بھی تلو اور ہمیشہ
گردن نہیں یہ سنگِ فسان ہو جو لگائے	قاتل ہے پھر تیزیہ تلو اور ہمیشہ
ابرو کا تصور کبھی جاتا نہیں مجھے	رکھتا ہوں نہیں دل میں تری تلو اور ہمیشہ
حسرتِ زدہ وہ ہوں جو کہیں قتل کیگا	منہ تکتی رہے گی تری تلو اور ہمیشہ
تیغِ نگہ ناز سے کُشتہ نہ ہوا میں	رک رک گئی چل چل کے یہ تلو اور ہمیشہ
وہ گرم طبیعت ہوں کیا قتل جو قاتل	خون تھو کے گی منہ سے تری تلو اور ہمیشہ
ابرو کو بنا کر تے صلح نے کہاؤ	خون کرتی رہے گی تری تلو اور ہمیشہ

وہ سختی جان ہو کہ دم قتل عزیزو	منہ پھیر لیا کرتی ہو تلو ارہیشہ
مٹی ہوا ایسا کہ عوض خون کے قاتل	بس خاک ہی چاٹا کی تلو ارہیشہ
وہ گریان ہو قتل میں اگر قتل کرے گا	خون روئگی قاتل تری تلو ارہیشہ
کیا جانے کیا ہو کہ گلوے رگ جان	رکھتی ہو گا وٹ تری تلو ارہیشہ
وہ سختی جان ہو کہ نہیں قتل جو ہوتا	کھا جاتی ہو منہ کی تری تلو ارہیشہ
خون گرم رگ جان کا بہت ہو مری قاتل	ڈر ہو کہ نہ تر پے کہیں تلو ارہیشہ
اندا ز سپا ہا نہ جو مرغوب ہو او کو	باندھے ہوئے ستے ہیں تلو ارہیشہ
ویران جہان کر کے فقط گنج شہیدان	آباد کر گی تری تلو ارہیشہ
خون کرنے سے ناحق کے شہر مندہ ہوئی ہو	سر نیچے کیے رہتی ہو تلو ارہیشہ
قاتل ہو مے مردم دیدہ کی یہ خواہش	آنکھوں میں ہے آگے یہ تلو ارہیشہ
حسرت رہی مجھ کو نہ کیا نے کبھی قتل	غیرون پر ہی تیز یہ تلو ارہیشہ
جس پر پڑی وہ ملک عدم کو ہوا رہی	ہو برق اجل آپکی تلو ارہیشہ
چڑھ جاتا ہو قتل میں دم اسکا بھی دم قتل	چلتی ہو جوڑک ٹک کے یہ تلو ارہیشہ

خون کرنے سے ناحق کے بلبل یہی قاتل	مقتل میں شیان رہی تلو اور ہمیشہ
مقتل میں جھمکنے کی تھا ہون چلتی ہو قاتل	رقار بدل کر تری تلو اور ہمیشہ
مقتول فاپیشہ تھا الفت کا ہماری	دم بھرتی ہو قاتل تری تلو اور ہمیشہ
قاتل کے نہیں ہاتھ میں ہو دست اجل نیز	قبضے میں قضا کے ہو یہ تلو اور ہمیشہ
وہ سیف زبان ہو نہیں کہ میدان سخنیں	چلتی ہو احد اپنی یہ تلو اور ہمیشہ

وہ کشتہ احد ہون کہ عوض بھو لوئے قاتل

تربت پہ چڑھا جاتے ہیں تلو اور ہمیشہ

پرے میں رہا جلوہ رخسار ہمیشہ	جان لیتی رہی حسرت دیدار ہمیشہ
اندھے جاو حرم سے نور	کعبہ اسے سمجھا کیے دیندار ہمیشہ
ایہاے رخ صاف یہ ہو خال کی جانب	کافر اسے سمجھا کرین دیندار ہمیشہ
منہ دیکھنے کہتا ہوں تو کہتے ہیں ہنسکر	ملتی نہیں یوں دولت دیدار ہمیشہ
اسٹکرے حسن زیادہ ہو تمھارا	باقی رہے یہ گرم بازار ہمیشہ
وہ غیرت یوسف تو ہو بازار جہا نہیں	سکتے ہیں ترے ہاتھ خریدار ہمیشہ

<p>سو جان سے یوسف ہی خریدار ہمیشہ بجلی ہی رہی ہو نگہ یار ہمیشہ آنکھوں میں پھر اکی نگہ یار ہمیشہ سجھا کیے وہ سایہ دیوار ہمیشہ کرتی ہو پیا آپکی رفتار ہمیشہ خون کرتی رہی شوخی رفتار ہمیشہ ہو فتنہ محشر تری رفتار ہمیشہ آغوش تنہا را گلزار ہمیشہ پھٹ پھٹ گئے ہیں اس کسار ہمیشہ ہیں خاکِ شین سایہ دیوار ہمیشہ کہتے ہیں عصا مردم بیمار ہمیشہ</p>	<p>ہو حسن ترار و نق بازار کبھی گر اس خرمن ہستی کے چلانے کو ہمارے آئندہ مری تاثیر نظر تادم مردوں حالت ہوئی افتادگی میں ضعف ایسی عالم میں جدھر دیکھو بس اک فتنہ محشر پانوں میں جو ملنے کا حنا کے تھا اونھیں شوق عالم میں پاشور نہ کیونکر ہو مریدان آمد کی خراو گل رعنا تری سنکر آئندہ مری وحشت میں مری دست دراز دینا میں جو تو دیکھ تو ہم تیری طرح سے سرے کا نہ دُبنالہ ہو کیوں آنکھوں میں لگی</p>
---	--

معتوق احد خوبی قسمت سے جو دیکھو
ملتے ہی ہے مجھ کو — تم کا ہمیشہ

دل لیتی ہو پازیب کی جھنکار ہمیشہ	ہو فتنہ محشر تری رقرار ہمیشہ
سو جاتے ہیں یہ دیدہ بیدار ہمیشہ	دیکھو تو ذرا خفگی بخت دم وصل
ہو ظل ہما سایہ دیوار ہمیشہ	جو کوئی گیا بادشہ وقت ہوا وہ
نفرت ہی رہا کرتا گستاخ ہمیشہ	سو نگہا نہ کبھی ہڈی کو آکرمی اوسنے
کنتی ہو یہ زنجیر کی جھنکار ہمیشہ	نلے یوسین کرتے ہیں ترے عاشق کاکل
رکھ لیتا ہوں مین دامن کسار ہمیشہ	وہ وحشی ہوں فرقت میں جڑوتا ہوں توتہ
جس جا پہ سہے سایہ دیوار ہمیشہ	تربت ہو مری قصر کے نیچے ترے اوجھا
وحشی کی طرح سایہ دیوار ہمیشہ	دشت زدہ وہ تھا مین کبھا گایا مجھے
رہتا ہو کمان اوبت عیار ہمیشہ	لجائے کہین مجھ کو تو یہ پوچھو نہیں اوس
ایذا مین سہے اوبت عیار ہمیشہ	ہوتے ہو جو عاشق تو یہ کہتے ہیں نہ کنا
ڈھونڈھا کیے معشوق طرہ دار ہمیشہ	تا عمر رہا سلسلہ احسن پرستی
ہو پیش نظر صورت لدار ہمیشہ	کچھ فرق نہیں حاضر و غائب میں سمجھنا
بٹہ نہ یوں سب کچھ انکار ہمیشہ	ہو وصل کی شب بوسہ لب دیبے مجھ کو

کس نہ سے زبان سے مین کہوں شکوہ بیداد	پہلو مین دل اونکا ہو طرہ فدا رہیشہ
پتھر گئیں یاں روتے ہی روتے مری آنکھیں	لیکن رہا تھ سہی دل یار ہمیشہ
ہم نیک کریں جان جہان یا کہ کریں بد	پر آپ کے آگے ہیں گنہگار ہمیشہ
ہو آسرا یاں اور وہاں ابھی کا حضرت	چھوڑیگانہ دامن یہ گنہگار ہمیشہ

فرمایا کہ دیکھ آؤ احد کو کوئی جا کر

سنتا ہوں کہ کہتے ہیں وہ بیمار ہمیشہ

حسرت دینا رہی دینا کے ساتھ	ہم ہوئے اعمال اور عقبا کے ساتھ
مہر ہو یا ظلم ہو شکوہ نہیں	جا کے بھی ہیں ساتھ اور بجا کے ساتھ
گھر مین وہ اپنے گئے یاں گہنی	آرزوے و نقش پا کے ساتھ
جب کھائے لنگے بلاے زلف کو	بوئے بکجاؤنگے اس سودا کے ساتھ
اس قدر رو یا مسراق یا مین	بہ چلے آنسو مے دریا کے ساتھ
بل نہیں پڑتا ذرا اوس مین کبھی	کام ہوتا ہی جو کچھ شورا کے ساتھ
زلف کا لینا نہ سمجھو سہل ہو	جان بجاتی ہی اس سودا کے ساتھ

جب نہ ساتھ اوس بکے مین کچھ چل سکا	رہ گیا بس چھٹ کے نقشِ پا کے ساتھ
دل ہر اک سبزہ لیے لیتا ہے آج	یہ خدا کا فیض ہو صحر کے ساتھ
تم نہ سر بک بک پھر اؤ و اعظو	جان جا نیگی بت ترسا کے ساتھ
چھوڑا تب سے ماہ کا بھی دیکھنا	عشق ہو جب رخِ زیبا کے ساتھ
ہو ابھی نام خدا نادان مگر	دانا بن جاتا ہو وہ دانا کے ساتھ

چھوڑ کر کعبے کو بس اب ای واحد	
چلے بتخانے بت ترسا کے ساتھ	

قتل کر ڈالو اگر کھینچا ہو تنے نیچہ	کیون گلے سے یہ لگا رکھا ہو تنے نیچہ
ابر و خمدار کو دکھلا کے دھکتے ہیں آج	اس طرح کا بھی کہیں دیکھا ہو تنے نیچہ
قتل کر ڈالو جسے چاہو تگاہِ ناز سے	پایا او ابر و کمان اچھا ہو تنے نیچہ
دیکھتے ہی موت کو بھی موت آخر آگئی	کس ادا سے یاریہ باندھا ہو تنے نیچہ
قتل کس سیرم کا ہو آج پھر بد نظر	سچ کہو کسکے لیے باندھا ہو تنے نیچہ
یہ اشارہ ہو گلے کو کٹا مگر مر جائیے	خط کے بدلے اسلئے بھیجا ہو تنے نیچہ

کس قدر چھوٹی سمجھو صدقے میں اس فہم کے	تیغ ابرو کو احد سجھا ہوتے نیچے
	رویت یلے تھانی
<p>صد ہر درد ناک ایسی تھامے شور و شیون کی عیان دیسے گریہ وے تجلی دے روشن کی غضب کے تی ہر یہ دلہنی شکایت پر فن کی مری تربت پر آگ لگے کنیدل کی تربت ہو نہیں ہو جا زو زون جھک اٹھتے ہر از خود کیلی حسرت دل دیکھے اب یوں نکلتی ہو تو وہ گل ہو اگر گلشن میں بھولے سے قدم رکھے جہان تک زبانی وہ کریں شکوہ نہیں اسکا گلے میں لیکے انگریزی وہ باہن ڈالتے ہیں پیام مرگ جب کو دیکھے تو اسکو نہ کیوں آئے جو تو دکھلا کے آنکھیں میری آنکھوں سے ہوا غائب</p>	<p>بیان دست کیلچائی پھٹی جاتی ہر دشمن کی نگاہ دید میں صورت کھنچے بیباختہ پن کی انکی اکبات بھی ای شفق من اپنے من کی اود اسی چل رہی ہر روشنی پر شمع مدفن کی کچھیں پردہ اونکے چکیان لیتی ہیں بن کی یہ فرماتے ہیں سن سنکر صدا و شور و شیون کی ہمارے خلد آئے ناز برداری کو گلشن کی وہ خود مجھ پر نہیں جاتی نہیں دت لڑکھن کی زیادہ عمر پاربا اور ہو بیباختہ پن کی قضا کے واسطے خلقت ہوئی ہر تیر جتن کی نیا و یاس میں سون پھی تصویر چہون کی</p>

مین و دیوانہ ہوں پائین پائے نہیں پاتی	بنا کر ڈال دیجاتی ہواک زنجیر سون کی
یہ جذبِ عشق تو دیکھو ہوا خاموش جب بول	خدا را اب نہ غمزہ کیجیے کہتے ہیں من کی
سوالِ بوسہ پر جھنجھلا کے جاتا ہوں کہتے ہیں	ابھی نامِ خدا خوب بھی نہیں لی لڑکپن کی
اسی سے مرنے والے کو جی اٹھتے ہیں حیرت ہر	یہ روحِ مردگان ہی یا ہوا یا رب ہوا سن کی
جو مر جاتے ہیں ٹھوکر سے جلا دیتی ہو یہ اونکو	دمِ اعجاز رکھتی ہو ہوا کیا تیرے دامن کی
کبھی بل بے یہ ہونے سے بل اسکا نہیں جاتا	تھاری لٹ جپ کھولیا کرتی ہو بھجن کی
وہ بولے آکے تہلاؤ احدیہ ماجرا کیا ہو	کہ جیسے آمد آمد ہو کیلے گھر میں دامن کی
بھلا طبع رسا کیا باز نہ لائے خاکِ مضمون کو	زمین شعر ہی جب نہ اپنے او احد سن کی

احد زبم سخن میں فیضِ آتش سے جھجکتے ہیں

دکھاتے ہیں اکثر روشنی ہم طبع روشن کی

سحر کو گھر میں تھے روشنی سے دئے روشن کی	سراپا مطلعِ خورشید کی صورت ہو روزن کی
جہان میں کیوں بھلا شہرت نہوا دین وہ انگن کی	بیاضِ صبحِ محشر ہو تجلی سے روشن کی
برائیگی تنہا یا ریگی سن ہی میں سن کی	نگہ دیکھیں دھر پھرتی ہو کبت کی جتن کی

تجلی بخش دلیں شکل ہو اور جلوه افکن کی
 پہنچ سکنے کی حسرت دلیں ہو قاتل
 لب گور فرید و نئے صدا آتی ہو کا نوین
 دم آخر ہوئی حال است سخت جانی سے
 بزرگ حضرت موسیٰ مجھے آتا ہو غش اس سے
 حرم میں چشم بدو آہوین زخمی تر پتے ہیں
 تھائے رُے انور پر نہیں عالم یہ مینی کا
 غبارِ دامنِ دشتِ تنابعد مرون ہوں
 رقیب او کو ادبھائے پھرتا ہو سیر گلستان کو
 جدھر دیکھو صفین بانٹے کھڑے آہوین صحرا میں
 مقامِ نیستی عبرت کی جا ہو ہوشیار و نکو
 وہ بلبل ہوں چہرے جب کبھی مین ٹھکانگلا
 ہائے خرمین ہستی پر اک بجلی گرمی آخر

عجبت خانہ گہدین سہنے شمع روشن کی
 ازل سے پکیان لیتی ہو رگ تکاپی گزن کی
 حدین دھجیان اوڑتی ہیں کیا پیراہن تن کی
 کبھی شمشیر قاتل سے نرگ جب اپنی گردن کی
 تجلی طور کی ہو کیا تجلی رُے روشن کی
 نگہ دیکھو تو آہو گش ہو کیا اوج افکن کی
 چراغ طور نے پائی ہو شبی صبح روشن کی
 کرگی جیتو سرگشتہ کیا کیا شوخ پر فن کی
 نصیبِ ستانِ انروزون بنائی ہو دشمن کی
 نہیں معلوم آبد آج ہو کس صیدا افکن کی
 خبر بعد فنا ہوتی نہیں آسائش تن کی
 منانے کے لیے میرے ہمارائی ہو گلشن کی
 دم گرہ جو یاد آئی نہیں اوس شوخ پر فن کی

<p>بناوٹ تک تصدق آپ کی اس سا دگی پر ہو پس مردن لپٹ کر خاک سے یہ روح کہتی ہو کہا لوگوں نے دیوانے احمد بھی ہیں تو فرمایا</p>	<p>تکلف بھی بلائیں لیتا ہو بیاختہ پن کی غضب کی خانہ بربادی ہوئی ہو خانہ تن کی حقیقت میں اگر مجنون ہیں تو لیں باہ بھی بن کی</p>
<p>احد وہ رحم دل ہو نہیں ذکر و ستان کیا ہو گوارا قلب کو ہوتی نہیں تکلیف دشمن کی</p>	
<p>دیکھتے ہیں پیار میں جب مجھ کو کھاتے ہو دیکھ کر دست مجھ کو رنج و غم کھاتے ہو بڑھکے ہنسیار سے غفلت میں حاصل ہوا استد میری طرف سے بگمائی ہو انھیں دل ہو مجروح جان رہن گئی دم چڑھ گیا امی جنون پھل مجھے خارِ بغلان کی طرح بالے آخر کیوں تہ و بالا کیا کرتے ہو تم خواب میں وہ دیکھتے ہیں جب می بیباکیاں</p>	<p>ڈال دیتے ہیں گلے میں ہاتھ شرماتے ہو تا لہاے دل بھی نکلے دلین بچاتے ہو جی چراتا ہوں میں اپنے میں بھی آتے ہو خواب میں بھی وہ جھپکتے ہیں ہاں آتے ہو اونگاہِ ناز سے سنا کیاں آتے ہو ایک دم ہو گئی تلوون کو سہلاتے ہو بجلیاں کانوں کی کیوں چلتے ہو پانے ہوئے منہ دوپٹے سے چھالیتے ہیں شرماتے ہو</p>

غم نہیں اسکا کرم درکار ہے ہر حال میں	گہری کو گنتی نہیں کچھ دیر جانتے ہوے
انتہائے ظلم بھی ہو آخر کو جانِ جان	ایک مدت ہو گئی تہیہ ستم ڈھاتے ہوے
مرجا اے طالعِ خفہ ہمارے مرجا	صبح او کو پاس سے ہو گئی آتے ہوے
دل نہ باز آیا سرِ زلفتانے اے واحد	ایک مدت ہو گئی ہی اسکو بھاتے ہوے

اس قدر آلودہ عصیان ہوا ہوں اے واحد

پاس آئیے فرشتے میرے شرماتے ہوے

رخِ تابان سے نقاب اپنے اوٹھاتے چلیے	جلوہ عارضِ پر نور دکھاتے چلیے
باغِ مین چلیے رقیبوں کو روٹاتے چلیے	غنچہ دل کو مرے خوب ہنساتے چلیے
تماشادہ کی نہ جاننا زونہیں حسرتِ رجحان	تیغِ ابرو کے بھی دو ہاتھ لگاتے چلیے
آپ چلتے ہیں مے گھر میں نہ ہے بختِ مگر	کوئی بتا بھی رقیبوں کو بتاتے چلیے
مجبو لیکر کے چلے ساتھ تو فرمانے لگے	قصہ درد و الم اپنا سناتے چلیے
آپ سے کرتے ہیں ایثارِ تسخیرِ بجا	کایان او کو بھی دو چار سناتے چلیے
اب ہوا جاتا ہے پانالِ زمانہ صاحب	تازہ سے یوں نہ قدم اپنا اٹھاتے چلیے

گریسجائے زمان آپ نے ہیں صاحب
 رونق افروز مرے گھر ہو جو آئے ہو اوسر
 جب کبھی میں تے کو چے کی طرف چلتا ہوں
 بوسہ چشم عنایت ہو اگر ساتھ چلے
 آئے وہ میری عبادت کو لگا کئے یہ ناز
 بلخ میں آئے ہو دکھلا کے بہار عارض
 یہ اشارہ ہو نزاکت سے بوقت رفتار
 ضعف سے منزل ہستی پہ پڑے ہیں کبے
 آئے ہو قبر پر عاشق کی تو لازم ہو تمہیں
 بیٹھے مغل میں ہیں جی میں ہی ہو اونکے
 فرقت یار نے تو گوشت نہ باقی رکھا
 پیکر دانت مرنگے یہ ادا پر عاشق
 چشم بد و ز نظر اذ کو نہ لگ جائے کہیں

کشتہ ناز کو ٹھوکر سے چلاتے چلے
 بخت خوابیدہ کو سنے بھی جگاتے چلے
 دل یہ کتا ہو ذرا پاؤں اوٹھاتے چلے
 تھوڑی باتوں پہ نیوں کو کھڑپاتے چلے
 دیکھ لینا کبھی پھر بھی اوسر آتے چلے
 گل و بلبل کا یہ جھگڑا ہو چکاتے چلے
 ہاتھ باز و مین ذرا آپ لگاتے چلے
 قافلہ والو مین بھی تو اوٹھاتے چلے
 اپنے سر کی کوئی چادر بھی چڑھاتے چلے
 دل جو لمبائے کسکا تو چراتے چلے
 بڑیاں بھی سگ جانا کو کھلاتے چلے
 لب لعلین کو نہ دانتوں سے دباتے چلے
 بلخ میں آنکھ نہ زگرے کو دکھاتے چلے

<p>نازاو نہ سے یہی کہتا ہوں بوقتِ رفتار مر گیا حسرتِ پامالی ابھی باقی ہو خاکِ پاکو یہی جی میں ہو اٹھا کر اونکی دشتِ غربت سے پھر آتا جو سمجھتے ہوئے</p>	<p>چال وہ چلیے کہ نظر و نہیں ساتے چلیے میری تربت کو ذرا آپ مٹاتے چلیے سرے کی طرح سے آنکھوں میں لگاتے چلیے تو دریا سے بستر بھی اوٹھاتے چلیے</p>
--	--

<p>خوش امس راہ میں وہ مجھے تو بولے ہنسکر اپنے سینے سے احد مجھ کو لگاتے چلیے</p>	
---	--

<p>چاہتے ہیں سے کہا میں نے تو بھلا بتا ہوں سکراؤ کبھی روٹھو بھی کبھی خوش بھی ہو راہ میں بوسہ لب مانگتا تو بولے ہنسکر سکرا کر کے دکھاتے ہیں وہ آنکھیں بکھو منہ چھپا لیتے ہو تو صاف میں مر جاتا ہوں بات کچھ بھی نہوئی یا رجو خدمت سے ملا بکھو دیکھا جو دعا مانگتے مسجد میں کبھی</p>	<p>کہا میں تو نہیں سنتا ہوں خدا ملتا ہوں انھیں باتو نہیں تو مٹنے کا مزاملتا ہوں مال ایسا کہیں سے میں پڑا ملتا ہوں اس بگڑنے میں تو سنبھلنے کا مزاملتا ہوں منہ دکھا دیتے ہو جینے کا مزاملتا ہوں بندگی کرنے سے بندوں کو خدا ملتا ہوں ہنسکے کہنے لگے بتلاؤ تو کیسا ملتا ہوں</p>
---	---

<p> مانگا اک بوسہ وہ دودھ کے یہ بوسے ہنس کر اب عدم میں کہیں ٹھونڈھینگے سنتے ہیں ان جو کوئی جاتا ہو یا نہ طرف ملک عدم لطف نظارہ اوٹھائیں تے عاشق کچھ چاندنی رات میں چھپ چھپ کے تو اکثر مجھے ہوئے مجھے جو پریشان تو اولجھ کر بولے او کو لپٹا کے جو بوسہ لب شیریں کا لیا مر گیا عاشق دلیگر ہوا قصہ تمام خون دل پیتے ہیں پانی کی جگہ ہم جو دم بوسے گیسو سے پریشان جو کرتی ہو تو دل حسن عارض میں خطا بن رہا او کا لفظ تیرے گیسو میں پھنسا تھا نہیں معلوم یہ کیا حال کچھ اپنا کہینگے یہ بتا دے مجھے </p>	<p> خوش جو مالک ہو تو مانگے سے سوا ملتا ہو کمریہ کا عنقا سے پتا ملتا ہو نشان ملتا ہو اوسکا نہ پتا ملتا ہو آنکھ ملتی ہو تو پیغام قصا ملتا ہو سچ بتا کس سے تو امی ماہ لفتا ملتا ہو جو کوئی ملتا ہو گیسو میں پھنسا ملتا ہو بولے ان باتوں میں کیونچی تھیں کیا ملتا ہو دام گیسو سے ترے آج رہا ملتا ہو غم غذا کے لیے ہر روز جدا ملتا ہو تجھ کو ان باتوں میں کیا باوصبا ملتا ہو خطا کے آنے کا لفافے سے پتا ملتا ہو دل نادان مرا پابند بلا ملتا ہو میرا گلہ بھی تجھے باوصبا ملتا ہو </p>
--	--

مجاوہر حال میں غمش پاکے یہ بولے ہنسکر	یہ مرا بندہ ہی مجھے برصا ملتا ہی
زلف کو چہرے پر وہ چھوڑ کے بولے ہنسکر	ابر میں چاند ہی نظر و نہیں چھپا ملتا ہی
غم غلط اپنا کیا کرتے ہیں نیٹھے بیٹھے	شعر گوئی میں بھی اک لطف بنا ملتا ہی
آج بکر کے بگڑنے کا ارادہ کیا ہی	نوع و سون سے کچھ انداز چا ملتا ہی

پاس وہ جا کے رقیون کے نہ بیٹھنے کا احد

سایہ چند سے کب ظل ہما ملتا ہی

کیسکو ہونہ یار بalfت اوں گیسو ہی پہچان کی	نہیں ہتی ہی باقی عشق میں تو قبر انسان کی
عجب نگت ہی دیکھو تو گلنگ جانان کی	اوڑی رہتی ہو سرخی از نون لعل نشان کی
نہ پوچھو از نون حالت مریض و ہجران کی	جدائی و ہدم اب ہو رہی ہو جسم سے جان کی
کوئی پوچھے تو جا کر اون سے کیا ہی کہی خواہان ہیز	خبر لیتے نہیں اگر جواب بھی وہ مری جان کی
نکیرین آئینکے مرقد میں تو دیوانہ کرو ونگا	لے آئے ہیں اپنے ساتھ ہم تصویر جانان کی
تلاش یار میں ہم کھو گئے ہیں آپ ہی ایسے	خبر دلی نہ جانکو ہی نہ کچھ ہو دکھو بھی جان کی
کھل جاتے ہیں خود مجموعہ خاطر کے شیرازے	خبر لائی ہو کیا باد صبا زلف پریشان کی

ان پھیلا تھائے مصحف رخ کی یہ الفت کا
 ترقی اور ہوتی ہو مری محنت مزاجی کو
 عبث زشت سے چھڑا تو نے میرے عضو ظاہر کو
 ہر اک عضو بدن سے انکے بے عشق آتی ہو
 یقین آئے نہ تھوگر مری محنت مزاجی کا
 یوہن فرقت میں ورو کر لیا صاف کہتی تھی
 بھلا ہم پوچھتے ہیں تم سے یہ کیسے مسیحا ہو
 بوقت نزع وہ تشریف لا کر جاتے ہیں لیکن
 جو آنا ہو تو آ جا ورنہ ہمان ہو کوئی دم کا
 مجھے منظور گر ہو قتل عالم کا تو اوی قاتل
 خدا کے واسطے باتیں شریعت کی نکر زاہد
 وہ کہتے ہیں یہ کیسکی لفت کے ہو چاہنے والے
 تا شا دیکھنا ہو تو ٹھہر کر دیکھ لے دم بھر

خدا کی شان ہو کا فر قہاتے ہیں قہر آن کی
 صدا آتی ہو جدم کا نہیں مرغ خوشاں گان کی
 تجھے فصا دینی فصہ تھی سیری گ جان کی
 اسیران چین میں بات باقی ہو گلستان کی
 حقیقت پوچھ لو دست جنوس جیو دہان کی
 گئے کیا قید میں بسف کھلی تقدیر زندان کی
 خبر لیتے نہیں اب بھی جو تم بیمار ہجران کی
 نہ نکلی لے اپنے منہ سے کوئی بات ارمان کی
 شکر اب یہ ہو حالت سے بیمار ہجران کی
 جگہ تجویز کر لے پہلے ہی گنج شہیدان کی
 محبت میں نہیں ہو یاد کچھ بھی دین ایمان کی
 بنائے رہتے ہو صورت جو تم صورت یشان کی
 نکلتی کس طرح ہو جان سے بیمار ہجران کی

کیسے گیو شگون کے ہونگے چاہنے والے	یہی تعبیر ہو شاید مے خواہ پستان کی
نہ مضطر احد شکوئے پاس آئینگے	قسم کھا کر کہ جاتے ہیں تمہارے چشم گریان کی
<p>سد خبر لے مے دل اور بگر کی کچھ راز نہیں کھلتا چڑھائی ہو کہ ہر کی قسمت کھلی آئے وہ اگر دیدہ ترکی بی طرح مزاج آپ کی آنکھوں کا ہو بگڑا تکتے ہیں وہ پہلو کو تو کہتا ہو مراد دل جلوے کو تے دیکھ کے جب کہ ہو آئی چلن کے پریشانت یہ سنتا ہوں میں اکثر وہ غمزدہ اس نغمہ جہان میں ہو نہیں ایجا پوچھا نہ کبھی حال دل عاشق محزون بر باد کیا عشق میں قسمت نے پھنسا کر</p>	<p>قاتل تری آنکھیں ہیں دوبائی ہو نظر کی بگڑی ہوئی چوں نظر آتی ہو نظر کی آنکھوں میں جگہ رکھتے ہیں اوس نور نظر کی کسے نگہ گرم سے آنکھوں پہ نظر کی اسد پچائے مجھے بر چھی سے نظر کی حالت تری ایجاں ہو آنکھوں میں نظر کی کستی ہو قضا بھی کہ دوبائی ہو نظر کی گریبان ہو اجسے مری حالت نظر کی اک روز بھی تمنے نہ عنایت نظر کی کچھ شکوہ نہ دل کا نہ شکایت ہو نظر کی</p>

<p> مارتیری آنکھوں نے دیوہائی ہو نظر کی کس کسکے ہو سینے میں جگہ تیری نظر کی بجلی گری جس سمت کو بھولیسے نظر کی پروانہ پہ کب شمع نے الفت سے نظر کی گلشن میں جو پھولوں کی بھی خاکے نظر کی جسطح جگہ آنکھوں میں رکھتے ہیں نظر کی یہ کارروائی تو ادا کی ہو نظر کی لو چاہیے کیا اور بن آئی ہو نظر کی مارا دوسے بے موت جھبھرتو نے نظر کی آنکھوں میں کمی پاتے ہیں جب نور نظر کی کسے نگہ ناز سے پہلو پہ نظر کی بیل نے کبھی گلچ نہ بھولے سے نظر کی عالم میں جدھر دیکھو دیوہائی ہو نظر کی </p>	<p> کہتے ہوئے عشرت میں کد سے یہ اوٹھینگے مجروح ہیں پران ہوں ایک کون کہ انسان اسد سے تیری نگہ ناز کی تاثیر جز سوز نہیں شعلہ رخونے ہیں حاصل پایا نہ شگفتہ گل رخسار سا ایجان رکھتے ہیں جگہ تیرے لیے مردم دیدہ بیت پر مری آکے قضا کستی ہو مجھے تصویر کو جب دیکھا تو چپکے سے یہ بولے کس قدر کی چٹون ہو بس اسد چائے تصویر کو آنکھوں سے لگا لیتے ہیں تیری بجلی کی طرح رہتا ہو بیتاب مرادل جسے کہ تو او گل چین دہر میں آیا تیج نگہ ناز نے کشتہ کیا سب کو </p>
--	---

پامال ہوا کو چہ کاکل میں مراد دل	تنے کبھی بھولیے بھی اسپر نہ نظر کی
جیتے سے اب تک مے بیچ گئے کیونکر	در پردہ ہی مجھے شکایت ہو نظر کی
جب صانع قدرت نے ترا نقشہ بنایا	حسرت نے اسے دیکھ کر حسرت نظر کی
پوچھا بھی کبھی حال دل عاشق مخزون	تنے کبھی بیانی دہر بھی نظر کی
بے صید کیے دل نہ حرم والوں کا چھوڑا	اسد ری رسائی بت کافر کی نظر کی
مارا اوست ہے بہت قضا کہ کیسا بہم	تو نے چہ مہراہ ترک ستم کار نظر کی
دینا کے موقع میں جو پایا تجھے کیتا	تو دیدہ حیرت نے بھی حیرت نظر کی
دل کہ کیا بیتاب مے یا کہ بگر کہ	ایجان جان سب یہ عنایت ہو نظر کی
مٹے پر جو جی جانے کا دھڑکا تھا اسے کچھ	قاتل نے پس مرگ بھی مڑے نظر کی
اور اک سانی بھی سخن سنج ہیں رکھتے	ہم دیکھتے ہیں آج نظر اہل نظر کی
تحسین ہو نا فہم کی کب لائق تحسین	تحسین کے لیے چاہیے وسعت بھی نظر کی

صد شکر احد فیض سے فیاض سخن کے

تاخیر امکان رسائی ہو نظر کی

پھر کوچ کا کل بن سناٹے نظر کی
 ست پوچھو کہ کیونکر شبِ فرقت میں بسر کی
 کہتا ہوں ملو مجھے تو فرماتے ہیں جاؤ
 کچھ حال کہوں اس سے تو کیا خاک کو نہیں
 دکھلا کے رخِ وزلف یہ فرماتے ہیں مجھے
 کھو کر بے جوانی کو یہ پریریں بھی غفلت
 کہتا ہوں شبِ وصل یہ گھر کے مین ہر دم
 خود بھی جلی پڑانے کو بھی تو نے جلایا
 بالونین چھپا کر رخِ روشن کو یہ بولے
 خوشبو تے گیسو کی اوڑا لائی یہاں تک
 درپردہ شبِ وصل اسے مجھے تھی رنجش
 اصرے غرور اسے کبھی یہ بھی نہ پوچھا
 اوشمِ جلانا نہ تھا غم کرنا اگر تھا

مٹی نہو بر باد کہیں بادِ سحر کو
 شبنم کی طرح ہمنے بھی روکے سحر کو
 کہتا ہوں نہیں شب کی تو وہ کہتے ہیں سحر کو
 سنتا ہوں کہ سنتے نہیں کچھ بادِ سحر کو
 یہ رات کی صورت تو وہ صورت ہی سحر کو
 شب کا ہو نہیں خواب یہ ہی نیند سحر کو
 آواز سنائے نہ خدا مع سحر کو
 کیا بات ہو اوشمِ جویون تو نے سحر کو
 صورت ہو چھپی ات کے گھونگٹ میں کھجکا
 ہو عمر فزون اور حسدِ بادِ سحر کو
 بیوقت مؤذن نے اذان دی جو سحر کی
 بیمار شب ہونے کس طرح سحر کی
 ماتم میں جو پروانے کے روکے سحر کی

غارت کہین مٹی ہو خدا باد سحر کی	بر باد ہوئی کوچے سے اوس گل کے مری خاک
پیدا ہو تجسلی جو قیامت کی سحر کی	کس شوخ نے روزن سے سحر پڑتی ہی جانا
کعبے میں نماز اتوا د اہوگی سحر کی	سجدہ کرنیگے صبح کو پیش رخ جانان
پڑانے سے رخصت ہو بس ایشی سحر کی	کہتا ہو مے عشق سے چمن کسی کا
بجلی کی سی جو چال ہو اٹا د سحر کی	ہنستے ہوے اوس گل کو ضرور اسنے ہو دیکھا

کیا قمر گلے ملے تھا فرمانا کہ جاؤ
آواز احد آتی ہو اب مرغ سحر کی

آئے نہ طبیعت کسی انسان پر بشر کی	فرقت میں دعا ہو مے دل اور جگر کی
دیکھو تو یہ تصویر ہو تصویر بشر کی	آنکھوں سے لگاتا ہوں تو کہتی ہو یہ تصویر
عاشق جو بشر پر ہو تو ثناءت ہو بشر کی	لازم ہو بشر کو کہ کرے عشق خدا کا
حق تو یہ ہو انسان بنے الفت میں بشر کی	پہلے تو فقط نام تھا انسان میں ہمارا
خلقت تو جدا گانہ ہی ہر ایک بشر کی	ملنے نہیں گروہ تو شکایت نہیں اسکی
جاتی ہو انھیں باتو نہیں بس جان بشر کی	الفت سے جو دیکھا او نہیں تو بولے کہ دیکھو

<p> ہا صبح کی نصیحت سے بھلا ہوتا ہوا بیکار ہو مصلحت وقت ہر اک کام میں تیرے گھبرانے سے ہوتا ہوا بھلا کیا دل مضطر لازم ہو حسینوں کو شکر بھی ہونا ہم تڑپے یہاں اور نئے لوٹے کوئی ان لکڑی کے گلے وصل میں فرما نے لگے وہ انسان کو لازم ہو نہو عاشق انسان ماعرش گئی فکر تو یہ پورے فرشتے پڑھتا ہوں جو اشعار تو کہتے ہیں فرشتے </p>	<p> آئی جدھر آئی یہ طبیعت ہو بشر کی نہ کھوے کسی بات میں طاقت ہو بشر کی ہوتا ہی وہی جو کہ ہو قسمت میں بشر کی الفت جو کرے اسے طاقت ہو بشر کی قسمت بھی جدا گانہ ہو ہر ایک بشر کی بڑھ جاتی ہو آخر کو محبت بھی بشر کی الفت میں نہیں رہتی ہو تو قیہ بشر کی دیکھو تو پہونچتی ہو کہاں فکر بشر کی دیکھو تو خدا داد لیاقت یہ بشر کی </p>
--	--

شرمندہ احد حورو کو جنت میں کرینگے

تصویر لیے جائینگے ہم ایک بشر کی

اور تری ہوئی صورت نظر آتی ہو قمر کی

آمد ہو مے گھر میں یہ کس شک قمر کی

جبے کہ تمھارے رخ روشن پہ نظر کی

ہرست نظر آتا ہو اک جلوہ خورشید

دیکھا ہوتے جلوہ رخسار کو جب سے
 جل کر کے سیہ داغ ہو خورشیدِ فلک پر
 راتوں کو سوا بام پر پھر نیکے نہیں شوق
 اب وصل کے پیچھے جو فلک تو نے کیا دود
 دیکھا ہے تجھے بام پر چڑھتے ہوئے جسے
 اسی چارہ گرویلے میں اس چارہ گرمی کے
 کھاتا ہو یہ کیوں منہ کی اوسے دیکھ لے اکثر
 تیسے رخ روشن کے مقابل میں پریر
 فرماتے ہیں آئینے میں منہ دیکھ لے اپنا
 دنیا کے مرقع میں جواب اسکا نہیں ہر
 اسی اشکو مٹاتے ہو بھلا دیکھو تو کس کو
 او غیرت خورشید تجھے دیکھ لے اکثر

غم سے گھٹا جاتا ہو یہ حالت ہو قمر کی
 صورت کبھی دیکھے جو مے رشک قمر کی
 عادت جو مے ماہ نے پائی ہو قمر کی
 حسرت نہیں کچھ دلیں اب اس شک قمر کی
 او تری ہوئی صورت نظر آتی ہو قمر کی
 تصویر دکھا دو مجھے اوس شک قمر کی
 اعلیٰ تو بہت شان تھی او چرخ قمر کی
 تو قیز گاہوں میں نہیں اب ہو قمر کی
 ہو سیرے مقابل کہیں طاق ت ہو قمر کی
 تصویر ہو بے مثل مے رشک قمر کی
 تصویر ہو آنکھوں نہیں کسی رشک قمر کی
 شب بھر رہا کرتی ہو نگہ نیچی قمر کی

پہرے ہیں احداث کو ہمراہ کیلے

اگر دشمن ہر نقد پر کسی رشک قمر کی

<p>جس سوے کر زلف تری سر سے ہر سر کی کھینچ جائے مصور تو اسی سے کہیں کھینچ جاے ہوں بعد فنا بوسہ لب کاتے خوابان ڈرتا ہوں کہ بوخون تنہا کی نہ پھوٹے چھوڑ گئی نہ بے خانہ تن کے یہ جلائے بیتاب ہین دونوں نہیں اک حال پہ دونوں تو قیر ہو درگاہ شہ ملک عدم میں غنی نے تو بلبل سے بہت راز چھپایا یہ ضعف سے حالت مری جو جانِ جان کوچے سے نکلائے گئے طرہ ہوا و سپر بولے کہ نہ سویا نہ تو سونے دیا محب کو کہے نہ گیا چھوڑ کے مین کو چہ جانان</p>	<p>عالم میں ہوا شور کہ ہو خیمہ کمر کی پیسے کھینچے عفا کے جو تصویر کمر کی حسرت ہو جو مرنیکے لیے عسدر گر کی او دل بڑی حالت ہر جدائی میں جگر کی بی طرح یہ بھڑکی ہوئی آتش ہو جگر کی ہو برق کی حالت مے دل اور جگر کی ہو بال ہی بھرا اور رسائی جو کمر کی در پردہ مگر باد صبا نے خیمہ کمر کی لیکر کے چلی مجھ کو ہوا آئی جدھر کی شہرت ہو رقیبون کے لیے شہرہ کمر کی نئے مین ہو کبخت کے کیا چیز اثر کی قسمت مین نہ لکھی تھی جو تکلیف سفر کی</p>
---	--

کتے ہیں کہ ہوگی ہیں تکلیف سفر کی	تالے بھی نہ کھلتے نہیں دل سے مرے باہر
دیتی ہو شب ہجر سراج سفر کی	اب سوے عدم روح مری ہوگی روانہ
مٹی ہوا یہ گھر جو کہیں تو نے سفر کی	ای روح روان اس تن خاک کی کو نہ تو چھو
او دل تجھے کچھ فکر بھی ہو زاد سفر کی	ہستی سے شو ملک عدم جاتا ہوا کہ
ایمان کی طرح دل میں جگہ کتے ہیں ٹنگی	برہم نہون گیسو کی طرح خوف ہو مجھ کو

اس طرح احمد راز دل اپنا ہوا مشہور

جس طرح کہ شہرت ہو زبانوں پر خبر کی

ایام زیست کم ہوئے چون چن بے ہے	طفلی میں گھنٹیوں چلے پھر اٹھ کھڑے ہوئے
شکر خدا کہ دے تو ہم بھی کڑے ہوئے	وہ تیز ترن جہا نہیں جو بے بڑے ہوئے
چھیر و نہ نقش پا کی طرح ہیں پڑے ہوئے	ہم خاک میں ملینگے اوٹھانے سے اور بھی
موتی ہیں گویا لعل ہیں پر جڑے ہوئے	لب کو دبا یاد انتو نے اُسے گمان ہوا
در پر تے گدا کی طرح ہیں پڑے ہوئے	مے ہکوا اپنا جلوہ دیدار شاہ حسن
بولے ہوا سلیے مے در پر اٹے ہوئے	دیکھا جو مجھ غریب کو پھر سائلِ صال

دیکھا جسے ہر نرم زیادہ کڑے ہوئے	دنیا میں قاعدہ ہی سنگین دلون کا ہو
بلے ادب کے سرو گلستان کھٹے ہوئے	دیکھا جو تیری قاست موزون کی چال کو
جس دن اوٹھنے کے قبر سے مرنے لگے ہوئے	ہو گا خد کے سامنے اوس سے سامنا
فوج الم سے خوب ہن یہ بھی لڑے ہوئے	بلے شکستے طبیعت کو دیکھ کر
دم بھر نہ پاس بیٹھ سکے اوٹھ کھڑے ہوئے	امد سے رعب شوکت حسن جال بار
مدت ہوئی اوٹھیں تو گلے اور سڑے ہوئے	پوچھا کسی نے مجھ کو تو ہنس کر دیا جواب
ہم کو تو اپنی جان کے ہن لے پڑے ہوئے	جس کو نصیب وصل صنم ہو نصیب ہو
آئے بھی لوگ بیٹھے بھٹی ٹھہ بھی کھڑے ہوئے	ہم نرم یار میں ہے در پر نشست کے
بالین پر وقت نزع نہ آ کر کھڑے ہوئے	میں تو تڑپ تڑپ کے مہاشوق دید میں
کیا کیا حسین ہن خاک کے اندر گڑے ہوئے	دیکھو بچشم غور تو عبرت کی ہی نہ حساب
سایہ کی طرح ساتھ ہن ہم بھی پڑے ہوئے	ہم سے گزیر کر کے تو جائیگا اب کہاں
کیا کیا نگین ہن خاتم دل پر جڑے ہوئے	بچ فراق حسرت دنیا خیال حشر
دیکھا تو وہ مکان ہن او جڑے پڑے ہوئے	موجو و جہین ساز تھے عیش و نشاط کے

<p>اور اق تھے دلیلِ جو فصلِ بار کے صحرا میں وہ غزالوں کو بولے یہ دیکھ کر بل بے غرور حسن کہ دیکھا نہ مٹکے پھر اغیار بزمِ یار میں بیٹھے مزان کیے ہین قید وہ بھی سیری طرحِ فرق پر یہ ہو</p>	<p>دو دنگے بعد دیکھا تو سب ہین جھٹے ہوئے آنکھوں کے یہ شکار ہین اپنے ترٹے ہوئے مشتاق دید کتنے ہین پیچھے کھڑے ہوئے مانند شمع جلتے رہے ہم کھڑے ہوئے بیڑی کے بٹے پانوں ہین اونکے کڑے ہوئے</p>
<p>بیمارِ عشق سنکے وہ لوگوں سے بول اوٹھے دیکھو میانِ احد کو کہ کیوں پٹھے ہوئے</p>	
<p>کب پائے جنون بستہ زنجیر نہیں ہو کچھ کار گرا دی دل تری تدبیر نہیں ہو باتو نہیں کیا کرتے ہین مرد و نکو وہ زندہ سن سنکے مے نالوں کو فرماتے ہین اکثر ہوں نقشِ کتابی کا تے محو تاشا لو میں بھی روانہ طرفِ ملکِ عدم ہوں</p>	<p>کب مجھ کو سب زلف گر گیر نہیں ہو سنا ہوں کہ ٹٹا خطِ تقدیر نہیں ہو اعجازِ میخا ہو یہ تقریر نہیں ہو کیونکر کہوں اب سین کہ تاثیر نہیں ہو عالم ہو طلسمات کا تحریر نہیں ہو گر آپ کے اب جانے میں تاخیر نہیں ہو</p>

کچھ سوز جگر پیدا کر ای بلبلِ نالان
 عالم ہی ابھی زلف کا چہرے کی طرح سے
 لوگوں کو بنا دیتے ہیں بت بات سنا کر
 کب خاک میں تو نے نہ جو انوکھو ملا یا
 بل بے شبِ فرقت یہ تری جاں گداز ہی
 کس دن مری آنکھوں کو نہیں شوقِ تاشا
 فراتے ہیں دکھلا کے یہی حلقہ گیسو
 کیا بزم میں آئیں تے ای شوخِ شکر
 پھانسی ملے الفت میں تیری زلف کی محبو
 کس دن مجھے ابرو کا تصور نہیں رہتا
 شکوہ نہیں بچانِ جہانِ عشق میں تے
 ہم کہتے ابھی سے ہیں نہو عاشقِ کامل
 جب قتل کیا تیغِ اول سے تو یہ بولے

نابونین ابھی تک تے تاثیر نہیں ہو
 گردن ہو جوان ات بھی کچھ پیر نہیں ہو
 گویا ہو طلسمات یہ تقریر نہیں ہو
 کاوش تھے کب ای فلکِ پیر نہیں ہو
 تاجِ کوئی بچنے کی تدبیر نہیں ہو
 کب پیشِ نظریار کی تصویر نہیں ہو
 کیونِ دامِ بلا حلقہ تسخیر نہیں ہو
 غیروں کے مقابل مری تو قیر نہیں ہو
 اب نیش کی کچھ حاجتِ شمشیر نہیں ہو
 کب اپنا گلا بھی یہ شمشیر نہیں ہو
 اپنا ہو قصور آپ کی تقصیر نہیں ہو
 پھر دیکھو نہ کہنا مری تو قیر نہیں ہو
 کچھ ہاتھ میں دیکھو مے شمشیر نہیں ہو

اب مجھ کو مٹایا بھی تو کیا خاک مٹایا	باقی کوئی خواہش فلک پر نہیں ہے
کب کشتہ نظارہ سفاک نہیں ہوں	کب پارے سینے کے یہ تیر نہیں ہے
عالم ہے جوانی کا لڑکپن کی بہن چالین	اسدے تلون ابھی تاخیر نہیں ہے
ابرو کی ادا مجھ کو وہ دکھلا کے یہ بولے	اوصاف ہیں سب نام کو شمشیر نہیں ہے
ہو لاش کو کو چو نہیں پھرانے کا ارادہ	کیا قتل مرا یہ پے تعزیر نہیں ہے
جو صید ہی ہے صید تھے دام بلا کا	باقی کوئی اب ڈھونڈھے پھر نہیں ہے

کیون وعدہ و صلت احسانان ہو اس	
یہ یار کا خط ہی خطِ تقدیر نہیں ہے	

بجڑ ہستی میں جا ب آ کر چلے	زندگی کا کہنے کو دم بھر چلے
وہ جو بہن پہلو سے دل لیکر چلے	کدواونے کوئی یہ کیا کر چلے
جانب ہستی جو تم دہر چلے	ساتھ لیس کر فتنہ محشر چلے
اب جینگے کس طرح سے ہم بھلا	دل ہمارا لیکے تم تو گھر چلے
گم ہوئے وہ قافلے عشاق کے	کوچہ کا کل میں جو بھجے چلے

تیرِ مرگان کا تصور چورما	رات بھر سینے پہ بان خنجر چلے
چھوڑ کر دینا کو عقیقے کی طرہ	تیرے دم پر ساسے کو تر چلے
فصل گل آئی ہوا جوشِ جنون	پھر رگ جان پر مے زشت چلے
آئیے تشریف رکھیے کوئی دم	بے سبب یہ کیوں تھا ہو کر چلے
ابر باران دیکھ کر نادم ہوا	اس قدر آنکھوں نے اشک تر چلے
تیرے ہاتھوں نے بتِ سفاک اب	ہم قضا سے پہلے ہی بس چلے
اُنے تھے خالی گلاب جاتے دم	لیکے اک اعمال کا دفتر چلے
نیرِ مرگان کا نشانہ کر کے وہ	تیغ ابرو کھینچ کر ہم پر چلے
قتل کس محسوس کا ہو تہِ نظر	سچ کہو کس کر کر کس پر چلے
طوئے راہِ عشق زلف و رخ ہوئی	گرچہ شب بھراور ہم دن بھر چلے
مین مہ دیوانہ تھا میری خاک سے	جو بنا پتلا تو پھر پتھر چلے
رہ روانِ جانبِ ملکِ فنا	ٹھیر جاؤ ہم بھی تم دم بھر چلے
تین دن کی زندگی مین ہمدرد	حسرتِ رنج و الم لیکر چلے

<p>اے شل برقِ باغِ دہرین سیر گلشن ہو بہارک جائے حق سے اب میرے گنہ بخشائے مدعائے وصل جب میں نے کہا تیرے یخانے کے جانب ساقیا ہیں خفا کچھ آپ شاید آجکل</p>	<p>ابر کی صورتِ بچترم تر چلے گہڑے کیوں ہم سے جو تم نہ کر چلے تیرے در پر شافعِ محشر چلے پھیر کر وہ مجھے سنہنہ کر چلے دور سے ہم دیکھ کر مانگر چلے بیٹھتے ہی آپ جو اوٹھ کر چلے</p>
<p>چھوڑ کر عشقِ بتان کو ای احد کہے کو تیرے سے کیونکر چلے</p>	<p>کہو نگا حشر کے دن بخدا سے ملو ہر چند تم جو روبرو جفا سے جلاتے عیسے تھے حکمِ خدا سے بچو گے حضرتِ دل اس بل سے کیا بدنام مجھ کو مارا تو نے تو نے پہلے ہی راقصا سے نہ باز آئی گے ہم مہر و وفا سے جلا دو تم لبِ معجزِ نما سے خطا کی اولجے جو زلفِ دوتا سے قضا رو کر یہ کہتی ہو اول سے</p>

<p> بچو ای حضرت دل کنا مانو مکواب شوق سے تم دست پامین کسی نے حال جا کر میرا ونے ستم ڈھاتے تھے پہلے ناز کے وان خبر مجھے اوس گل کی تو جانین ولا فیتے ہیں روح کو کہن پر خدا کے واسطے ہو وصل کی شب نہ ڈھاؤ کعبہ دل کو ہمارے معطر ہو گئے سب گل چین میں اویسکی چال سے پایاں ہو دل ہزاروں جی اٹھے قبر و نئے مرد خدا کے واسطے سچ سچ بتاؤ اوڑا کر زلف کی بولاتی ہو یہ </p>	<p> نہ او بھواونکی تم زلف و تاسے ہمارا خون مشاہیر ہر حنا سے کہا مڑتا ہو بولے پھر بلا سے گھلے کٹتے ہیں اب تیغ اداسے بہت پیغام بھیجا ہو صبا سے نگا کر فاتح شیرین بتا سے چھپاؤ منہ نہ اب شرم و حیا سے بتو کچھ تو ڈرو اپنے خدا سے ہوئی زلف اونکی خیم ہوا سے عیان شوخی ہو جسکے نقش پا سے پامحشر ہو گھنڈرو کی صدا سے رہا کرتے ہو کیوں مجھے خطا سے ہماری زلیست ہو باد صبا سے </p>
---	--

<p> ملے ملنے سے غیروں کے جو فرصت چمکتا مرغ دل ہو سرفس مین مریض غم سے یوں اٹھا جو لیکر پوسر مانگا اور بولے نہو عاشق کوئی زلفِ دو تا کا دبا کر پاؤں سے دامن کو اپنے لگے کہنے یہ ہنسکرا اور احد تم </p>	<p> اور ہر بھی دیکھا صاحبِ اول سے کہا اوس گل نے شاید کچھ صبا سے نہو گے اچھے تم ہرگز دوا سے بشر خالی نہیں حرص و ہوا سے خدا سکو بچائے اس بلا سے جھکا کر سر کو بھی شرم و حیا سے بہت ہو شربتِ صلیت کی پیاسے </p>
<p> احد یہ اپنے جی مین ہو کرین گے بتوں کا شکوہ محشر مین خدا سے </p>	
<p> دل اور بجا ہو تری زلفِ دو تا سے دکھاؤ بانگین بہرِ خدا وہ ارادہ قتل کا کس جرم پر ہو مذکھا جس نے اس ناز و ادا کو </p>	<p> نہو کیون سا منا شب بھر بلا سے قضا کو موت آئے جس داسے ہما سے خون کے تم کیون پیاسے نہیں واقف زلمنے مین قضا سے </p>

مے دیوانین گردیکو تو اکشر	بندھے مضمون نو فکر رسا سے
ہے تابان کسیکا اختر حسن	قیامت تک فقیر و نکی ماسے
مریض غم و مان ہوتے ہیں اچھے	ترا گھر کم ہو کیا دار الشفا سے
سوال بوسہ پر جنھجلا کے بولے	بہت تنگ آئے ہیں ہم گدا سے
پڑتے عشق کے پھنڈ میں اڑل	جو کچھ آگاہ ہوتے انتہا سے
تھامے حسن کے جلوے کا ایجاں	اثر ہو دل پہ اپنے ابتدا سے
زبانی کنایوں احوال قاصد	نہ واقف مدعی ہو مدعا سے
وہ شاہ حسن ہیں مین پینوا ہوں	ملینگے کیوں وہ مجھ ایسے گدا سے
زمانے میں وہ ہوں برگشتہ طالع	نخواست آتی ہو ظل ہما سے
تنقرا و نکو مجھے اس قدر ہو	کہ آئے خواب میں نا آشنا سے
پھنسا کر زلف کے پھنڈ میں دلو	یہ کافر تے ہیں بس دغا سے
نہ پوچھو میرے سوز دل کی حالت	بھڑکتے شعلے ہیں بال تباہ سے
مجھے ہر حال میں خوش پکے بولے	جونیے ہیں ہلے ہیں خلا سے

<p>چلے کعبے کو ہم بھی کر بلا سے نظر آتے ہیں یہ بھی بتلا سے پتا گر پوچھیے میرا پتا سے ہم اے خون کے ناحق ہو پتا سے پتا اونکی کر کا بھی پتا سے یہاں بھی داغ دلیں بتلا سے دعا یہ مانگتے ہیں ہم خدا سے کسی صورت تو چھوٹیں اس بلا سے نظر آتے ہیں جو یہ آشنا سے نہیں ڈرتے ہیں کچھ روز خزا سے</p>	<p>خیال زلف تھاب عشق رخ ہو مجھے وہ دیکھ کر لوگوں سے بولے تامل ہو بتانے میں اسے بھی عبث یہ تیغ ابرو کھینچتے ہو بت پوچھا نہ پایا سنے لیکن مثال لالہ فرقت میں ہیں کیو شبِ فرقت میں ہاتھ اپنا اوٹھا کر وہ آئین یا کہ بس دم ہی نکلتے احدا حوالہ نر و زون عجب ہو یہی کجنت ہیں در پردہ دشمن</p>
	<p>احدا اپنا عقیدہ بس یہی ہو محمد نور ہیں نورِ خدا سے</p>
<p>یا الہی پر طاؤس یہ قرآن میں ہے</p>	<p>دل پر داغ خیالِ رخ تابا نہیں ہے</p>

گل کی خواہش دلِ بلبلِ نالائمن ہے	تو جواو غیرتِ گل جگے گلستا نہیں ہے
جب تک رنگِ خانی کفِ نہیں ہے	پایالی کی ہوسِ خونِ شہیدانین ہے
وقتِ امداد ہوا می زلفِ دراز جان	کبتک یوسف دلِ چاہِ زخما نہیں ہے
کیا درازی ہو تری اکششِ دستِ جون	تارِ باقیِ نکوئی اپنے گریبا نہیں ہے
یوسفِ مصر کو پونچائے وطنِ مین باز	فرشِ ابیدہ یعقوب کا کنا نہیں ہے
عارضِ خط کے تصورِ مین ہوئی عمر بسر	یادِ کافرین ہے یا کہ مسلمانین ہے
ہو ہی اپنی خوشی اب کہ مثالِ شانہ	دل بھی اوجھا ہوا اوں گیسپیا نہیں ہے
گو ہر اشک کے دانہ کی بنائی تسبیح	رات بھر ذکرِ خیالِ دردنا نہیں ہے
چاہیے دل سے نہ نکالے کسی یوسف کی شبیہ	روحِ گو غالبِ خاکی کے نہ زندا نہیں ہے
مژگرنگ کا ساقی نہ کبھی ردِ درتھے	جب تک ساغر و محفلِ زندا نہیں ہے
پاکد امن کے لیے بھی ہو مصیبتِ لازم	کچھ دنوں یوسفِ صدیق بھی زندا نہیں ہے

شیفۃ ہو کے یہاں اک بتِ کافر کے احد

عمر بھر حلقہ زنا پر ستا نہیں ہے

کاکلِ مشکین جانان صیدا فگنِ ننگی	دیکھیے زنجیرِ وحشت طوقِ گردنِ ننگی
شہسواری کا گیا اویڑک تو نے جیسے سونے	تب سے سچ عاشقِ دگبیر تو سنِ ننگی
سینہ پر داغِ پر جب ہاتھ رکھایا رنے	شاخِ مرجانِ بیلِ ل کی نشیمنِ ننگی
کام آیا عشق تیرا قبر میں اویڑے یار	یاد تیری روشنی شمعِ مہنِ ننگی
صاف دیواروں پر عکسِ نور آتا ہو نظر	چادرِ مہتابِ و سکی آج چلنِ ننگی
نکستِ گلِ بسکئی ہوئے قبلے یار میں	یسے گلِ دکا بہارِ بلوغِ دامنِ ننگی
ہو گیا دورِ فلک سے حالِ دنیا کا خراب	جلے شادی جس جگہ تھی جلے شیونِ ننگی
جانِ بچانے کے لیے تدبیر اب کیا کیجیے	ہم غریبوں کی ہنگامہ یار دشمنِ ننگی
زخمی تیغِ نگہ وہ ہو گیا دیکھا ہے	قاتلِ عالم تری اویڑکِ چوٹِ ننگی
تسے ہی چشمِ عنایت سے خلیلِ کعبہ پر	دفعۂ سب آتشِ حجِ آلہِ گلشنِ ننگی
حسن نے چمکائی ایسی آتشِ خسارِ با	بزمِ عالم میں بکایک شمعِ روشنِ ننگی
وصفِ قامتِ مین سے سب لٹھے سہی	باغین گویا زبانِ برگِ سوسنِ ننگی
آج کل ہو سنگدل کچھ طرہ سے خے بار	نیشہ دل توڑنے کو پیسے آہنِ ننگی

	روح جدم قالبِ خاکی میں آئی اور گلشنِ ایسا دین مرغِ نوازنِ ننگی	
<p>سنتے ہیں کہ ببل بھی نشین میں نہیں ہو وہ نور مے دیدہ روشن میں نہیں ہو اکتار بھی باقی مے دامن میں نہیں ہو یہ سلسلہ شیخ و برہمن میں نہیں ہو آواز یہ آتی ہو کہ مدفن میں نہیں ہو پھر شیخ میں ہو کیا جو برہمن میں نہیں ہو</p>		<p>آمد گلِ عنا کی جو گلشن میں نہیں ہو یوسف کو مذکھا تو کیتی تھی زلیخا اسطر سے وحشت نے ہو کی دستِ رازِ جا دیوانہ ترا دو نو طیفے سے ہو باہر دیوانے کا تربت میں جو کرتا ہونِ تجس جب دونوں کی خلقت ہوئی اک کن کی صدا</p>
	<p>ہر بار احد دل کو پہنسا لیتے ہیں گیسو وہ کون ہو فن جو بت پر فن میں نہیں ہو</p>	
<p>ای شاہ حسن حور سی طلعت کو دیکھے قارون کے ساتھ کیا کیا دولت کو دیکھے بختِ تلے اوج کی ہمت کو دیکھے</p>		<p>آئینہ رکھکے سامنے صورت کو دیکھے بر باد ہو گئے رطیع مال و زر میں لوگ بعدِ فنا ہی لاش مری دوشِ یار پر</p>

<p>سوئے میں اوسکی زلف کے جب سیر کیجیے ہمے شب وصال وہ چھتے ہیں کسطح جوڑا جو گھل پڑا تو کمر تک لچک گئی میٹھے بٹھائے عاشق کا کل میں ہو گیا ارمان بکے دل میں ہر دوزخ میں جتنے ہیں پونچائیگی صبا تو کہیں سے شیم زلف دیکھا جسے شہید کیا تیغ ناز سے غیرت و وسع تو ہو نام آپ کا</p>	<p>تا مار کو کبھی کبھی تہمت کو دیکھیے اب آج اوسکے پردہ عفت کو دیکھیے اوس ماہر و کے ناز و نزاکت کو دیکھیے سو دیکھو دیکھیے مری محنت کو دیکھیے اکبار چلکے صورت جنت کو دیکھیے خاموش ہو کے رخصت تربت کو دیکھیے ان قاتلوں کی چشم عنایت کو دیکھیے چلکر مریض عشق کی حالت کو دیکھیے</p>
<p>مسکن جو ہکو باغِ ارم میں ہے طوباکے بدے یار کی قامت کو دیکھیے</p>	
<p>نہ کیونکر آبِ خنجر گردنِ سبل تک آئے صبا نے کر دیا دم میں پشیمان لے ناگہ ہوئے بیتاب وڑے اس طرح شوقِ شہادت میں</p>	<p>تمنائے شہادت میں درِ قاتل تک آئے جو بے گل بھی ہو کر ہم تری محفل تک آئے ہتیلی پر لیے سر کو چہ قاتل تک آئے</p>

<p>سلامت کشتی عمر روان ساحل تک آئے تو دل ہاتھوں سے کپڑے پر جھل تک آئے گھٹے جب غم سے تباہ کی نہر تک آئے</p>	<p>بچپن گرداب عیب سے الٹی تا دم آخر اگر مجنون سنے حال و روز نامہ لیلیٰ ہزاروں آفتیں بہنے اوٹھائیں اہ الفتیز</p>
<p>تصور چھوڑ دکتے تھے تسمیہ کی گانگا احد آخر یہ خار غم تھامے دل تک آئے</p>	
<p>موت بھولے سے مرے پاس آئی ہوتی تیرے دہک جو کی طرح رسائی ہوتی فوج غم کی مے دل پر نہ چڑھائی ہوتی روح کی خانہ تن میں نہ سمائی ہوتی کاش ایجان تری صورت آئی ہوتی بام پر ماہ کی انگشت نسائی ہوتی تیرے گیسو میں جو انگشت خانی ہوتی دیر میں جمع ابھی ساری خدائی ہوتی</p>	<p>اوس سیمانے اگر شکل کھائی ہوتی نقش پارے ہم سر کو گڑے امیبت پاتو کو سر کہ عشق میں رکھتے نہ اگر آپکا عشق نہوتا جو یہ عالم کے لیے دل کو بیتابی نہوتی نہ یہ مد سوا ہوتا شام سے ہوتا اگر کوٹھے پہ تو جلوہ نما ثلخ مر جان نظر آجاتی ابھی سنبل میں جلوہ فرا جو صنم خانو نہیں ہوتا وہ بت</p>

	<p>دیکھتے جاوہ خلاق دو عالم کو احد ویر سے کعبے میں تقدیر جو لائی ہوتی</p>	
<p>وصل کی پوری جو تھی تدبیر آدمی گئی ہاتھ جٹے تو پھر تقصیر آدمی گئی جیسے تجھ کو خواہشِ نغیر آدمی گئی پانوں میں پڑ کر مے زنجیر آدمی گئی خواہشِ دل ہو کے داس گیر آدمی گئی اس مکان کی ای تو تعمیر آدمی گئی وادیِ وحشت میں بھی جاگیر آدمی گئی کھتے کھتے اک قلم تحریر آدمی گئی سامنے اوس شوخ کے تقریر آدمی گئی تب لگے فرمانے کیا تکبیر آدمی گئی یسے مرنے کی دے تشہیر آدمی گئی</p>		<p>حسرت اپنے دل میں ای تقدیر آدمی گئی نیم راضی ہو گیا منت سے یسے وہم نیم جان تب تڑپتے ہیں گلی میں ہم دل دھجک زلفِ پُر خم سے نکل آیا مرا ساتھ غیر و نکلے جو دیکھا راہ میں کل یا کو خانہ دل کو بسا کے مے ویران کیا کیا کہیں ہم کم نصیبی بخت کی اپنے دلا خطِ شوقِ پار میں یہ ہاتھ اپنا تھل گیا کیا غضب ہو جسکو دعویٰ اپنے تھا افتار کا آئے وہ یسے جنانے پر جو پھر بعد الصلوٰۃ نکلے حالِ مرگ بکا یا رقیبوں نے انھیں</p>

<p>تجملہ الفت ایسے پیر آدمی گہنی ہو کے حیران بول اٹھا تصویر آدمی گہنی</p>	<p>ہو یہی باعث نہیں آتا ہو جو تو گھر مے کچھ سکی تیری کمر کی جٹ مانی شے</p>
<p>دلین تھایہ بار دوش اپنا دوتا رنگے لحد کیا کہین پر تیزی شمشیر آدمی گہنی</p>	
<p>تجھے اوند خون فرشتے آگے تھی سو اب بھی ہو دلِ بقیاب کی حالت آگے تھی سو اب بھی ہو انجین حاصل وہی دولت آگے تھی سو اب بھی ہو بتوں کو عادتِ نجات جو آگے تھی سو اب بھی ہو وہی شش وہی حسرت جو آگے تھی سو اب بھی ہو دلِ وحشی تجھے وحشت آگے تھی سو اب بھی ہو وہی سستی کی کیفیت جو آگے تھی سو اب بھی ہو وہی کندن کی سی نگشت آگے تھی سو اب بھی ہو دلِ آزار کی مس عادت جو آگے تھی سو اب بھی ہو</p>	<p>مجھے اوشمعر و الفت جو آگے تھی سو اب بھی ہو سکنا ہو وہی ہر دم وہی دنا بلکنا ہو وہی ہو ساقِ سینِ مرتجِ بہین وہی اذکا وہی سرین سما یا ہو خیال کجکلا ہی بھی وہی فضل الہی ہو شریکِ بحرمان ہر دم وہی ہو کو چہ گردی اور وہی ضمیر انوردی ہو دکھاتے ہیں اک گدش میں آنکھیں گدش ساغر چمکتا ہو بدنِ جامے کے باہر صاف اُس سبکا ہنسنا ناجز و لانیلے اونیٹا نہیں اب تک</p>

وہی فضلِ خدا سے ہر شبابِ یار کا عالم	وہی شکل اور وہی صورت آگے تھی سب بھی ہو
نہیں لگتی ہر دم بھر آنکھ اوس کے سونے	بلے جان شبِ فراق آگے تھی سب بھی ہو
وہی ابتک تھائے حسن کا چرچا ہو عالم میں	حسینوین ہی شہرت آگے تھی سب بھی ہو
بچھے مٹنے سے میرے ہو اگر انکارِ عالم	مجھے تو خواہشِ وصلت آگے تھی سب بھی ہو
مزاجِ یار میں ابتک ہی دشمنِ نوازی ہو	رقیبوں سے وہی صحبت آگے تھی سب بھی ہو
شبِ وصلت گلے سے لگ کے میرے وہ کہتے	ذرا بتلاؤ سچ الفت آگے تھی سب بھی ہو
کرو تو بہ ڈرو کہتے ہیں تم اتنا سنا ہے	تو اسد میں قدرت جو آگے تھی سب بھی ہو

بہت جاتے ہو گھر اونکے ذرا بتلاؤ تو میرے

تمہاری امی احد عزت جو آگے تھی سب بھی ہو

مجھے ہوئی ہو کون خطائے سے بولیے	بیوجہ کیوں خفا ہو ذرا منہ سے بولیے
ہم سے شبِ وصال ذرا منہ سے بولیے	کیجئے نہ غمزدہ بہرِ خدا منہ سے بولیے
تکو اگر خیال مرا کچھ نہیں رہا	دل کھو دیا کہاں مرا منہ سے بولیے
بل بے غرور آنکھیں بھی ملتیں نہیں کبھی	جن ایک اور سر پر چڑھا منہ سے بولیے

<p> فراتے ہیں آئے جو شب کو تارے پاس خنجر لگا کے سینے پہ بولے وہ ناز سے حالت کو غیر دیکھ کے کہنے لگا یہ شوخ کہتے ہیں نہ کہتے تھے آغاز عشق میں کیسے ہوے ہو عاشق رخسار بار کے ہمے شب وصال گلے ملے کہتے ہیں بجلی گرائے گا جو ہو زلف چہرے پر مٹتے ہیں لطف مٹنے کا مٹا نہیں ہیں کہتے ہیں کیون یہ عاشق زلف دوتا ہو گل کان کھولے شائقِ سمعِ کلام ہیں </p>	<p> دکو قرار کیسے رہا منہ سے بولیے جھگڑا ہی روز کا یہ مٹا منہ سے بولیے آئی جو ہو قضا تو ذرا منہ سے بولیے لایگی بیچ زلف و تا منہ سے بولیے سو دایہ کیسے سر میں جو منہ سے بولیے بگڑا مزاج کیسے بنا منہ سے بولیے چھائی ہو کیسی یہ گھٹا منہ سے بولیے کیون اب نہیں با وہ فرامنے سے بولیے بیٹھے بٹھائے کیا یہ کیا منہ سے بولیے چلیے جو باغ میں تو ذرا منہ سے بولیے </p>
<p> بعد صدہ شب ہجران کو جانے دو جو کچھ ہوا احوال وہاں منہ سے بولیے </p>	
<p> نہ سمجھوئے انور اسکو مہر آسانی ہو </p>	<p> نہیں ہر فرق پر یہ مانگ خطا کشانی ہو </p>

اشائے کر رہی ہو یہ درازی مستِ مُشت کی	مجھے پھر دامنِ صحرا کی اب بھی اڑانی ہو
مقدّر کھینچ لایا ہو عدم سے ملکِ ہستی میز	سوارِ توسنِ عمر روانے خاکِ چھانی ہو
ادھر تو شوقِ نظارہ سے دم آنکھوں میں آیا ہو	ادھر ہر دم وہ پابندِ صلے لن ترانی ہو
رو لا کر عاشقِ شیدا کو وہ بت ہنسکے کٹا ہو	ہمیں پھر خرمنِ ہستی پر اب بکلی گرانی ہو
دو پٹا سرخ دکھلا کر وہ قاتل روزِ کٹا ہو	شہیدِ ناز کی تربتِ یہ چادر چڑھانی ہو
کبھی میرا بھی فکر آتا ہو جو افسانہ گویندین	تو وہ غصے سے کہتے ہیں سب جھوٹی کھانی ہو
خزانِ آکر چمنِ مین سطر سے روزِ کہتی ہو	مجھے اک دن کون پر پبلوئے نکال اڑانی ہو
کھڑا ہو تیغ کو کھینچے ہوئے جو میرے لاشے پر	ابھی قاتل کو شاید طاقتِ بازو دکھانی ہو
اویسی کی جستجو میں مہر کی صورت ہیں گردن	کھنچی جھکے لیے ہر جا روئے آسانی ہو
غضب کیا ہو گیا ہو دیر کا جانا بھی اہلکے	تو نکلے عشقِ مین جانِ آفتِ بچانی ہو
پھرا ہلکونہ امی ناصح سیکارونکے کوچے سے	ابھی سوداے گیسو بھی بلا سر پر چڑھانی ہو
کیسے شعلہ رخسار کی الفت میں بس اک دن	مثالِ طور آتش خانہ تن میں لگانی ہو

جھکا دیجے احد گردن کو پیشِ برو جانان

اگر شوقِ شہادت میں تھیں تلوار کھانی ہو

نظارہ جلوہ گاہ شبیر بہار ہو	جیسے کہ پیش چشم رخ گلزار ہو
اپنا غبار سر سے چشم بہار ہو	بعد فنا فیض رخ گلزار ہو
مسکن کبھی حلب تو کبھی پھرتا ہو	جیسے تصویر رخ و گیسو بہار ہو
دیخ چرخ تیر سبز گہ کا شکار ہو	ابر و کمان ہو اور ہو صیاد ترکشتم
شاید شریکِ آہن ہمارا غبار ہو	صحرایں گرد باد کو چکر ہو بطرح
اوی شوق دید کسکاتے انتظار ہو	آنکھیں پس فنا بھی نہیں ہوتیں اپنی بند
دیکھا تو گل کے ساتھ چینیں بھی خار ہو	خالی خلش سے پایا نہ دنیا میں کوئی شکر
بولے وہ ہنسکے آپ شامت سوار ہو	مانگا جو اونے بوسے لیے پھر کبھی
بیوجہ یوں نہ اپنا مکدر غبار ہو	شاید پس فنا بھی کہ ورت ہو کچھ اودھن
اوی انتظار کسکاتے تھے انتظار ہو	دم بھر کو ٹلجاتا ہی آئے نہیں ہر دم
اک گوشہ جباب ہمارا مزار ہو	اوی بحرِ سن اپنی یہ حالت ہو بعد مرگ
ان آہو و نکلے چرنے کو اک غزار ہو	مزدیک چشم سبزہ خطا کا نمونہ بن

<p> صبر کے جھونکے جھونکے نسیم کے ہین الہ سے شوقِ یثرب وصلِ یار کا نارِ دان نہیں جو کہ چہ کمال میں جانِ نیر بہرِ خدا جو آنا ہو دم بھر کو آئیے بعدِ فنا بھی درِ پڑتھر یب قبر ہو وہ ناتوان مرا ہوں نکیرین کو تپا دامن سے آنسو پوچھ کے بہاؤ کیسے تپا سینے پر رکھا ہاتھ تو کچھ ہنکے بولے و وہ ناتوان تُو تُو ہونڈھون پانچون دپتا دشتِ جنوین آبلے یثرب حشم ہین عاشق ہوں اسکی مڑگان کا صحرانِ دل فرمایا دیکھ آؤ احد کو کہ سنتے ہین </p>	<p> وہ گل نہیں تو گل بھی گلستانِ خار ہو آنکھوں میں انتظار کے بھی انتظار ہو اندھیر بیچ اور وہاں مارا مار ہو مدت سے اپنے پہلو میں دل بقرار ہو ای گردشِ فلک نہیں اب بھی قرار ہو ماتا نہیں کفن میں کہاں جسمِ زار ہو اشکو کے ساتھ دل بھی سائین قرار ہو دیکھا یہ نخلِ حسن بھی کیا میوہ دار ہو مجھے چھپا ہوا یہ مرا جسمِ زار ہو مڑگان کی جاہر ایک مغیلا نکا خار ہو دل میں ہر ایک کے بھی مجھے خار ہو جاری ہین اشکِ شمع سے دل بقرار ہو </p>
	<p> شاید دل اپنا عشق میں جن ہو گیا احد </p>

جو قطرہ اپنے اشک کا ہو رنگداری

چشمِ مستِ یار کی زندانِ مینِ تاثیر ہو	قلقلِ مینا سے موی ہر نالہ زنجیر ہو
بعدِ مردن بھی یہ عشقِ زلف کی تاثیر ہو	موجِ دو در دل سے اپنے پائونین زنجیر ہو
ضعف سے یہ حالِ ندائین بت بے پیر ہو	جسم پر اپنے گمانِ نالہ زنجیر ہو
موت کس دیوانگی زندانین دنگیر ہو	آج ماتم خانہ ہر اک حلقہ زنجیر ہو
کے کا ذبا لہ ہو چشمِ سیاہِ یار مین	یا کوئی خوش چشم آہو بستہ زنجیر ہو
جاتی ہو دم سے میرے رونقِ زندانِ ضیق و	پائون پڑتی اسلئے وحشت مین زنجیر ہو
ابتدا سے سلسلہ ہو زلف جانان سے مجھے	پائونین و زرازل ہی سے پڑی زنجیر ہو
اونیم صبح تو پھولونکو یون جھونکے بند	موج بے گل کسی کی پائونین زنجیر ہو
جانے کس شمعرو سے لو لگی ہو دل کو پھر	موجِ دو در دل کی صورت پائونین زنجیر ہو
پوچھنا لو گوئیے یون قاصد نشانِ قسراً	کسکے دروازین زلفِ حور کی زنجیر ہو
باز نہ لاتے کیون نہیں مضمون زلفِ یار کو	پائون او فکرِ رسا کیا بستہ زنجیر ہو
ہو کے پردے مین انھین کے دل تڑپتا ہو مرا	اب گلے مرغِ بسل حلقہ زنجیر ہو

یاد آ جاتی ہو زلفِ یار اسکو دیکھ کر	باعثِ وحشت ہمارے پاؤں کی زنجیر ہو
واہ رمی تاثیرِ خاموشی دل بے ضبطِ عشق	جو صدا دیتی نہیں وہ پاؤں نہیں زنجیر ہو
عشق میں گیسو کے ہم زنجیر رکھتے ہیں ہر	اندون وحشی کو تیرے بست زنجیر ہو
تیری فرقت میں مجھے زندانیں اور پائے سزا	حلقہ گردابِ عنس ہر حلقہ زنجیر ہو

سلسلہ ہو زلفِ جانانے مے دلوں

ہاتھ میں از دوزون اپنے عرش کی زنجیر ہو

میں وہ وحشی ہوں می فحشت میں یہ تاثیر ہو	جلوہ گاہِ صورتِ مجنون مری تصویر ہو
شکوہ کیا غیر ٹکے کھنچنے کا یہاں کچھ کیجیے	خود کھینچی مجھے ازل ہی سے مری تصویر ہو
اشکو تم بچ بچکے شکوٹ بٹائے کہیں	آنکھ کی تیلی کے اندر یار کی تصویر ہو
بہو دی میں اس قدر محوِ جمالِ بار ہوں	جس طرف میں دیکھتا ہوں یا کی تصویر ہو
جسے کی ہو جلوہ فرمائی تری صورتِ نیا	شیشہ دل اپنا اک آئینہ تصویر ہو
جب لگتا ہوں تری تصویر کو آنکھوں نے میز	کتے ہیں دیکھو کسی بٹیل کی تصویر ہو
خاک کے تیلے کو دنیا میں نہیں بیاغز	صورتِ انسان جہاں میں اک گلی تصویر ہو

تو وہ گل ہو دیکھ کر سکتے مین تجکو ہو گئی	آج بیل بھی چن مین بیل تصویر ہو
گو جدا مجکو کیا جل جلکے تو نے ای فلک	شکر ہو دل مین ہمارے یار کی تصویر ہو
جب نکیرین آکے پوچھینگے تو کہہ دے گائیز	ہوں اوسیکا بندہ جسکی دلین تصویر ہو
گر موقع مین جہانکے غور سے دیکھو اسے	سے پاتک صورت مجنون مین تصویر ہو
دیکھتا ہو جو تری تصویر کو کہتا ہو یہ	کس بلا کی کس غضب کی شوخی تصویر ہو
کہتے ہیں ذی فہم دیوان کو مے یہ دیکھ کر	سے پاتک اس مین معنی کی کھنچی تصویر ہو
آگاہ آنکھوں سے لگاتے ہو گئے سینے سے تم	اتھ مین کسکی تھارے اتر اتر تصویر ہو

ہم تھین سے پوچھتے ہیں اور حلچ حلچ کہو

یہ غزل ہو یا کہ حسن و عشق کی تصویر ہو

تشہ لب ہوں عشق ابرو اپنا دامنگیر ہو	باعث تسکین فقط آپ دم شمشیر ہو
روکے جب مینے کہا اب موت دامنگیر ہو	ہنکے فرمایا کہ یہ بھی خوبی تقدیر ہو
صیدا ہو کا ہوا ہو شوق پیدا یا ر کو	آنکھ اوس خوش چشم کی از دزدان گیر ہو
ڈھونڈھتا پھرتا ہوں خم دین خانہ صبا کو	اس قدر شوق اسیری محکوم دامنگیر ہو

آج مقتل میں اشار تیغ قاتل کا یہ ہو
 اس قدر نادم مری قسمت کو لکھ کر کے ہوا
 کیون نہ ٹپے رات دن پہلو میں ادا بروکمان
 اک طرف مشغول ہوں تیر وصل بابرین
 کیون رگ گردن کو ہوا الفت قاتل تیغ
 ضبط نالہ جس قدر ممکن ہوا ہی دل چاہیے
 لاکے کہتا ہی یہ مجھے نامہ بر خطا بار کا
 کاٹ ڈالین لیکے قاتل خود گلے کو اچھے
 کیون نہو طبع رسا کو شوق مضمون بلند
 زخمی تیر نگہ ہو کر کے ادا بروکمان
 وصل کی شب اس قدر قاتل مؤذن ہوا
 گرد عارض ہنرہ خطا دیکھ کر کہتے ہیں لوگ
 سو خلیل اللہ سے مت ڈھاؤ یا دیکھنے کا ہنر

اے پیاسا اس طرف آبِ دمِ شمشیر ہی
 خود کفِ افسوس ملتا کاتبِ تقدیر ہی
 تیر مژگان کاترے دل اندون پنجر ہی
 اک طرف تکتی مرا منہ خود مری تقدیر ہی
 خود رگ جان تشنہ آبِ دمِ شمشیر ہی
 فائدہ نالے سے کیا جب نالہ تیر ہی
 دیکھو نامہ نہیں یہ نامہ تقدیر ہی
 تیغ سے تیرے گلے ملنے کی یہ تدبیر ہی
 اندون ملکِ معانی میں می جاگیر ہی
 دل مرا پہلو میں مضطر صورتِ پنجر ہی
 نعرہ اشد اکبر فوج کی تکبیر ہی
 مصحف رخ کی خطا بجان میں کیا تفسیر ہی
 کعبہ دل اے تو اشد کی تعمیر ہی

دیکھ کر بیخود ہوا میں یا کہ ہر اذکار کا قصود	کسکی آخری ہجوم بیخودی تقصیر ہو
جب کبھی گھر کی طرف آتے ہیں میرے جد	نالہ کر کے نالہ کہتا ہوں مری تاثیر ہو

کون بے بختی میں مجسا ہو گا دنیا میں احد	
جبکی قسمت لکھ کے نام خامہ تقدیر ہو	

صدائے لب زخم بسل یہی ہو	جگہ لوٹ جانے کی قاتل یہی ہو
انگہ کا ترے یار بسل یہی ہو	ازل سے تڑپتا ہوا دل یہی ہو
جو نکلا وہ لیکر کے تیغ ادا کو	مری جان تڑپی کہ قاتل یہی ہو
کشش سے کہو اب تعلق سے کہے	نہیں ملتے وہ دوری دل یہی ہو
اوانے کجی یہ سکھائی ہو تھکو	بہت بل کی لیتے ہو مشکل یہی ہو
لب زخم سے مرجا کی صدا ہو	اشارا ترا تیغ قاتل یہی ہو
ہمین سے اب الٹی چراتے ہو آنکھیں	ان آنکھوں کے لڑنے کا حال یہی ہو
سنبھل کر قدم اپنا اونا زار کھنا	نہ نعرش نظر پر ہو مشکل یہی ہو
روان بحر خون آپ شمشیر سے ہو	مے غسل کا گھاٹ قاتل یہی ہو

<p>نہ پوچھیں تو مر جائیں اور طلب میں دلِ غمزدہ کو نہ پٹی پڑھاؤ مذہب کو حقارت سے اسکی طرف تم ستانے کا شکوہ جو کرتا ہوں اور رہِ عشق کی سختیاں یہ سنی ہو سبب پوچھتے ہو مے رنج کا تم رہِ کعبہ لین اب رہِ دیر چھوڑیں غمِ یار کی عسر زیادہ ہو یا نزل گوئی آسان ہو لیکن کہ کیا</p>	<p>بہت قرب او بعد منزل ہی ہو سنا ہو گا استادِ کامل ہی ہو کسے جو جگہ دلیں وہ دل ہی ہو تو کہتے ہیں اب خواہشِ دل ہی ہو نہ چلنے سے طر ہو وہ منزل ہی ہو زبان سے نہ کچھ نکلے مشکل ہی ہو ارادہ مرا حضرتِ دل ہی ہو مرا اندونِ مشفقِ دل ہی ہو طبیعت نہیں لگتی مشکل ہی ہو</p>
<p>مجھے دیکھ کر اہلِ مروت یہ بولے ٹھہریے احدِ پسلی منزل ہی ہو</p>	
<p>عمر بھر مجھے پھری میری قسمت ہی اہی لاکھ لکھین ہننے محبت کی بھی باتیں لکیز</p>	<p>مجاہد نے کی فقط یار سے حسرت ہی اہی تکو ایجاں جہان ہم سے عداوت ہی اہی</p>

<p> کیا کرین اگلی سی اپنی نہ طبیعت ہی ہی آئینہ رویہ کو جب دیکھو کہ ورت ہی ہی منہ دکھانے کی نہ اشتہ صیورت ہی ہی اک نہ اک پر مری تاعمر طبیعت ہی ہی سر پر اک وز مرے اک نہ اک آفت ہی ہی اس جنا پر بھی مجھے آپسے الفت ہی ہی </p>	<p> نامز بیجا بھی اوٹھائیے تمہارا ایجان لاکھ ہم انے صفائی سے مے بھی لیکن بندہ ہو کر کے کسی بت کے خدا کو بھولے لاکھ چاہا کہ چاہینگے کیسکو امی جان عاشق کیسو پچان ہوئے جسے ایجان آپنے گرچہ مجھے صدمہ بیجا بھی دیے </p>
--	---

آکے آغوش تنہا میں نہ بیٹھے وہ

خوبی بخت سے تاعمر شکایت ہی رہی

<p> کیا وہ نہ آئینگے تو قضا بھی نہ آئگی اب لیکے ہوئے زلف بھی نہ آئگی ٹوٹے گا اس طرح کہ صدا بھی نہ آئگی چھیر ٹونگا میں تو شرم و جیا بھی نہ آئگی افسوس بے زلف و تاج بھی نہ آئگی </p>	<p> کہتے ہیں وہ کہ میری بلا بھی نہ آئگی سنتے ہیں وہ کہ چہ کاکل کی بندہ اک وز اپنا شیشہ دل سنگ جو سے نام خدا شباب ہو ترانے جاتے ہیں قدغن یہ ہو کہ باد صبا کا نہو گذر </p>
--	--

<p>کچھ غم نہیں ہو جان کے جائز کا غم ہو قاتل نگاہ لطف اگر ہنسہ ہو یہی پچھتاؤنگے وہ ہاتھ کوئلے سے بعد</p>	<p>ان غلاموں کو یاد بھائی آئیگی سترک ہائے تیغ ادا بھی آئیگی کیا اونکو یاد سیری نا بھی آئیگی</p>
<p>اونکی طرح سے روٹھ گئے یہ بھی او ا پیغام لیکے باد صبا بھی آئیگی</p>	
<p>ہوا اٹکی ہو عنبر بزیہ اوس گل کے دامن سے گیا تھا میں چڑکست پر یہ شومی ہو تنا نہکت لعلِ دوتا کی تھی جو پھولون میں چھری صیاد نے پھیری مگر حلقوم بلبل ایرانِ قفسِ اسی سو ملکِ عدم ہونگے مزا کیا ہو اگر تنہا جلی او بلبلِ نالان زری زلفِ دوتا کی چنے یہ گل کھلانے ہیں تھامے گیسو مشکین کی نکست جبکہ بھی نہی</p>	<p>نسیم نو بہاری پھر گئی آکر کے گلشن سے غبارِ خاطر فرحت میں نکلا بنکے گلشن سے نخلِ آبی ہو موج بے گل بنکر کے گلشن سے صبا کیون خاک اوڑا آتی آخرش کلی ہو گلشن سے سلامِ آخری کنسا صبا یاران گلشن سے جلائے آشیان بھی آتش کھائے گلشن سے چلی آتی ہو موج بے گل بھی آج گلشن سے چرا کر دم کو اپنے بے گل بھاگی ہو گلشن سے</p>

<p>اسیرانِ قفس کو پھر دوبارہ زندگی بخشی جو گل کھائے ہیں اس گل کی محبت میں کافی ہیز جدھر دیکھو وہ صراحتِ صانع نمایاں ہو خزانِ آئی نہیں تاہم یہ کھلائے جاتے ہیز کہا صیاد سے بلبل نے رو رہ کر میتے دم خزانِ آخر چلی آتی ہو لیکن کھو کدول کو وہ بلبل تھا قفس میں سے مرنیکی خبر سنکر</p>	<p>صبا بنکر کے آئی ہو میسا آج گلشن سے ہم امیر سیر چین باز آئے اس گلشت گلشن سے طلسم دیدہ حیرت بنے ہیں سیر گلشن سے خدا جانے صبا کیا کہنسی گھمائے گلشن سے ہے کونا ملا مرقد کا کچھ دیوار گلشن سے ہمارے باغ مل لے اور بھی روز گلشن سے ہمارے باغ گھبرا کر نکل آئی ہو گلشن سے</p>
---	--

نہو جب پاس وہ گل تو بھلا کیا لطف ہو حاصل
بہلتا ہو کہیں اپنا احد دل سیر گلشن سے

<p>تنہاے اسیری گر کے خواہش مے تن سے جنونِ جہدم چھٹی ہو روح اپی محسوس تن سے نہ مجسا عاشقِ جانا ز پیدا دوسرا ہوگا لگاوتِ روح کی دیکھو لگا کر تیغ جب پہنچی</p>	<p>نخل آنے ابھی قمر کی صورت کی گونج سے اسیری روئی ہو کیا کیا لپٹا کر طوق گونج سے لگا کر تیغ پچھائیگا قاتلِ سیری گردن سے نخل آئی ہو آبِ تیغ قاتلِ نیکے گردن سے</p>
---	---

<p> غضب کی سخت جانی ہو نہیں بول ہو ہیز بوقت قتل محبت نے عجب محبت کھائی ہو یہاں تک روئے ہیں اوس عجیب خوبی کی محبت جو کیفیت کسی تھی ایک دن بخانے میں اپنی جھکے گرچہ ہوشمن بھی تو جھکاتے ہیں ہلوس رہائی پر خون برسوں ہوا جہاں اسیری کا بوقت فوج ہنستے ہیں ہمارے زخم یہ ڈر ہو </p>	<p> پٹ جاتا ہو جھلا کر کے قاتل میری گونج گر یہاں قضا کو چھا کر نکلی ہو گردونج ملا ہو حلقہ گرداب دریا طوق گردونج صد اقل کی ایک آتی ہر شیشے کی گردونج جو دیکھا تیغ میں خنم تو لگا یا اپنی گردونج ہیں سمجھا کیے قیدی نشان طوق گردونج نکل آئے نہ اچھو بنکے آہ تیغ گردونج </p>
--	---

نہیں اونکو محبت تو احد آخر یہ پھر کیا ہو
میں روتا ہوں تو ہنس کر وہ لگا لیتے ہیں گونج

<p> نہ سمجھا دوست مجھ کو جلا اوس شوخ پرفتن شب مہتاب میں ہنس کر کے یہ شوخ کتا ہو بسان آسدا نہ ملا گردش ہوئی جاں نہیں سنتے ہیں خنم دیہ گالیان ہم چھیر کر گونج </p>	<p> خدا اس دل سے سمجھے ملک یا یہ کیسے دشمن سے تا شا دیکھے کو ندی ہو بجلی سے کے خرم سے مجھے آتا ہو چکر دانہ رزق معین سے مزاج ناز کو ہم پوچھتے ہیں اونکے جو بک </p>
---	--

بوقتِ شانہ رخ سے نہیں سٹی ہو زلف کی	کنارہ کر رہی ہو غلت شب و ز روشن سے
سمجھو دامنِ نظارہ جنبش چاہیے ورنہ	چراغِ زندگی ہو جائیگا گل بادام سے
وہ ناکامِ تمنا باغِ عالم سے گیا ہو نہیں	مہ می افندہ دگنی ناہر ہو میری شمعِ مرن سے
جو ایذا غیر کی چاہیے وہ خود گردش میں پڑنا ہو	یقین جب کو نہ ہو وہ پوچھلے سنگِ فلان سے
تواضع لاکھ دشمن سے ہو پر نال ہو دل	ختمِ شمشیر کا مقابلہ ہو پتھرِ سلیم و دشمن سے
ہمارے پاس آنے میں یہ ڈر فرطِ جلیسے ہو	نہ جھانکنے مردِ دم دید و کہیں گام کی چلن سے
ضرور اس شہسوارِ حسن کا ہو گایہ دیوان	مہ نو کا بنے گا طوق اکدن نعلِ توسن سے
کہا تک آخرش عصیانِ نمازِ آخری پڑھے	وضو کر کے دلِ نادان تو آبِ تیغِ آہن سے
غضب کی تیرہ بجتی ہو جو کھینچوں آہ دم بھر کر	نخل آئے دھوانِ ایجان چراغِ روز روشن سے
سلامت کو چہ کاکل سے پھر کر آگیا اول	خدا کا شکر کرا چھا بچا قابو سے دشمن سے
بزرگ آسنا گھر بیٹھے روزی مجھ ملتی ہو	خدا بھر دیتا ہو منہ دانہ رزقِ معین سے
خیال خانہ بربادی اسے تھا جو نکلتے دم	پلٹ کر روح کیا کیا روئی ہو غشاخِ تن سے
پس مردن بھی باقی ہو اثر یہ ناتوانی کا	کچھ اوٹھکر بیٹھ جاتا ہو گولاپنے مدفن سے

<p>وہ ہو نہیں نرم دل جا بجا بیان تذکرہ کیا ہے</p>	<p>احد تکلیف ہوتی ہو مجھے تکلیف دشمن سے</p>
<p>غزل گوئی نہیں اپنی احد جادو بیانی ہے</p>	<p>تعلیق و لکھو میرے ہو جو چشمِ شمع پر فتنے</p>
<p>نخل آئے ابھی خورشیدِ محشر کے روز سے بنایا ہو قفسِ صبا و نے تلخِ نشیمن سے وہ ان اک نام کے نکلیں گے شراکِ مدفن سے کبھی غفلت نہ ای دل چاہیے پہلو سے دشمن سے ہر آنکھ کو نکولتے ہیں نشانِ نعلِ آتش سے چلے آؤ جھپکتے کیا ہو تم مرگانی چلن سے صلے مرجا آتی ہو اب تک اپنے مدفن سے تو بھٹاتے ہیں دل کو نالہ زنجیر آہن سے بہت تنگ آگئے ہیں اندون اپنے جوبن سے عیان ہو طور کا شعلہ چراغِ زہرِ آہن سے</p>	<p>کہیں جھانکے جو تو آکر پریر و اپنی چلن سے نہ بجائے رہائی کی تناتا اسیر و نہیں کبھی ٹپے قصر و ایوان کے لیے بانِ زندگی پتلی سے کھل کر بچے پہلو سے ہوا ہو ہنشینِ اوسکا سو صحرایِ آہی کو نساخِ خوش چشم آیا تھا جو آنا ہی اڑھا کر آنکھ کے پردہ میں آجاؤ کیا ممنون منت ہتھہر شمشیرِ قاتل نے صد پانرب کی ہلو جو یاد آتی ہو دنیاؤ نہیں بھولے سلاتے ہیں خوشی سے اپنے جامِ نیر چھپاؤ لاکھ مند دہن سے لیکر چھپ نہیں سکتا</p>

<p>خدا شاہی شک پوچھ لو اس شوخ پر فرج سے خدا محفوظ رکھے مجھ کو اس پہلو کے دشمن سے نکل آؤنگا خون نیک کے قاتل کے دامن سے تماشا ہو کیا گی ظلمتِ شبِ روز روشن سے فرشتے آنکھ ملاتے ہیں اگر سے دامن سے کڑے نکالے کر ہی سہسکے ہم زنجیر آہن سے فیصلے میں جلن ہوتی ہو زیادہ حاصل و غن سے عجبات تھی جب قاتل چلا تھا سے مدفن سے وہی سمجھے گا جو وقتِ احدِ خوب اس فن سے</p>	<p>ہماری آرزو سے دل نکلی وصل کی تنہی خرابی کی مری ہر دم یہ دل باتیں کھاتا ہو چھپے یہ خونِ ناحق حشر میں مکن نہیں پنا نہیں ہٹکر کے رخ سے پشت یہ آگے لگیو مجھے تر دامن پر بھی اسے ناصح یہ رہے ہو جو ہم زدا نیون کا امتحان اُسے لیا کر جو ہیں طامع او بھین جن سوز و غم دولت کیا حاصل تھی حسرت کچھ اُسے کچھ قتلِ ناحق کا تصور تھا گل و بلبل نہیں اشار میں اپنے فقط مضمون</p>
--	---

نکیو نکز شاعری کو ناز ہو دم سے احد میر
 فصاحت اور بلاغت مجھ کو حاصل ہو کر ہیں

<p>طاسِ سیما ہوا پنا کو تر دیکھے منہ تو اپنا آئے میں بندہ پروردیکھے</p>	<p>خط کو پھر پڑے گا پہلے حال مضطر دیکھے کسکے آغوشِ تنہا میں ہے ہورات بھر</p>
--	---

<p>سر چڑھا ہوں کسکے مین میرا مقرر دیکھے شب کے پردے مین باض صبح مقرر دیکھے نگہنی ہو گردش تقدیر چکر دیکھے گوشہ تجرید مین رہ کر کے گوہر دیکھے خانہ آئینہ مین مہمان ہو کر دیکھے جسطح لڑتے ہوں دماغس پڑ دیکھے ہوں جابِ بحر کی صورت مین مہر دیکھے سایہ کرتے ہیں اپنے پر سے تجر دیکھے خانہ زنجیر مین ہو شورِ محشر دیکھے عید کا سامان نظر آتا ہو گھر دیکھے ای صبا اسکا ہو سہرہ تیرے ہی گرد دیکھے سوج کب دیتا ہو آخر آب گوہر دیکھے</p>	<p>پھسکے دلِ لفونین ہونکے دیکھے کتا ہو کیا چھوڑ کر زلفِ دوتا کو رخسہ کتا ہو وہ شوخ بے سبب تانہیں مہنِ خوبی قسمت ہو یہ گوش تک پونچا حسینوں کے بڑھایہ تیر صاف دل ہر نیک بد کو دلیقہ ہیں جگ اسطرح چٹمک ہو آنکھوں مین طلائی رنگ جانیے گانیٹھیے یہ آخری دیدار ہو تو وہ ہو صیاد تیرے صید اکثر دھوپ تیر قیدی زلفِ دوتا شاید چلے سوسے عدم میسے مرنے سے رقیبوں کو ہوئی ہو یہ خوشی نکت زلفِ دوتا کب تک اوڑھ لاتی ہو تو جگو پاسِ آبرو ہو وہ اڑھتے ہیں کما</p>
--	---

ای واحد جاتا نہیں کہ دم بھی دست کا نیا

راہن سینے پہ یہ رہتا ہوتا چہرہ دیکھیے	
کو چہرہ کا کل میں جاتے ہو تو بہتر دیکھیے تا توانی کے سبب پانوں بھی اوٹھے نہیں بیٹھ کر پہلو سے اپنے اوٹھائے تم روٹھ کر عشق بت یادِ خدا فکرِ معاشِ دنیوی تھا وہ قیدی میرے دم تک تھی خوشی نہیں بھی لاکھ ڈھونڈے آپ کے مانند ملنے کا نہیں مانا میں نے شوئے رفتار نے مارا مجھے بل کی ہر دم عاشقِ جاہل سے لیتی تھی مات سے ڈھاؤ یہ پھر گر کے اوٹھنے کا نہیں کشتے دل ہو نہیں گردابِ غم میں سبب اغنیاء و لیں جگہ مفلس کو دین پر کیا حصول	حضرتِ دل آئیے گا پھر بھی پھر کر دیکھیے حلقہ نقشِ قدم ہو مجھ کو لنگر دیکھیے رگہائی تقدیر اپنی ہاتھ ملکر دیکھیے عمر دو روزہ میں ہیں یہ بار سر پر دیکھیے حلقہ ماتم ہو اب زنجیر کا گھر دیکھیے شمع لبر ہاتھ میں خورشید محشر دیکھیے خون ناحق آخر شہر کے سر پر دیکھیے سر چڑھی ہو آپ کی زلفِ معنبر دیکھیے کعبہ دل ہو تو اس کا گھر دیکھیے دے رہی ہو گردشِ تقدیر چکر دیکھیے تر نہیں رشتے کو کرتا آب گوہر دیکھیے
خاک چھانی ہو چراک مہر کی نقشبند	

	پاؤں کے چھالے ہیں اپنے مثل اختر دیکھیے	
<p>پہلے منہ آئینے میں خورشید محشر دیکھلے</p> <p>آبرو پہلے تو اپنی آب گوہر دیکھلے</p> <p>تیغ قاتل سے کہو اب اپنا جوہر دیکھلے</p> <p>بیقراری کو مری گر صید مضطر دیکھلے</p>		<p>یون نہیں ممکن کہ تیرا رے انور دیکھلے</p> <p>تیرے دانتوں کے مقابل ہو بکے بازار میں</p> <p>سرفروشی کے لیے حاضر ہیں سائے سرفروش</p> <p>پھر نہ تڑپے دم بخود ہو جائے اک سکتا ہوا</p>
	<p>ہو زمین شعر کو رہتہ فلک کا ادا</p> <p>اپنے دیوان میں ہر اک نقطے کو اختر دیکھلے</p>	
تقریباً دلپذیر جناب مولوی محمد کریم بخش صاحب فنی کلکٹر مرزا پور رئیس شہر مہلی		
<p>احمد الاحد الذی لم یکن لہ کفو احد۔ واصلی علی حبیبہ الذی لاشبہ لہ ولاد۔ انسان عبد الاحسان کا اقتضایہ ہو کہ ہم کوئی احسان کرے تو ہم اس کی خدمت کریں۔ ہمارے کوئی راحت ہے تو ہم اس کا شکر ادا کریں۔ میں بڑھا ہوا تھا کہ مولانا محمد عبد اللہ صاحب تشریف لائے۔ ایک کتاب مولانا کے ہاتھ میں تھی میں نے پوچھا کیا ہے مولانا نے وہ کتاب میرے ہاتھ میں دیدی۔ دیکھا تو مولانا کا دیوان اردو ہے۔ میں نے اس کو پڑھا اور سرت حاصل ہوئی اس سرت کا شکر ادا کروں تو کفران نعمت ہے۔ سب سے پہلے جو خوشی اس کلام کے دیکھنے سے ہوئی وہ طبیعت کے جوش آمد سے تھی۔ کلام میں کہ ایک دیلے زخار کی طرح جوش میں روان ہو۔ ایک ایک زمین میں کئی کئی غزلین اور ایک سے ایک بڑھکر۔ پھر مضامین آفرینی اور نازک خیالی سبحان اللہ۔ جو دت ذہنی اور استعداد کا سرمایہ ظاہر ہوتا ہے۔ اگرچہ مولانا کی</p>		

عمر تحصیل کمالات فنون عربیہ میں بسر ہوئی ہو اور منطق و فلسفہ و ریاضی معانی و ادب فقہ و طب خلاصہ یہ کہ معقول و منقول میں شہرت حاصل ہو لیکن نظم و نثر فارسی اردو میں بھی وہ مرتبہ عالی حاصل کیا ہو کہ حیرت ہوتی ہو تینتیس سال کی عمر میں ان کمالات کا جامع ہونا ہزاروں بلکہ لاکھوں سے کسی ایک کو نصیب نہیں ہوتا ہو۔ و ذلک فضل اللہ یؤتہ من یشاء۔ اب اگر مولانا کی شان میں یہ کہا جائے کہ وہ اپنے زمانے میں یکتا ہیں۔ تو امید ہو کہ یہ شاعرانہ بنا لفظ تصور کیا جائیگا۔ احمد تخلص کتنا موزون ہو۔ اور مولانا کی عمر اور فنون عربیہ کے کمالات پڑھنا کر کے اردو شاعری کو اس تہ عالی پر پہنچانا بیشک عبد اللہ ہونے کی برکت ہو۔ نام یکتائی کے لیے کتنا شایان ہو۔ فقط

تقریب جناب محمد الرحمن صاحب معنی متوطن جان فظ آباد عرف تیلی بھیت جال رٹ اسپر شہر مرزا پور

پرستاران شاہد وہم و خیال شعرا و نقار گیان حسن و جمال صورت و مضمیٰ کو فردہ ہو کہ شاہد شوخ مزاج سراپا ناز یعنی دیوان معجز بیان مولانا محمد عبد اللہ صاحب احدا لہ آبادی کا بصداد او نازیر سر جلوہ ہو چشم ظاہر نازنینون کا تذکرہ۔ اور بحقیقت دستور اعلیٰ شعرا۔ اس دلبر رعنا کو گلشن گلہاسے راز و نیاز اگر کیجیے تو بہت بجا ہو۔ یا مینا نہ صہلے ناز و انداز قرار دیجیے تو نہایت زیر با۔ گلزار سخن میں بلبلوں کی زبانوں پر ہر سو یہی صدا ہو سے ابن نخل کہ اردو چشمہ جان رستہ کہ گشت ستارہ دین خط کہ دہیاد و مزہر کہ نوشت ستارہ ہر سطر و لفظ ایک نخل ہے خیالات نگین کا اور ہر صفحہ گلشن تازہ بہار ہو مضامین کا۔ ہر بیت مثل بیت ابرمے مہ جینان بلند مضمون۔ اور ہر مصرعہ بیان قد محبوبان موزون۔ سر سے پانک ہر مقام پر ناز و کرشمہ سرگرم جلوہ فروشی۔ اور انداز و عشوہ مشتاق ہم آغوشی سے زلف و فرق تاقدش ہر کاکہ می نگرم کہ کرشمہ دامن دل میکشد کہ جانیجاست کہ شوخی ترکیب و چستی بندش و خوبی بیان لطف و عتاب وضع استعارہ و اسلوبی کنایہ ماشا اللہ۔ اس شاہد طناز کے مناد سے جناب سودا کا سودائی ہو جانا اور حضرت آتش کا آتش حمد سے جل جانا اگر موجود ہوتے تو بعید نہ تھا۔ میر و سیر نرا ہی جو موجود رہا ریتہ تھے اگر منصف ٹھہرائے جاتے تو اس کلام فخر نظام کے مقابلے میں اپنے کلام کو کیا کہتے۔ اس عہد میں اگر

شاہ ظفر سا قدردان ہوتا تو ذوق وغالب مومن خان کا کوئی پرسان نہوتا۔ جاتے غور ہو کہ قطرے کو دریا اور درے کو آفتاب بنانا۔ ہر شخص کا کام نہیں۔ سخن سنان، دشمن اور دشمنان انصاف پسند اگر انصاف کو ہاتھ سے نہیں تو گوجا زمین گفتگو کریں لیکن سحر کے قرار دینے میں کچھ تامل نہیں کر سکتے۔ خوشا تقدیر اس ریختہ کی کہ ایسے سببان کی زبان سے آشنا۔ اور ایسے حسان زمان کے بیان میں جلوہ نہا ہو۔ جناب احد کو اسم بامسمیٰ شاعر کی تکرار دینا کیسے طبع ثایان نہیں بلکہ کسر شان ہو۔ یہ وہ وجہ و باجوہ ہو۔ کہ جہاں فصاحت و بلاغت کو اپنی رسائی پر ناز اور علم و لیاقت کو فخر و اعزاز ہو۔ جب سحر بیانی اور آتش زبانی خود شاہد حال ہو۔ تو کسی کی ثنا و صفت کا کب خیال ہو۔ سچ ہو کہ ناقہ قدردانی زمانہ نے نغمہ طرازی اور سخن پردازی کو سزاوار گریہ و زاری بنا دیا ہو۔ تاہم یہ ساز ہزار آہنگ مژدہ ساز ہو۔ کہ بس ٹھنگ کا گوش دل دماغ شنوا ہو۔ اوسکو ویسا ہی خط و فائدہ ہو۔ جتنے والے چاہینگے اور پہچاننے والے پہچانینگے کہ مولانا احد کی توجہ نے اردو سے سلی کی توقیر کو کس قدر بڑھایا اور سچے کی آبرو نے کیا پایہ پایا خواہش دل آرزو مند تو یہ ہے کہ یہ دلبر پریشاں و راز نظر غیر اپنا ہی منظور نظر و خیال رہتا۔ اور بخلاف اسکے شان معشوقی اور صفت دلربائی کو ہر دل عزیز اور ہر جانی ہونا موجب کمال تھا۔ اس اجتماع صدیقین سے میں دم بخود کہ سرکار حسن و جمال سے یہ حکم آیا کہ نازنینوں کا فرمان ناز بردار و نکاح ایمان ہوتا ہو اسی فروغ نیازدکیش محبو کہ مدت سے دلدادہ ہو جڑا بجا ہو۔ بجز تسلیم و رضا چارہ نہیں۔ عرض کر کہ۔ رضاے ماہمہ آنست کان رضاے شہاست۔ لہذا دست بدعا ہوں کہ بابر اس نازنین پر پھر کو مطبوع طبائع جہاں و جہانیاں اور مقبول طہاسر دلدادگان مولر بایان کیجیو۔ اور حاسدون اور کلمتہ چہنوی کی نظر بد سے محفوظ اور مصون رکھیو۔ بالنون والصا و فقط

تقریظ و پذیر جناب مولوی کریم الدین صاحب ساکن مرزا پور شاگرد مصنف مظلمہ

حمد لمن هو خلق البریۃ۔ و افاض ما علی الرتب العلیۃ۔ و رقا علی المذبح السنیۃ۔ و ناسجا بالانجومی السمریۃ۔ و ادا ما الی عقبی الدار الی لیس بلا منہا للذنیۃ و العلیۃ۔ و اعطا ہم عیشۃ رضیۃ۔ و صلوات لمن امری مسری الہدایۃ المصلطیۃ

وسح نظرہ علی مسلح الدعوة المرضیۃ۔ وسلا ما علی آلہ واصحابہ الذین ہم شادوا العقود الدینیۃ۔ اما بعد شائقون کو
 خروہ ہو کہ نازک خیالی کا آئینہ۔ نظار گمان معنی کا جمال۔ از خود رنگی کا تنغا۔ مضمون آفرینی کا قبالہ۔ صفائی کا جام
 جہان نما۔ معاملہ نگاری کا صحیفہ۔ رنگ عاشقانہ کا لطیفہ۔ معانی آفرینی کا مجموعہ۔ مجموعہ سخن کا شیرازہ۔ بخون طبع
 مذاق۔ فراہ منشوئی چاشنی۔ ویدہ یاران انجمن سخن کا نور نراکت کے ڈیسے کی تپلی۔ صفایان کا سرمہ یعنی یون
 مولانا و استاد نامولوی محمد عبدالاحد صاحب مظلہ کا طیار ہوا۔ سبحان اللہ کیا کیا نور دیدگان معانی آغوش الفاظ
 مین بازی کر رہے ہیں۔ و پریراوان معانی بنگاہ وزدیدہ بھر وگے سے نظم کے جھانک رہے ہیں۔ شاہد نراکت معنی کی
 کربار الفاظ سے بھکی جاتی ہیں۔ ہوشان شوخی آباز ویدہ رفتہ ہو کر بند شوئی چلپن سے سز کا لگر گلبانگ سرفروشی
 کر رہے ہیں۔ ایک ایک مصرعہ پچھدہ کی دقت مین ہزار دن عرفی و خاقانی ایسے ناف بیج غیرت مین بتلا ہو کر
 یہ پچا پچی حیرت مین بیج کھار رہے ہیں۔ اور ایک ایک بیت کی تحقیق مین سیکڑوں فردوسی و انوری ایسے گھر
 بھول گئے ہیں۔ ہر ایک غزلون مین وہ ترو نازگی ہیں کہ دماغ چوبین سے عطسہ ریزی کراتی ہیں۔ آیشانہ
 الفاظ پر طیور معانی کا باقرینہ بیٹھا مکان و مکین کا رابطہ ہو۔ ناظرین کا استبعاد مصنف یعنی مولانا صاحب کے
 کچھ حال سننے سے جاتا رہیگا مولانا کا ادنیٰ وصف یہ ہو۔ کہ ان علوم متعددہ یعنی معقولات و منقولات و
 فن شاعری و کتابت و تیز دیگر علوم مین ایسا دسترس رکھتے ہیں کہ اسکے بیان کی سکوت ہر زری عین پایہ
 شناسی ہو۔ ذرا دیکھیے انصاف کیجیے اعتساف چھوڑیے کہ باوصف حادث سن و عوائق زمان ان علوم مین
 ید طولی رکھنا۔ طوق بشری سے بعید ہو۔ الاما اشارہ ان باتوں سے حصاد کے شعلہ جھدنے اشتعال پایا ہو گا۔ مگر
 امید ہو کہ حاسد و محمود کی نسبت سمجھ کر ناظرین حق و باطل مین تیز کر لینگے احمق مولانا صاحب اس زمانے مین
 اون تیز یافتون سے ہیں کہ اگر کوئی اونکی ہم نجلی کا دعویٰ کرے تو او سکا ادعا محض ہو۔ و علی ہذا
 دیوان مولانا مدوح کا اور وادین کے مقابل مین یہی نسبت رکھتا ہو۔ مولانا مدوح کے حق مین جو تین
 کمی گئیں ہیں اونکو اطرا دو عراق پر محمول کرنا میری دانست مین بڑی نادانستگی کی بات ہو فقط

تقریر دلیہ میر جناب مولوی محمد بن الدین صاحب اکہ آبادی برادر عزیز مصنف دایم فضیلت

نغمہ سرائی بلبل طبیعت کی شاخسار گلشن معنی پر شان میں اوس خالق الکبر کے زیبا ہو کہ جس نے ہمارے اوج سانی کو دام فکر و خیال نکتہ سنجان و قیصر رس معنی پردازان عیسیٰ نفس کے پھنسا یا۔ اور تروانہ سنجی غزلیب فکر کی گلزار ہیشہ ہمار سخن میں شاخ شجر گل مضمون پر حق میں اوس پیپر کے روا ہو کہ جس نے چرچہ ہدایت کو روشنی میں رتبہ شمع طور کا بختا سحان اسد کیا کیا صنعتیں اور قدر تین کا ملہ اوسکی ہیں کہ کہیں قطرے کو دریا اور کہیں فے کو آفتاب بنایا۔ اور ملکات ہاکہ اذات میں نوع بشر کو اثرات الملوقات کا رتبہ عطا فرمایا اور جنیض نقصان سے اوج کمال پر ایسا پونچا یا کہ عقل اول کا مایہ اور اک باوجود حصول کمالات بفضل اور مرتبہ قدیم بالزمان کے احصا کمالات انسانی میں معترف بتارسانی ہو سچ ہو انسان ضعیف البیان نے طبیعت خدا داد پائی ہو۔ آزانجملہ ذات بابرکات احوال عظم و برادر گرم ہو۔ کہ جسکے سبب سے بفضل کمال انسانی کو صد گونہ مایہ ناز کا حاصل ہو۔ علوم معقول منقول میں وہ ید طولی رکھتے ہیں کہ اگر کوئی اون سے ہم نیکی کا دعویٰ کرے تو سولے خطا القیاس کے اور کیا کہنا چاہیے۔ خلاصہ یہ ہو کہ مفتحات روزگار سے شمار کیے جاتے ہیں۔ مادر دہر کو اونکے سبب سے ہزار حصہ مایہ نازیدن کا حاصل ہو۔ کسی نصف مزاج کو اونکی یکتائی میں گفتگو نہیں۔ لیکن اگر کوئی حاسد بہین حسد اور رشک سے زبان کھولے اور سکا جواب کیا۔ قاصدے کی بات ہو کہ لوگ اکثر اہل کمال کے پیچھے پڑتے چلے آئے ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہو۔ کہ جس پر خیال کیا جائے۔ علیٰ ہذا القیاس فن طبابت میں بھی وہ مرتبہ کمال پایا ہو کہ جالینوس بقراط زمان ہیں۔ یوم مسیہائی رکھتے ہیں۔ نسخے میں تاثیر عجاز ہو۔ فن شعرو سخن میں عربی ہو یا فارسی یا اردو وہ کمال حاصل ہو۔ کہ شاید متقدمین اور متاخرین میں سے کسی کو یہ رتبہ ملا ہو۔ یہ دیوان اردو جسکو محض بے توجہی اور عدم الفرصتی کی حالت میں پاس خاص طریض اجاب کے مرتب فرمایا ہو۔ دلیل ہو اس بات پر کہ نازک خیالی اور مضمون آفرینی اور حسن بندش اور صحت الفاظ اور چوچلا پن

اور رمزد کنا یہ اور چھڑ چھاڑ عاشقانہ غرض یہ کہ جو باقین شاعر و نکلے واسطے لائق ہیں۔ وہ سب اس میں موجود ہیں جس طرف نگاہ اوٹھا کر دیکھیے۔ ایک جھڑ حسینان اور پرزادان معانی کا کس پہاختہ پنی اور تہ تکلفی کے ساتھ نظر آتا ہے۔ کہ نظر نگارہ کرشمہ و عشوہ بین میں ایک کیفیت چکا چوند اور حیرت کی چھا جاتی ہے۔ اگر وہ من نگاہ گرد کدورت و کینہ سے پاک اور صاف ہو تو وہ جلوہ نظر آئے کہ حضرت سلیمان باوجود تاج و تخت و یزاد کے بھی جلوہ نظر نہ آیا ہوگا۔ حورانِ خشتی کی شان میں گو حدیث صحیح میں یہ مضمون وارد ہو۔ وَلَوْ اَنَّ اُمَّرَاةً سَأَلَتْ اَهْلَ الْبَيْتِ طَلْعَ لَاسْمَاتٍ بَابِئِنَّهَا وَنَصِيفُهَا عَلٰی رَاسِهَا خَيْرٌ مِنْ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا۔ لیکن میں یہاں پر یہ ضرور کہہ چکا کہ اگر کہی پریزادان معانی سے عالم فطانت اور زیر کی کی طرف جھانک لے۔ تو وہ روشنی اور جلوہ پیدا ہو۔ کہ کبھی خورشید حشر اور برق طور نے بھی نہ کیا ہو۔ جس شعر میں مضمون ادا ہو۔ وہاں بیشک خون قضا ہو۔ جہاں عشوہ پروازی اور معاملہ نگاری ہو۔ وہاں عالم اور طلسم سحر سامری ہو جہاں چشم فسون پرداز کا بیان ہو۔ وہاں غماز رقی الاست برکم صرف صرف مستان بادہ روز ازل ہو۔ جو مطلع ہو وہ جام جہاں ناہی۔ جو شعر ہو وہ پہاچہ شمری ظہور میں ظہور مضمون ظہوری خفائے راز و نیاز میں خفائے خفائی۔ عرفی اور خاقانی کو پہلے ہی ہونا مناسب تھا۔ کیونکہ اس وقت اگر ہوتے تو سوا شغل اور نام دم ہونے کے اور کیا حاصل ہوتا۔ میں اہل بصیرت سے یہ امید رکھتا ہوں کہ یہ باتیں میری مبالغہ پر نہ محمول فرمائی جائیں۔ البتہ اس مقام پر یہ میں ضرور کہوں گا کہ یہ دیوان بیشک دیدہ بدبین اور حاسد میں غار ہو اور نصف مزاج کی نگاہ میں گلزار۔ یا آئی جب تک دریائے سخن موج زن ہو۔ یہ دریا ہوا ہمیشہ آویزہ گوش حسینان جہاں دوسرا یہ آبِ برے سخن سجان ہے آمین ثم آمین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

تقریب جناب مولوی محمد بخش صاحب الہ آبادی متخلص بنکۃ شاگرد مصنف مخلص

مدد امی خامہ قدرت کہ طبع نکتہ پرور ہو
فصل گردش خامہ میں رقص برق مضطر ہو

باین تمہید عنوان حوصلہ اللہ اکبر ہو
چرخ طور صرف شعلہ نطق سخنور ہو

فلک کو رفعتِ شانِ سخندان سے یہ چکر ہو
 کہاں شایستگیِ مژدہ گوئی مجھے ممکن ہو
 ہوا گلدستہ وہ دیوانِ بہانِ مینِ شہرت کا
 سرتِ خاطرِ دوران کو ہی ترتیبِ دیوان کی
 زبانِ نطق سے گویا ہر منشیِ بلاغتِ یون
 یہ جلوہ ہے خدا یا حسن تو شیخِ معانی کا
 بیاضِ صفحہ پر جوین ہو سطحِ آبِ جوان کا
 تماشے سوادِ سنبلِ سطرِ سلسل سے
 یہ کسکے رشخِ ابر قلم نے دی ہر اسی
 حسینو کی ادا یا چستی بندش کا جوین ہو
 خائے عشوہ معشوق ہو شوخیِ عبارت کی
 غدوبتِ استعارہ کی باعجازِ سخن پیدا
 درِ مکنونِ مضمونِ علو کی یہ درخشانِ فی
 شبِ خطائین یہ جلوہ چہرہ پر نورِ معنی کا
 روانِ مصرعِ بزرگ جنبشِ ابروے خوبان سے
 ہو اس دیوان کی خوبیِ منصفوایان کی کتنا
 ہوا یہ مایہ نفسِ سخنِ تقدیر سے حاصل
 غبارِ عیب سے مطلقِ سہرا ہو یہ مجموعہ
 مگر حاسد کو کیا سوجھے یہ ہو کس رنگ کا دیوان

تخیر کا ہو عالم عقل کل کی عقل ششدر ہو
 مگر بسمِ اسدیہ احسان ہر اک اہلِ سخن پر ہو
 رگِ گہلے صفوت جیسا ہر اک تارِ مسطر ہو
 دیا و لدا وہ مایوس کو پیغامِ دلبر ہو
 کہ بیشک صفتِ دیوانِ قدرتِ اسکان سے باہر ہو
 کہ خورشیدِ ضیاء طور کا ہر لفظِ خاد ہو
 دمِ نظارہ چشمِ دیدِ مقصودِ سکندر ہو
 نمایان عالمِ سربستہ زلفِ مقہر ہو
 کہ اسی بتانِ مین ہر ہر کاہِ خطِ شکِ گل تہ ہو
 سخندان عاشقِ مضمون کا دلِ حسینِ سخن ہو
 روانیِ حب کی رفتارِ بتانِ ناز پرور ہو
 زلالِ خضر سے ملو کفِ عیسیٰ مین ساغر ہو
 سرے زینتِ تلجِ سہر سلطانِ غاور ہو
 دلِ ظلماتِ مین گویا فروغِ صبحِ محشر ہو
 سر پہ خواہ پیہم ارتسامِ زحمتِ خنجر ہو
 کلامِ آتش و ناسخ کو بھی دیکھ انا کثر ہو
 پر اس سے سخنِ کبختِ برگشتہِ مقدر ہو
 بزرگِ باطنِ صوفی کہ یکسر نور پرور ہو
 الف آغاز کا چشمِ حسد کو نوکِ نشتر ہو

ہمدانی زبان دانی فصاحت اور بلاغت میں کرے افسوس اس کا معترض اپنی طاقت پر فریہ نام استاد احد ہی فخر و عزت کا بس اب خاصہ و ماکے بعد ہی تاریخ بھی لکھی سے یہ روضہ دلکش خدایا اپنے جو بن پر	مصنف حق تو یہ ہو کج اپنا آپ ہمدانی نہیں سمجھا مصنف کا مستحضر ان کو نہ ہمدانی کہ شاگردی کا رتبہ مجھ کو ای نکتہ بیست ہمدانی بیانِ وصف دیوان صرف ہست فزون تہو گلِ خورشید سے گلزار جب تک پہنچ اختر ہو
--	---

تاریخ در فارسی

چہ گلزارِ احد رنگین ترین است قصا گفتہ کہ نغمہ تر از دیدم بضمونش معانی آرمیدہ بیاضِ نظم گھماے فصاحت چو آفت دید کاہن فرخ کتاب است گلزارِ احد رنگین ترین است	بہارِ رشکِ فردوسِ برین است قدرِ سرِ برز وہ فرمود این است برائے صید دلہا در کین است چو خوشبوئے بزلہ غنیمت گفتا گو ہر غلطان ہمین است قدرِ سرِ برز وہ فرمود این است
--	---

ایضاً در اردو

چشمِ تصنیف جس کی نگران تھی فکر تاریخ کی تو بات نے	نکتہ دیوان اب ہوا وہ نصیب گوشِ دل میں کہا کلامِ غریب چشمِ تصنیف جس کی نگران تھی
--	---

تاریخ طبع از جناب محمد جان خان صاحب آبادی متخلص بحیرت صاحب دیوان

چون مرتب گشت دیوان احد	پیش ما آور و گفت لے یار من
------------------------	----------------------------

انچہ کروم نالہاے دل خراش گر پسند آید ترا تو ہم بشو سال نظمیں از من حیرت چہ خواست	بشنو از من موس و غنوار من نغمہ سنج ای بسمل گلزار من گفتش گو گلشن بچینا من
--	---

ایضاً در اردو

خیابان زار ہی یہ نظم نگین ہزاروں ہی گلِ مضمون ہیں اسین ہنگاہ شوق جو اسپر نڈالے ہوا جسکو نہواس بوستان کی مناسب ہو کہ اسکا سال تاریخ کہو حیرت بقطع منقہ زائد	مگر کانٹا برے چشم بد ہی پے اہل سخن یہ ستند ہی سرخور وہ نہیں اہل حسد ہی مذاقِ شرے وہ نابلد ہی لکھا جائے مصنف کو یہ کہہ ہی ہزار باغ دیوان احد ہی
---	---

تاریخ طبع از تبلیح افکار جناب لوی محمد عبدالغفار صاحب متخلصین صاحب اکرام عظیم گٹ ملیم مصنف مظہر

در عربی

یا غالی صنی بجر اللہ یا طالبی در را لاؤب ہذا کتاب لورائی اہل الکمال بحکایت یا صاحب ششم اشارہ ششم المشوق جیبہ لا تلیف قط الی من شک حسن مقالہ تصا علی من صدہ سقا علی من ندہ	یشموا الی افکار من قد صار خیر القائل یؤفل ویرقص قائلًا بشد وثر القائل واصنع علی اقوالہ وانظرہ نظر الکامل وارغب الی مذاہب لائش ممثی انفاقل والہ علی من ودو بشد لیکل العاقل
---	---

ملت الی تاریخہ فارحہ رخ اکمل	لکھارایت کلامہ و انصرت حسن ختامہ
فا علم ضیا تاریخہ روشن لاجل العاقل سنہ ۱۳۲۳ھ	ناوی بصوت جہور اضمیہ عدا لکھ
ایضاً در فارسی	

مرتب کرد دیوان را چو استاد احد کیتا
و فور حسن او غارتگر حسن بتان گشته
باس فاخره در بر کشیده حسن تیش
وزد باد بهاری گرچه لیکن جد شکنش
یقین کروند از باب سخن کز بهر ادکش
علو شان او خود از کلامش میشود ظاهر
بکف شمشیر مضمونش بعالم سر بر آورده
و دو عالم بگفتارش چون پیشکش کردن
اگر خوانم بگلشن شمع از حسن مدح او
لعل شہر نشاند قدم برگنبد گردون
آلا احوط اسد بدین دن کن پنجه خلعت
حذاقت را چه یخواهی فطانت را چه چوئی
ولا از دام مدح او رہائی کے بود ممکن
صنائع را کہ در نظم و ویعت داشتیم بخت
از ان ہر مصرع ثانی سی می شود و ظاہر

برے داد بکشد دند مرغان چمن بہا
رخش پر نور خیرہ کرد چشمان صودا نرا
سرا پا شد محفل لفظ او از زیور معنی
نہاد از نکست خود بر سر اوتاج خجالت را
سخنور باید و نازک خیال مزیرک وانا
نہاد و احتیاج زیب و زینت شاہر زیبا
در اقلیم معانی ہست او گرد نکش اعدا
کجا آن گوہر کیتا کجما این نایہ ادنی
رسد بر شاخ نظم نعمہ خوان ہم بلبل شیدا
رسیدہ صیت اقبالش کنون بخارم علی
بیا بشنو گوشت ہوش مضمونے نازک را
گر اور کے بداری بر سر دیوان زبان بکشا
غر ضہا یکہ داری بر سر ادکن زبان گویا
ز حرف اولین ہر شعردان اسم صنف را
بود سمت ز حرف آخرین ہر اولین پیدا

<p>حصول سال ہجری از مذاق شائقان کوی بخوان از حروف منقوطلی بحدت یکدیگر اکنون مولوی عبدالاحد صاحب شماره ۱۹۲۳</p>	<p>وے از بہر فصلی امی ضیا گو مصحح عیادت چہ خوش یوان شدہ از مولوی عبدالاحد پیدا شماره ۱۹۲۳ فصلی</p>
ایضاً در اردو	
<p>دیوان ہو یا کہ شمس ہو نصف النہار پر یا شلخ سرو پر ہو یہ قسمی ترانہ ریز یا جام جم ہو یا کہ کندر کا آئینہ عنبر ہو یا عہر ہو یا عطر یا گلاب اسد سے سطرین او سکی ہین کیا جسکو دیکھ کر کاغذ سفید پر ہین حروف ایسے خوش نما اختر ہین نقطے داسے ہین مہر و ماہ ب ہین جد و لون کے گرد سطور ایسے جسطح مضمون عاشقانہ مین اوسکے یہ ہو اثر کسطح کی تلاش ہو کیسی زبان ہو صفا اسطح سے صفائی ہو جسکے کلام مین لب کھولنے کا قصد جو رکھتا ہو پہلے وہ حاسد کے رشک سے بھلا کیا خوف اوسکو ہو خوشبوے مشک چھپ نہیں سکتی ہو سچ ہو ہو فیض سے اوسکے جو ہون اوسکے خوا</p>	<p>یا گلشن سخن ہو یہ خندان بہار پر یا نغمہ خوان ہو مرغ چمن شاخسار پر یا نازنین ہو کر سے زرین نگار پر یا بوے زلف ہنستی ہو مشک تار پر آہادہ لکھنجان بھی ہو اسدم تار پر جیسے کہ خط سبز ہو رخسار یا زہر پر اور نظم مثل پروین کے ہو کس بہار پر سبزے ہون لہلہاتے لب جو بہار پر زندہ ہون مرنے پڑھیے گراو سکو مزار پر قربان دل ہو اس سخن آبدار پر کیون شان او سکی ہون نہ ٹہری ہو ہزار پر کر لے نظر تو اپنے کمال دو قار پر صرصر کا زور چلتا نہیں اس بہار پر حق گو ہی ایک ہوتا ہو غالب ہزار پر نازان ہون کیون نہ اس کرم ہیشمار پر</p>

تاریخ طبع کی ہر مجھے فکر اس لیے از بہر سال عیسوی ہاتھ نے یہ کہا رکھو سر ہوس نہ ضیا لکھو بس یہی	ہو میرا نام بھی ورقِ روزگار پر کسو اسطے ہو بیٹھے درانتظار پر ہو بلغ یہ زمانہ میں ہر دم ہمار پر ۶
--	---

تاریخ طبع از جناب مولوی محمد عبد المجید صاحب فاساکن عظم گڑھ شاکر مصنف مدظلہ

چون محل شدہ بزیور طبع یعنی دیوان نادر و یکتا بے نظیر ابن شہر دو ادین ست چیت دیوان ناسخ و آتش لفظ او مثل درج پُر گوہر پے تاریخ گفت ہاتھ غیب	رشتہ وہ ہو خان نیمائی یافت شہرت بلک یکتا در صفائی و طرز زیبائی ختم بروے شدت گویائی معنیش چہو در یکتا بلبلے شاخسار دانائی بیامی وحدت ۱۲ سنہ ۱۳۰۳ھ
---	--

ایضاً در اردو

کو مرتب ہو یہ دیوانِ احد شائق کیا یہ گل بے خار ہو غم سے سینہ حاسدوں کا چاک چاک دستوں نے شاد ہو کر یہ کسا راحتِ ارواح یہ دیوان ہو منکر جب تاریخ ہجری کی ہوئی	دوست تو تھی جسکی تلو جستجو سیر کر لو آکے امی فرخندہ خو دل ہی دل میں جوش کھاتا ہو لو بہار ک ہو بر آئی آرزو اہل فطرت کو ہوا سکی جستجو ناگمان ہاتھ نے کی یہ گفتگو
--	---

بخت کے سر کو بڑھا کر لکھ و ف	اب ہوئی دیوان کی شہرت چار سو
سن مسیحی کا اگر ہو دسے خیال	سر ہر اک مصحح کا ایک کچھڑا

تاریخ طبع از جناب مولوی محمد سلامت احمد صاحب سیف ساکن عظیم گڑھ شاگرد مصنف

ترتیب یافت اکنون این گلشن معانی	از شاعری کہ مثلش کس نیست در زمانہ
مضمون شعر ایش تا باقی جوئے خوبان	حادثہ چلب کشاید از بہر عیب و طعنہ
ہر نخل نظر ہائیش با طرز نو دیدہ	ہرگز کسے ندیدہ ز نیکان درین زمانہ
از بہر سال طبعش ہاتف بہ سیف گفتہ	بگذار فرق اختر گو اختر زمانہ

ایضاً در اردو

مرتب ہو گیا دیوان استاد	مجبور شک وہ باغ جنان ہو
معلیٰ زیور مضمون سے ہر شعر	یہ دیوان ہو کہ رشک ہوشان ہو
صفائی مضامین جس نے دیکھی	کہا بیشک بنیاد بوستان ہو
ہوئی جب فکر مجھ کو سال تاریخ	کہا ہاتف نے کیا تپہ نسان ہو
سر زائد گھٹا کر لکھ دوا سیف	یہ کیا عمدہ گلشن بچستان ہو

تاریخ طبع از جناب مولوی عبد الحلیل صاحب متخلص بنوقی ساکن حیدر آباد سند شاگرد مصنف

ترتیب داد دیوان استاد من بطریقی	چشم فلک ندیدہ نے گوش او شنیدہ
چیدہ ز شاخائیش گلہائے عیش شائق	نشر چشم حاسد از ویدتش غلیدہ

نازک خیال چندان باشد نہ کن دیوان مضمون آبدارش اشعار پر بہارش ذوقی چو سال طبعش حبت ز آفتا آندم	گوید چنانکہ گفت آن اشعار برگزیدہ ناظر شدہ مشارش وز جان دل گزیدہ باغ ارم مزیب در گوش من رسیدہ ۱۳۰۳ھ
---	---

ایضاً از محمد صدر الدین صاحب متخلص بہ قمر برادر زاوہ مصنف ام فیضہ

نہیہ دیوان اکنون شد مرتب یکام ماسدان گردید خفطل قرچون سال طبعش منکر کردم سروشیر غیب الہامیہ گفتہ	کہ رشک افزای فردوس برین ست برای شائقان چون نگین ست کہ طرز یادگار من ہمین ست شہنشاہ دوا دین گو ہمین ست ۱۳۰۳ھ
---	---

ایضاً دارد

کیسا عمدہ ہو یہ دیوان غور سے تو دیکھیے اوسکی ہر اک سطر ہین شل خیابان بہشت ہو کمان جرات کہ ہو ہر شخص اوسین غولن طبع کی تاریخ جب سوچی قرینے دفعۃً	جسکا ہر اک شعر شل گو نہر نایاب ہو اور مضمون دیکھیے تو موجزن سلیب ہو دائے کا حلقہ بیشک حلقہ گرداب ہو یولا خضر نیک رو دیوان نہیں غم قاب ہو ۱۳۰۷ھ ۱۳۰۳ھ
--	--

ایضاً از جناب لوی اصغر علی صاحب متخلص بانصغر ساکن مزراہ رشاگر مصنف

بر سلسل سطور این دیوان شاعری ختم گشت براستاد	میشود صدقہ سنبل پچان ستند چون نباشد این دیوان
---	--

چون نسا ز وہسا رنظاره پر لطیف البیانی و تحریر مرجا مرجاسہ طالع دوستا ز گلست مضمونش آسمان گردنت بجز نہاد ہاتھ غیب گفت تاریخش	شاہے ہست ہمدین بستان چون نیاید سلام از رضوان خوب مطبوع گشت این دیوان دشمنان راست خنجر بران گشت اصغر چو طبع این دیوان نغمہ راز با من خوش خوان ۱۳۰۳ھ
--	--

ایضاً در اردو

شاہ دیوان احد کا ہود دیوان وارثوں پر جو خط کے غور کرے بجتنے حاسدین آج یا اسد صفحہ پر آئینہ تار کرے اپنے استاد کا چھپا دیوان اس روانی نظم پر صفر خوب مرغوب یہ کمی تاریخ	پھر دوا دین کا کیون نہ افسر ہو اور بھی آسمان کو چگر ہو تیغ کینے کی اونکے سر پر ہو پھر جو پیدا کہیں سکندر ہو سینہ حاسدان کو نشتر ہو پانی کیونکر نہ آب گوہر ہو غنیمت مہر پھر نہ کیونکر ہو ۱۳۰۳ھ
--	--

ایضاً از جناب لوی عبدالباق صاحب متخلص بطیب کن ہار شاگر و مصنف مظلہ

چہ دیوان دلکش بحسن و لطافت ہر طبیب در آمد صدائے زہافت	کہ ہر شعر شعری و فخر ز من شد کہ تاریخ آن پاک شیرین سخن شد ۱۳۰۳ھ
--	---

ایضاً در اردو	
چھپا دیوان احمد کا شائق اب وہ آئینہ ہو وہ دیوان نگین ہوئی رخت بقا چھپنے کی تاریخ دعا طیب کی ہو بھان سے اپنے	کردار مان پورا خوب دل کا کہ جہین و یکساں محبوب دل کا جہان نے جب کہا مرغوب دل کا سے تاحشر یہ مطلوب دل کا
ایضاً از جناب حکیم مولوی محمد ستار بخش صاحب متخلص شفا کن فیض آباد ڈاکٹر لویس پتال شہر مرزا پور شاگرد مصنف عم فیضہ	
شدہ مطبوع چون دیوان استاد شفا پر سید تاریخش ہاتھ	بفضل ایندو بیچون حلاق اشارت کرد گو خورشید آفاق ۱۳۰۶ھ
ایضاً از جناب مولوی محمد طاہر صاحب الہ آبادی متخلص بطل ہر شاگرد مصنف بد ظلمہ	
بریلے سال این دیوان استاد بصد نماز وادافرمود ہاتھ	چو طاہر از زمانے گشت فکرے سپر حسن را تابندہ ہرے ۱۳۰۶ھ
ایضاً از جناب مولوی محمد سحاق صاحب ہاری متخلص بفخر شاگرد مصنف بد ظلمہ	
کس صفائی سے یہ چھپا دیوان فخر سے سال طبع ہاتھ نے	جنے دیکھا دل او کا شاد ہوا کہ دیا غنیمت مراد ہوا ۱۳۰۶ھ

ایضا از جناب محمد حسن خان صاحب محظوظ دفتر کجری پسندنی مہاراجہ ہندس مخلص بن

مکرم معطنہم جناب احد مرتب یہ دیوان جب کر چکے ضیائے معانی پر نور سے پئے سال ترتیب و تاریخ طبع نہ آئی ناگاہ یہ غیب سے	کہ اقلیم معنی کے ہیں وہ امیر ہوے شادمان سب صغیر و کبیر اوسے شمس کہتے ہیں روشن ضمیر حسن نے کیا جبکہ غور کثیر احد کا بھی دیوان ہو بے نظیر ۱۳۰۳ھ
---	--

دیگر در فارسی

مولوی اسد بکر سلیم نزد اہل حسرت و درین چہ سخن چون حسن جہت نام تاریخ	نہے دیوان نو مرتب کرد ہست امین نسخہ در و اوین فرد ملہم غیب گفت نقشہ درد ۱۳۰۳ھ
---	--

شکر و سپاس بقیاس خداوندگون و مکان کہ درین زمان مستقر ان این دیوان بلاغت عنوان تصنیف علامہ رفیع الدین
فہامہ طلیق اللسان سکہ زن دارا ضرب جدت معانی معرکہ آرای عرصہ نمکتنہ سنجی و سخنانی جامع فصاحت و بجا جناب
مولوی حکیم محمد عبدالاحد صاحب مدرس اول عربی مدرسہ مرزا پور دام بالہ سریر و السرد در مطبع نامی نظامی واقع کانپور
سن ۱۳۰۳ھ ہجری تصحیح مصنف موصوف بکلم نقل کمال اصل لباس انطباع در بر کشید و در چشم مشتاقان جلوہ ظہار بخشید فقط

وجہ مہر و دستخط	برای سند نمونی کہ کتابت و مطبع نظامی واقع کانپور مطبوع گردیدہ مہر و دستخط ہستم بر خاتمہ آن افزوده شد
محمد حسن بن محمد محمد حسن بن محمد محمد حسن بن محمد	محمد حسن بن محمد محمد حسن بن محمد محمد حسن بن محمد

صحبت نامہ سنہ ۱۲۸۱ھ تا ۱۲۸۲ھ تصحیح مصنف مظہر العالی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳	۸	پرورد غم	پرورد غم	۱۶۹	۱	یوسف ی	یوسف ی
۱۸	۱۰	قد مونہ	پاؤنہ	۱۷۶	۹	جھکتے	جھکتے
۲۹	۳	چلے	چلے	۱۸۶	۱	نظر	گذر
۶۲	۵	لاکھ	لاکھ	۲۱۱	۱۱	بھی	سے
۶۲	۹	تذکرہ	اجرا	۲۳۲	۱	العقود	عقود
۶۶	۷	غنیے	غنیے	ایضاً	۲	جمال	جال
۷۲	۱۳	گل	کل	ایضاً	۴	یادان	بازان
۸۰	۸	دکھا دینگے	دکھا دیں گے	ایضاً	۷	سرفروشی	خود فروشی
۸۷	۱۷	بیریان	بیزبان	ایضاً	۱۹	اطراد	اطراد
۹۴	۱۱	سوی	او سے	۲۳۴	۹	عالم و رستم	عالم و رستم
۱۰۸	۴	نبتہ ہیں	نبتی ہو	۲۴۳	۳	وہ دیوان	یہ دیوان
۱۳۵	۵	الفت	غربت				
۱۴۳	۱	جنگا	جنگا				

CALL No. { ۸۹۱۶۴۳۱ } ACC. No. ۲۵۱۲۸
 AUTHOR - عبداللہ رحمان
 TITLE - لغتِ راز

۸۹۱۶۴۳۱
 ۲۵۱۲۸
 عبداللہ رحمان
 لغتِ راز

NO. 1111

Date	No.	Date	No.



MAULANA AZAD LIBRARY ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:-

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1-00 per volume per day shall be charged for text-books and 10 Paise per volume per day for general books kept over - due.

